

پرده



عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لِفَاطِمَةَ أَيْ شَيْ خَيْرٌ لِلنِّسَاءِ
قَالَتْ لَا يَرِيهِنَّ الرِّجَالُ

(رواه البزار)

پیرک

اس کتاب میں پردے کی حقیقت پر شرح و بسط کیا تھ روشنی ڈالی گئی ہے



مؤلفہ

حضرت مولانا ابوالبشر محمد صالح نقشبندی حشمتی قادری





پیش کش

ایک بندہ بے فوائداں چندا اور اقی پریشان کو جو در حقیقت اس کے
 دل غمیدہ کے چند ٹکڑے ہیں جس کو اُمت کی حالت زار نے پاش پاش کر
 رکھا ہے یا اسکے دیدہ شکبار کے چند آنسو ہیں جس کو قومی اوبار و تنزل
 خون رُلا رہا ہے بطور بضاعت مزاجہ اس تاجدار کو نین کی درگاہ عالی میں
 پیش کرتا ہے جہاں خلاص و تعہدیت کی نذر زیادہ وقعت رکھتی ہے جس کی سرکار
 میں محبت کے ساتھ پیش کی ہوئی مٹھی بھر محروم دنیا رداں کے انبار پر فوقیت پاتی ہیں
 عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَكَ مَرَّةً كُلِّ ذِي مَرَّةٍ مِائَةً أَلْفَ أَلْفِ مَرَّةٍ +
 ابوالشیر محمد صالح بن مولوی مست علی مرحوم

مختصر فہرست مضامین کتاب پردہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵	باب اول	۲۶	پہلا حصہ عقلی بحث
۵۵	لکھ نریا کے ایک بیان کا جواب	۲۶	پردہ کی فطرۃ ضرورت
۶۲	باب دوم	۲۶	کیا پردہ ترقی کا مانع ہے۔
۶۲	پر مے پر آبرو و بیگم صاحبہ کی	۲۸	بے پردہ اقوام کی حالت کا فرو
۶۲	ایک بصیرت افروز تقریر	۳۱	بے پردگی کے بے انتہا خطر
۶۷	اجنبی مردوں سے میل جول	۳۱	نتائج میں سے چند تانہ نظر
۷۰	مستورات کا مسجدوں میں آنا	۳۲	یورپ میں بے پردگی کے
۷۰	جوان عورتوں کا بیرونی لباس	۳۲	نتائج کے چند نمونے
۷۳	سن رسیدہ عورتوں کا لباس	۳۲	کیا پردہ ضرر صحت ہے
۷۸	پر مے میں آناؤی	۳۵	کیا پردہ سے تپ دق اور سل ہو جاتی ہے
۸۰	باب سوم	۳۵	کیا پردہ کا رد باریں غلط ہو سکتا ہے
۸۰	منہ ہاتھ اور پاؤں وغیرہ	۳۷	کیا پردہ تعلیم کا مانع ہے
۸۰	کے پوشیدہ رکھنے کے دلائل	۳۸	انگریزی تعلیم کا زہر پلا اثر
۸۴	قرآن مجید سے عورتوں کو اجنبان	۳۹	کیا جہالت کا علاج دینی تعلیم
۹۳	اور نامحرم سے پردہ کرنے کا حکم	۳۹	ہے۔ یا لالچوں کی تعلیم
۹۳	اعتراضات مع جوابات	۴۴	اہلالت المؤمنین اور صحابیات کا پردہ
۹۶	باب چہارم	۴۷	نام نہاد تہذیب اور معکوس ترقی
۹۶	پردہ اور اس کے اقسام	۵۲	پر مے کی برکات
۹۷	اوسط اور اعلیٰ درجہ کے پردہ کا ثبوت	۵۵	دوسرا حصہ شرعی بحث

صفحہ	مضون	صفحہ	مضون
۱۲۸	مشتبہ غیر محرم سے پردہ کا ضروری ہونا	۱۰۶	باب پنجم
۱۲۹	دیور اور جلیب وغیرہ سے پردہ کرنا مکمل	۱۰۶	پردے کے متفرق احکام
۱۳۰	اندھے سے پردہ کرنے کا حکم	۱۱۰	اسلام میں پردے کی ابتدا
۱۳۱	غیر محرم برات اور دولہا دیکھنے کی ممانعت	۱۱۲	بغیر اجازت خاوند کے کسی کو گھر میں آنے کی ممانعت
۱۳۲	نامحرم مرد سے پردہ کرنے کا حکم	۱۱۳	ایکلی عورت کے گھر میں جانکی ممانعت
۱۳۲	غیر محرم کو سلام کرنے کی ممانعت	۱۱۴	غیر محرم مرد و عورت کا تخلیہ میں بیٹھنا ممنوع ہونا
۱۳۳	بلا اجازت گھر میں داخل ہونے کی ممانعت	۱۱۵	آنحضرت سے غیر محرم عورتوں کا پردہ کرنا
۱۳۵	کسی کے گھر میں جھانکنے والے کی سزا	۱۱۵	پردے کے سبب مطلقہ عورتوں کو گھر سے باہر جانے کی ممانعت
۱۳۷	غیر محرم مردوں کو جھانکنے والی عورتوں کو مارنے کا حکم	۱۱۷	عورت کا سر سے پاؤں تک پردہ کرنا
۱۳۸	بے پردہ عورتوں کو سزائے عقوبتی	۱۱۸	بڑھیا عورتوں کو پردہ کرنا مکمل
۱۳۹	باریک پٹری پہننے کی ممانعت	۱۱۹	غیر محرم عورتوں کے دیکھنے کی ممانعت
۱۴۰	حالاتِ حاضرہ	۱۲۰	عورتوں کو خوشبو مل کر باہر جانے کی ممانعت
۱۴۱	مرد کو مرد کے سامنے اور عورتوں کو عورت کے سامنے تنگ ہونے کی ممانعت	۱۲۱	غیر محرم کپڑوں پہلی اور دوسری دفعہ نظر ڈالنے کا حکم
۱۴۲	میاں بوی کو ایک دوسرے کا ستر دیکھنے کی ممانعت	۱۲۲	عورت کو غیر محرم مردوں کے دیکھنے کی ممانعت
۱۴۲	مردے کے سر کی طرف دیکھنے کی ممانعت	۱۲۳	نامرد یعنی محبوب اور عنایت سے پردے کرنے کا حکم
۱۴۳	خلوت میں بھی تنگ ہونا ممنوع ہے	۱۲۴	غیر محرم عورتوں سے ٹکے خاوندوں کی اجازت کے بغیر بات چیت کرنا کی ممانعت
۱۴۵	عورتوں کو حمام میں نہ جانے کا حکم	۱۲۷	
۱۴۶	عورت کن کن جگہوں میں اجازت لے کر گھر سے باہر جاسکتی ہے	۱۲۷	

صفحہ	مضون	صفحہ	مضون
۱۵۱	باب چھٹا	۱۴۷	عورتوں کو پرستان میں جانے کی ممانعت
۱۵۱	عورتوں کے سر کے بال { کٹوانے کا فتنہ	۱۴۹	عورتوں کو جانے کے مجرا { جانے کی ممانعت
۱۵۴	ازواج مطہرات کا سر کے بالوں کو نہ کٹوانا {	۱۵۰	عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجدوں میں آنے کی ممانعت
۱۵۸	صحابیات کا سر کے بالوں کو نہ کٹوانا {	۱۵۰	پرے کے تعلق چھپانے کو رام کے فسادوں کا خلاصہ
۱۵۹	التماس مولف		

اعتذار

اس کتاب کی تصحیح میں کافی حد تک کوشش کی گئی ہے۔ لیکن تجربہ شاہد ہے کہ غلطیاں رہی جاتی ہیں۔ لہذا اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اگر کہیں غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح ہو سکے۔ ادارہ آپ کا بہت شکور ہو گا۔

محمد اکرم مجددی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض ناشر

الحمد للہ! اللہ رب العزت کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے جس نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں راہ ہدایت دکھائی اور پھر اس راہ حق کی اشاعت میں قدم اٹھانے کی توفیق بخشی۔

آپ کے زیر ملاحظہ کتاب ادارہ ہذا کی تیسری پیش کش ہے۔ پہلی مرتبہ اس قابل صد تقدیر تحقیقی اور تخلیقی کاوش کو مصنف مرحوم و مغفور نے ۱۹۳۳ء میں اپنی زیر نگینی مقصدہ ہندوستان میں چھپوایا تھا۔ یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اس کے بعد آج تک نہ یہ کتاب دوبارہ اشاعت ہوئی اور نہ ہی قوم اس قدر اہم کتاب سے استفادہ کر سکی۔ اب زمانے کی بے راہ روی اور اصلاحی قدر کی پامالی کو دکھ کے ساتھ محسوس کرتے ہوئے اور اس کتاب کی اشاعت کا شد ضروری اور وقت کا اہم تقاضا تصور کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کتاب کو مفصلانہ طور پر شائع کرتے وقت بارگاہ ایزدی میں عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان بہن بھائیوں کو اس کے مطالعہ سے صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور کتاب ہذا کے مصنف ناشرین اور معاونین کی سچی جیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر قدم پر ہمارا رہنمائی کرتا ہے اسلام صرف چند عبادات عظامہ اور دعاؤں کا نام نہیں بلکہ یہ زندگی کا ایک مکمل سانچہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ جس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال کر ہی ہم نلاج و نجات کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اسلام ایک مسلمان کی زندگی کو ہر پہلو سے محیط ہے۔ جب تک مسلمان ان حدود و قیود کو غلوں سے قبول کرتا ہے اس وقت تک وہ مسلمان ہے اور جب کوئی شخص ان شرعی حدود و قیود کو توڑے، اسلام کے عمل و فعل کو اپنی زندگی کے چند پہلوؤں تک محدود کرنے اور اسلام کو اپنے تابع کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے من مانے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر اپنی تباہی و ہلاکت کو روکتے

دیتا ہے۔

کتاب پرودہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں پرودہ کی اسلامی زاویہ نگاہ سے حقیقت اور اہمیت واضح کی گئی ہے۔ مسلمان عورت کیلئے پرودہ کے احکام، عزت و عصمت کی حفاظت کے جامع اور بنیادی اصول، مرد اور عورت کے میل جول اور نظر و نگاہ کی حدود و قرآن و سنت کی روشنی اور اسلامی علوم کے ماہرین کے ارشادات کے حوالے سے واضح کیا گیا ہے

کتاب کی اس اشاعت سے متعلق چند ضروری گزارشات پیش خدمت ہیں۔ چونکہ کتاب کی اشاعت اول قیام پاکستان سے پہلے ہوئی تھی لہذا جہاں کہیں ہندوستان کا نام آیا ہے۔ ان مقامات میں سے جہاں ضروری خیال کیا گیا ہے۔ قوسین کے اندر پاک و ہند کا اضافہ کر دیا گیا ہے تاکہ موجودہ قاری کسی الجھن کا شکار نہ ہو۔

• جس مقام پر کسی تشریح یا وضاحت کی ضرورت خیال کی گئی تھی تشریح یا وضاحت حاشیہ میں درج کر دی گئی ہے۔

• جہاں کہیں عربی عبارت بغیر ترجمہ تھی وہاں اس کے ساتھ ترجمے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

• یہ ہنسی فطرت ہے کہ کسی چیز کو دیکھ کر انسان اس کے خالق کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی جستجو کرتا ہے۔ قاری کی اس طبی خواہش کا احترام کرتے ہوئے معصوف مرحوم کی شخصیت کا مکمل اور شایان شان تعارف شامل کتاب کرنے کا فیصلہ کیا گیا لیکن یہ مقام حیرت ہے کہ کسی مشہور تذکرہ نگار کی تصنیف سے بھی مصنف کے جامع اور مستند حالات میسر نہ آ سکے۔ اس الجھن کو سلجھانے کے سلسلہ میں ہمارے غرض دوست اور کرم فرما جناب پروفیسر آفتاب احمد نقوی صاحب ہمارے خالص شکر کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مولانا مرحوم کی تصانیف جو دنیا ہو سکیں ان کی ورق گردانی کر کے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ جو کچھ ہو سکا "ابتداء" کے عنوان کے تحت پیش کر دیا ہے۔

آخر میں مولانا مرحوم کے دوستوں، عقیدتمندوں اور تعلق داروں سے التماس ہے کہ مولانا مرحوم کے متعلق مستند حالات و واقعات سے ادارہ نذا کو مطلع فرما کر شکریہ کا موجب دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں مصنف علیہ الرحمۃ کی سوانح و تعارف ان کی شایان شان شمل کتاب کی جا سکے۔ (ادارہ)

ابتدائیہ

(پروفیسر آفتاب احمد نقوی)

خالق کائنات نے انسان کی تخلیق کے لئے لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ فرمایا تو یقیناً اس کا کچھ مقصد و مدعا تھا وگرنہ اس نے کائنات کی ہر چیز کو تخلیق کیا۔ لیکن أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ نہیں کہا۔ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ کی شرح و تفسیر کرتے ہوئے جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ یہی ہے کہ انسان کو خَلَقْنَا أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ سے اس لئے یاد کیا گیا کہ اُسے خلیفۃ الارض یعنی نائبِ خدا کی حیثیت میں احکامِ خداوندی کو دنیا میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر نافذ کر کے اپنی عبودیت کا ثبوت ہم پہنچانا تھا۔ چنانچہ اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اور ایک ایسے انسان کی تشکیل کے لئے جو اُن جملہ فرد وادیوں سے پوری طرح عبید و برا ہو سکے۔ خالق کائنات نے انبیائے کرام کا ایک طویل سلسلہ دنیا میں مبعوث فرمایا جس نے انسان کو اس کے اعلیٰ و ارفع منصب سے روشناس کرایا اور اسے ایک ایسا منابطہ حیات دیا جسے دین برحق کا نام دیا گیا۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ دے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے) اور یہی وہ مکمل دین ہے جس کی تکمیل کے مختلف مراحل حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آج کے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم پر مکمل ہوتے ہیں اور الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا رَاجِعٌ میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لئے اسلام کو) کا ارشاد خداوندی سامنے آتا ہے۔

چنانچہ یہی وہ مکمل منابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبے خواہ اس کا تعلق

ملت کی حیثیت سے قوم کو جس راہ پر چلی نکلی ہے سے واضح کیا ہے کہ صراطِ مستقیم نہیں ہے۔

مولانا محمد صالح حنفی نقشبندی مجددی ایک کثیر التصانیف مصنف تھے جو طرح ان کی یہ کتاب ایک عرصے سے نایاب تھی اسی طرح ان کی دوسری کتاب بھی نایاب ہو چکی ہیں اور مکتبہ فہر یہ رضویہ اور اسلامی کتب خانہ جیسے اداروں کو دیکھ رہی ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا دکھ کی بات ہو سکتی ہے کہ اس عظیم اسلامی مفکر کے حالات زندگی میں کسی تذکرے میں محفوظ نہیں ہو سکے۔ مجھے مولانا کی تصانیف، محترمی حافظ محمد اشرف مجددی صاحب اور مولانا کے پوتے محترم محمد بلال صاحب سے جو حالات معلوم ہو گئے کہ پیش کر رہا ہوں اگر کسی صاحب کو اور حالات معلوم ہوں تو مطلع فرمائیں تاکہ میں انہیں اپنی تحریر ترتیب کتاب تجلیات سیالکوٹ میں پورے طور پر شامل کر سکوں۔

ابتدائی حالات حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ جن کی کنیت ابوالبشر تھی اپنے عہد کے ممتاز عالم دین اور صاحبِ کردار صوفی حضرت مولانا

مولوی مست علی حنفی نقشبندی مجددی قادری حنبلی کے گھر قریباً ۷۰ - ۸۶۹ھ میں موضع میراں کی ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے آپ ابھی تین سال کے تھے کہ سایہ پری سے محروم ہو گئے۔ اس طرح آپ کی تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کی والدہ ماجدہ کے کندھوں پر آن پڑیں۔ لیکن اس نیک سیرت اور بلند ہمت ہستی نے اس بارگاہ کو نہایت ہی خندہ پیشانی سے قبول فرمایا اپنے ہر نہاد فرزند کی کچھ اس منفرد انداز میں تربیت فرمائی کہ جتنے بددش و تربیت ادا کر دیا۔ اور یہ والدہ محترمہ کی اسی تربیت کا اعجاز تھا کہ آپ نے اپنی تمام عمر دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کر دی۔

حضرت مولانا مولوی مست علی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ نقشبندی مجددی قادری حنبلی سیالکوٹ کے مردود عالم دین اور صاحبِ نظر بزرگ تھے جن سے علاوہ ہر کے بڑوں فرزند ان کو خیر نے دینی تعلیم اور روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ حضرت خواجہ میر محمد جوہری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ یہ آپ کے اخلاقِ عالیہ کا اظہار ہے کہ ان کے گھر میں نہ صرف علم و فضل کا ماحول تھا بلکہ ان کے گھر میں

مولانا کی عمر ابھی پانچ سال ہی تھی کہ آپ نے اپنے تایا جان مولوی امیر علی صاحب سے قرآن پانے کا غور فرمادیا۔ دیوبند تعلیم کے حصول کیلئے آپ کو مقامی پرائمری سکول میں داخل کرا دیا گیا۔ جہاں انہوں نے پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔

بیعت مسنونہ مولانا محمد صالح ابھی دس برس کے تھے کہ اپنے تایا جان حضرت مولانا مولوی امیر علی کے ہمراہ موضع جڑہ ضلع گوجرانوالہ میں تشریف لے گئے وہاں قطب زمان غوث وقت حضرت خواجہ فقیر محمد چرواہی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خواجہ صاحب کی خدمت میں بیعت مسنونہ کی درخواست کی گئی جسے آپ نے بعد غرض و محبت قبول فرمایا اور آپ کی روحانی تربیت کے لئے اپنے خلیفہ اکبر حضرت مولانا غلام محمد الدین رحمۃ اللہ علیہ بن خواجہ محمد خان عالم رحمۃ اللہ علیہ ساکن باؤلی شریف ضلع گجرات کا انتخاب کیا۔ جو سن اتفاق سے بیعت کے وقت وہاں موجود تھے۔ حضرت مولانا غلام محمد الدین نے اپنے مرشد کمال کے حکم اور ہدایت کی روشنی میں مولانا کو روحانی تعلیم سے فیضیاب فرمایا اور یہ انہی کی تربیت کا اثر تھا کہ مولانا نے گوبند میں انگریزی تعلیم بھی حاصل کی لیکن زمانے کے دواج کے مطابق اس کا کوئی بھی برا اثر قبول نہ کیا۔ بلکہ مولانا کے دل بتدریج حشر مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم بڑھتا ہی گیا جس کا سب سے بڑا ثبوت مولانا کی زندہ باورید

لے حضرت امیر فقیر محمد چرواہی قبل غلام خواجہ نور محمد چرواہی کے فرزند ہوا جہند تھے آپ چوہدر شریف ضلع جھیل پور میں پیدا ہوئے۔ مروجہ تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی سیاق کی رحلت کے بعد منہ خلافت پر متمکن ہوئے اور اپنی زندگی کے آخری طرہ تک سلسلہ نقشبندیہ قادریہ کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔ پنجاب کے طولی و عرض میں پانچ عظیم قدموں کا جالی بچھا ہوا ہے آپ کے ملحقہ اداروں میں امیر ملت محمد علی پوری، حضرت ثانی لاکان علی پوری، امام محمد خان عالم باؤلی شریف اور حافظ عبد الکریم علیہ السلام راولپنڈی رحمہم اللہ جیسے اولیاء و صوفی شامل تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ مشہور فقہیہ فقہیہ، بردہ شریف کے اشد آپ کا زبان مبارک سے اکثر سننے والے دنیاوی جاہ و جلال سے محنت نفرت تھی ۲۹ عرم الحرام ۱۳۱۵ھ کو اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔

تصانیف میں جو آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

قیام لاہور مولانا محمد صالح مرحوم ۱۸۹۶ء سے لاہور میں تشریف لے گئے ایک روایت کے مطابق میٹرک تک تعلیم بھی پائی اور یہیں محکمہ ریل میں ملازمت اختیار کر لی۔ اس طرح نگر معاش سے فراغت ملی تو دینی تعلیم کا تکمیل کے لئے مختلف علمائے کرام سے عربی و فارسی کی کتب متداولہ کا مطالعہ کیا جس سے اسلامی علوم، فقہ، تفسیر اور حدیث وغیرہ سے شناسائی حاصل ہو گئی۔ لاہور میں قیام کے دوران مولانا نے بعض مسائل کی تشریح و توضیح کے سلسلے میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے متعلق علمائے کرام اور مشائخ عظام سے ملاقاتیں فرمائیں اور جب علم دین کے سلسلے میں مکمل اطمینان قلب نصیب ہوا تو قلم اور کاغذ کے رشتے سے اپنا تعلق مستقل طور پر جوڑ لیا اور اپنی عمر کے آخری لمحات تک تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔

شخصیت مولانا محمد صالح ایک دلاؤیز شخصیت کے مالک تھے جن لوگوں سے ان کا تعارف رہا وہ بیان کرتے ہیں کہ مولانا کے چہرے سے ہی یہ بات واضح طور پر عیاں ہوتی تھی کہ وہ ایک عظیم انسان ہیں۔ مولانا کے پیچھے نے معاصرین جن میں حضرت مولانا سید ابوالبرکات، پیر غلام دستگیر نامی، مولانا محمد زبیر عرشی اور بہت سے نامور علمائے کرام شامل ہیں سے خصوصی تعلقات تھے۔

مولانا کے نورانی چہرے اور لباس کے متعلق محکم اہل سنت محکم محمد موسیٰ امقری بیان فرماتے ہیں کہ مولانا کے چہرے کا رنگ گندمی تھا اور ریش مبارک سفید تھی۔ اکثر سفید لباس اور سفید لکڑی استعمال کیا کرتے۔ مولانا کے چہرے سے ایک نورانی قسم کی شانت اور سنجیدگی مترشح تھی۔

گو مولانا محمد صالح مذہباً حنفی اور مسلکاً نقشبندی مجددی قادری چشتی بزرگ تھے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے وابہانہ محبت رکھتے تھے لیکن وہ ان کے عہد کے دورے علمائے کرام کو علم و تقوا اور اخلاقیات سے ہمہ تن متوجہ کرتے تھے اور

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کے لئے مخالف علمائے کرام کی رائے پیش کرنے سے بھی اجتناب نہیں فرمایا۔ یہ مولانا کی وسیع الشریکی ایک عمدہ دلیل ہے۔

مولانا کس عظیم شخصیت کے مالک تھے اور وہ علم دین کے کس قدر درلدادہ تھے۔ اس کا شہرہ ہے اس حقیقت سے بطریق احسن متاح ہے کہ انہوں نے لاہور میں ملازمت کرتے ہوئے دین کی تعلیم مکمل کی اور اپنی آمدنی کو مکمل طور پر دین کی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔ ان کی تصانیف کا مطالعہ کرتے ہوئے اس بات کا بھی واضح احساس ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک ندر کثیر دینی کتب کے حصول کے لئے خرچ کیا اور اپنے لئے ایک بہت بڑا دارالمطالعہ قائم کیا۔ مولانا کی شخصیت میں ایک پویز بہر حال نمایاں ہے کہ انہیں اپنے والد ماجد سے بے پناہ محبت تھی۔ اس حقیقت کا اظہار غار حنفی مدقل کے دیباچہ میں کھمے گئے مرثیہ سے بخوبی ہوتا ہے جس سے چند اشعار بیان درج کئے جاتے ہیں۔

کیا کہیں ان کے ہم محاسن کو	کیا کہیں چھوٹا منہ بڑی ہے بات
تھے وہ شیریں کلام و خندہ دہن	بات تھی ان کی مثل قند و نبات
ہر کسی سے بختیاری	مسکاکر وہ کرتے تھے ہر بات
کاشغہ سنی فروع و اصول	واقف کلیات و جزئیات
تھے وہ مسلمانہ جمیع علوم	تھے وہ فہم جامع نکات
ادرج جزخ مسانی و الفاظ	موج بحر لغات و مصطلحات
نکتہ دال ضمیر و اعلام	مرز فہم معارف و نکات
صدر ایران منصب تدریس	شان ذیشان ملک مقولات
بر رخشان آسمان علوم	مہر تاباں اوج مقولات
تھے کمال جمال کے مصباح	تھے جمال کمال کے شکلات

والد ماجد کی طرح مولانا کو اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی سے

بھی بے پناہ عقیدت تھی چنانچہ اسی خلوص و عقیدت کا صلہ تھا کہ مولانا عظیم الدین میں وہ تمام
پانگے جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ نماز حنفی مقل میں مُرشد پاک کی تشریف میں بیان
کرتے ہیں۔

حضرت فقیر محمد اولیاء	پیر و مُرشد ہیں مرے اور رہنما!
ہیں وہ بے شک منظر انوار حق	سر سے پامک معدر انوار حق
چاہیے تجھ کو اگر وصلِ خدا	سایہ فقیر محمد میں تو آ
عکس سے آئیں نور کے تارے پیر	روئے جاناں پر پڑے تری نظر
الغرض جو راہ حق مطلوب ہے	جا قدم لے دو مُرے پیر کے
گرچہ یہاں سے کر گئے ہیں اتقال!	فیضِ باطن ہے اُن کا بحال!
بلکہ سوچند اس سے نور و ضیاء	کیونکہ پردہ جسم کا بھی اُٹھ گیا!
اب تو بیشک وہ سراسر نور ہے	نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے
جبکہ ہووے شوق دیدارِ خدا	اُن کے مرتد کی کرے زیارت و جا

یوں تو مولانا کی تمام عمر دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت سے عبارت ہے
لیکن ایک غلط اور خاد م قوم ہونے کی حیثیت میں انہیں دینی مدرسوں کے فوجانِ طالب
علموں سے بے پناہ محبت تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہی وہ افراد ہیں جنہوں نے
آگے چل کر دینِ مصطفیٰ کو نظامِ مصطفیٰ کی حیثیت میں نافذ کرنا ہے۔ چنانچہ شیخ الجامعۃ
الحنفیہ حضرت مولانا حافظ محمد عالم صاحب اپنے زمانہ طالب علمی جب کہ وہ حزب
الاصناف لاہور میں زیرِ تعلیم تھے آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ مولانا محمد صالح اکثر حزب
الاصناف آیا کرتے اور اپنے ساتھ طلباء کو لے جاتے ان کی مالی مشکلات میں امداد فرماتے
اور انہیں پر تکلف کھانے سے نوازتے۔

مولانا نے تقریباً نوے سال تک عالم خانی میں زندگی گزار کر اگست ۱۹۵۰ء
وفات

پ کے فرزند ارجمند میاں محمد بشیر احمد ایم۔ اے بعد از مدفن دل ہسپتال میں زیر علاج تھے اور یہ مناسب نہ خیال کیا گیا کہ آپ کی وفات کی خبر شدید بیماری سے تک پہنچائی جائے۔ اس لئے مولانا مرحوم کو امانتاً لاہور میں دفن کر دیا گیا جبکہ ۱۹۶۱ء میں مولانا کی وصیت کے مطابق انہیں جامع مسجد میٹر انوالی ضلع سیالکوٹ کے احاطہ میں دفن کیا گیا اور کچ بھی ان کی پر نور قبر اہل ایمان کے لئے مرکز علم و یقین بنی ہوئی ہے۔

اولاد مولانا کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادے میاں محمد بشیر احمد تھے انہوں نے ایم۔ اے تک تعلیم حاصل کی اور مرکزی حکومت کے محکمہ حسابات میں ملازمت اختیار کی اور یہیں سربراہ محکمہ کی حیثیت میں ریٹائر ہوئے۔

تصانیف

۱۔ **پسودہ** | اس کتاب میں پردے کی حقیقت پر نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسلامی ہمد کے سلسلہ میں کے مہمانے والے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات تحریر فرمائے گئے ہیں۔
۲۔ **فقہ نعمانی ترجمہ اُردو خلاصہ کیدانی** | اس میں غلامہ کیدانی کا آسان اُردو ترجمہ ہے۔ اور شکل مقامات کی حواشی میں تشریح کر دی گئی ہے۔ نیز مسئلہ دفع سہار کی تحقیق اور دیگر ضروری مسائل کا اضافہ بھی کیا ہے۔

۳۔ **فضائل رسول اللہ حصہ اول فدا لے یا رسول اللہ** | اس کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حصہ اول میں یا رسول اللہ کہنے کی تحقیق ہے۔ **حصہ دوم**۔ زیارت قبور اور زیارت روضہ مقدسہ کی شرعی حیثیت۔ یہ حصہ علامہ ابن تیمیہ کی کتاب زیارت قبور کے جواب میں تحریر کیا گیا۔ **حصہ سوم** حیات انبیاء و اولیاء پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ **حصہ چہارم** اس حصہ میں مسئلہ امتداد اور توسل کا مدلل بیان ہے۔

۴۔ **علم غیب** | اس کتاب میں انبیاء و اولیاء کے علم غیب پر قرآن و حدیث اور روایات صحیحہ سے بحث کی گئی ہے۔

۵۔ **منہاج المقبول فی آداب الرسول** | اس کتاب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ و تابعین

مجتہدین اہل اولیاء و اکرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور کتاب و حدیث و روایت سے

بھی کرتے تھے۔

۶۔ نہا ز حنفی مدلل | اس کتاب میں نماز کے ہر مسئلہ کو قرآن پاک، احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور اقوال تابعین و تبع تابعین سے واضح کیا گیا ہے۔ اور ہر روایت کا سواد بھی دیا ہے۔

مقدمہ | پہلا باب۔ علم کا بیان۔ دوسرا باب۔ عقائد کا بیان (فقہ اکبر تیسرا باب۔ تدوین فقہ چوتھا باب۔ تقنیہ کا بیان۔ پانچواں باب۔ حالات امام اعظم

۷۔ التوحید | اسلام کے بنیادی مسئلہ توحید کو بڑی خوبی اور عمدگی سے قلمبند کیا ہے اور ساتھ ہی اسلام ربانی کی تشریح کی گئی ہے۔

۸۔ الزسالت | اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو علمی اور عقلی دلائل کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے۔

۹۔ مسائل العیدین | عید الفطر اور عید الاضحی کے متعلق فقہی مسائل پر احادیث نبویہ کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

۱۰۔ قیام امام مہدی (حصہ اول و دوم) | اس کتاب میں قیامت، علامات قیامت، نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ کا مدلل بیان لکھا گیا ہے۔

۱۱۔ عاملے بنائے والحق کتاب (جلد اول) | حصہ اول فقہی عملیات اور تاریخ عملیات۔

حصہ دوم: تقریبی عملیات حصہ سوئم:۔ مدنی عملیات حصہ چہارم:۔ عملیات اہم اعظم حصہ پنجم:۔ مشائخ عملیات

۱۲۔ خطبات الحنفیہ | اس عظیم کتاب میں سال بھر کیے گئے عربی خطبات جمعہ لکھے گئے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ تابعین، تبع تابعین یا بزرگان دین پڑھا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ہر خطبہ کے ساتھ ہر جمعہ کے لئے مستند وعظ اردو میں تحریر فرمایا ہے۔

یہ تحفہ الاحیاء فی مسئلۃ ایصال ثواب | اس میں ایصال ثواب کے متعلق اسلامی جامعوں کے اختلاف اس مسئلہ کی صحت کے قرآن و حدیث سے دلائل، مزوری استفسارات کے جواب اور ایصال ثواب کے مروجہ و منورث طریقوں کا بیان شرح و بسط سے درج ہے۔

۱۳۔ جنگ بلفانچ | اس کتاب میں جنگ بلفان کے حالات و واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۵۔ نماز متوجہ جمہ انسان آردو زبان میں نماز کا ترجمہ لکھا گیا ہے اور ضروری مسائل بھی توجہ فرمائے ہیں۔

۱۶۔ سوانح عسری رسول مقبول اس میں سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور سیرت و کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۷۔ سلسلہ اسلام دس حصے پہلا حصہ۔ پانی کے مسائل۔ دوسرا حصہ۔ نجاستوں کے مسائل۔ تیسرا حصہ۔ غسل کے مسائل۔ چوتھا حصہ۔ احکام و ضوابط تشریح۔ پانچواں حصہ۔ تیمم کے مسائل۔ چھٹا حصہ۔ مسجد کے احکام۔ ساتواں حصہ۔ آذان کے مسائل۔ آٹھواں حصہ۔ فرائض حصہ اور دسواں حصہ ان میں نماز کے احکام و مسائل مفصل طور پر لکھے گئے ہیں۔

۱۸۔ انوار المصباح فی اسرار الجمعہ اس کتاب میں نماز جمعہ کے فضائل اور احکام و مسائل پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۹۔ احتیاط النظر اس میں احتیاط النظر کے تمام اختلافات مدلل ذکر کر کے حق مذہب کو شرح و بسط کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے۔

۲۰۔ آداب سلام اس کتاب میں سلام کرنے کا اسلامی طریقہ اور مصافحہ و معافہ کرنے کے صحیح طریقے احادیث و فقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔

۲۱۔ شب بے براءت اس میں شب براءت کے احکام و مسائل نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ سپرد قلم کئے ہیں۔

۲۲۔ مناجات اس کتاب میں عربی، فارسی، اردو، پنجابی زبان میں لکھی گئی مناجاتیں جمع کی گئی ہیں۔

۲۳۔ رسالہ حقہ حقہ کے جواز اور عدم جواز پر بحث ہے۔

۲۴۔ فسر و تفسیر شیخ پیر مرشد کی ضرورت اور آداب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۲۵۔ آسانے سلسلہ تعلیم الاسلام اسلام کی پہلی کتاب۔ اسلام کی دوسری کتاب۔ اسلام کی تیسری کتاب۔ اسلام کی چوتھی کتاب۔ اسلام کی پانچویں کتاب۔ اسلام کی چھٹی کتاب۔

ان کتابوں میں بچوں کے لئے آسان پیرا پر میں اسلامی عقائد و اعمال تحریر فرمائے ہیں۔ بچوں کے لئے بہت ہی مفید ہیں۔

جذباتِ فقیرِ زماں

۱۳۹۹ھ

نائبِ رسول مولانا محمد صالح نور اللہ مرقدہ

۱۳۷۹ھ

سالِ وفات نیک خصال

۱۳۷۹ھ

اشاعتِ بارِ اول آغا خانہ

۱۳۴۸ھ

طالبانِ علم دیں گے استاد	خوش خصال و خوش بیان و خوش نہاد!
ہے محمد صالح جن کا اسم پاک	عالم و فاضل فقیرِ خوش نثر اد
جن کے فیضانِ قدم سے بالیقین	میترا نوالی ہے رشکِ صد بلاد
پردہ ہے تصنیفِ اظہارِ آپ کی	جس سے حاصل دیدہ و دل کی کشاد
اَیُّ شَیْءٍ خَیْرٌ لِلنِّسَاءِ کی شرحِ پاک	اہلِ دانش کا ہے جس پر اتحاد
جستجو تھی سالِ رحلت کی مجھے	غیب سے پوری ہوئی دل کی مراد

اے قمر: کہہ دو بالفِ اظہار

”مرقدش از نورِ حق معسور باد“

۱۳۷۹ھ

کشفِ برادرِ علمائے ربانی

قریبِ ذاتی

پروازِ منہجِ سیاحت

یکم جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

۲۸ اپریل ۱۹۷۹ء

پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمداً تعریف اس واجب العطا کو دیا ہے۔ جس نے انسان ضعیف
انسان کو جو ہر عقل سے محروم فرمایا۔ عقل کی بدولت اس کے دل و دماغ
کو صحیح احساسات سے متاثر ہونے کی صلاحیت بخشی اور ان احساسات سے اس کو شرم
جیسے فضائل کا اثر عطا فرمایا۔ جس سے ہر صاحب بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ جس انسان میں
شرم و سیا نہیں اس میں صحیح احساس نہیں۔ جس میں صحیح احساس نہیں اس میں عقل نہیں۔ جس
میں عقل نہیں وہ انسان نہیں بن سکتا ہے بلکہ جانور سے بدتر۔ اَوَلَيْسَ كَذَلِكَ بَلَى لِّعَمَلِكُمْ اَمَلٌ
(وہ چوپایوں کی طرح ہی بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ) سورہ انعام (۱) اَوَلَيْسَ الْمَلِكُ جِسْمٌ
نفسی زمین کو موالید غلط کی کائنات سے دھوکہ کھائے۔ درختوں کو ہرے ہرے
پتوں کا لباس پہنا کر۔ پہاڑوں کو سبز و رویشیدگی کا خلعت بخش کر۔ کھجور اور لہجہ عناب کے ایک
کمرے پر در در سے گزے کو اور ان پر آسمانوں کو پردہ پوش بنا کر یہ اشباح فرما دیا کھانا سے ماہی تک
تمام کائنات پر ستر و حجاب کا کارون مقرر ہے۔

از براۓ پردہ فائز در س فراتس منع

بر ہوا انگنہ شاد رواں نو توے ایتر!

اس ستر محبوب کی خدمت کے ہر فعل میں پردہ کی رعایت مرکوز ہے۔ انسان
کو پردہ اندم سے نکال کر پردہ رحم میں پرورش دی۔ پھر ایک معیاد موتل تک اپنی گوناگوں
نعمتوں کے پردہ میں زندگی بخش کر اس کو پردہ خاک میں مستور و محجوب کر دیا۔ حتیٰ کہ روز
قیامت میں بھی اس کی شادی ہی اس کے ہر دم کو معاصی کی پردہ پوش ہوگی۔

لطیف تو خطا کاری مستان پوشند
سز زندہ لعنت خطا پوشش تو دم

عدد نامحدود حضور سرور عالم غریبی آدم رسول الثقلین نبی الحرمین نہک بعد از خدا
نعت انبیاء و مرسلین کے پیشوا پر۔ جن کی تعلیمات عالیہ سے جماعت انسان
کی اخلاقی عریانی تہذیب و دانش علی کے لباس سے مستور ہوئی جنہوں نے اَلْحَقَّ
مِنْ الْاِبْرَہِیْمَیْن (حیا ایمان سے ہے) (مشکوٰۃ شریف) کا فرمان واجب الاذعان
بحسن کر فیصلہ فرمادیا کہ جہاد پر وہ وغیرہ لولام حیا اور مشر و مسلمان ہیں۔ دنیا فحش و بے حیائی
کے گڑھے میں گر گئی چلی جا رہی تھی جو جہنمی آگ سے پڑے آپ نے اپنی حیا آموز تعلیمات
سے مخلوق کو اس ہلاکت غیر گڑھے میں کرنے سے بچایا۔

راست می فرمود آں بحسب کرم بر شما من از شما مشتق ترم
من نشسته بر کنار آستے !! با فروغ شعلہ و لبس ناخوشے
کہ شمار پر دانہ و لہ از جہلی خویش پیش آتش مے کشید ای مجاہد کش
من ہی رافتم شمار را بجمہ است از در افتادن در آتش باد و دست
افسوس! اب پھر لوگ اس گڑھے میں گرنے لگے ہیں۔

اے ہر پردہ یثرب بخواب

خیمہ کہ شد مشرق و مغرب خراب
عَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عِدَّةٌ كُلُّ ذَرَّةٍ قَاتِلَةٌ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ
اے خاصہ خاصانِ اسل وقتِ محابے

امت پہ تری آسے کے عجب وقت پڑا ہے

یورپ کا تمدن، یورپ کی تہذیب اور یورپ کی
ملتِ اسلامیہ کے لئے لمحہ فکریہ معاشرت ایک فتنہ بارگشاہین کر آئی عالمِ پیمانی
ہوئی ہے اور اکثر ممالک پر اپنے اجتماعی و معاشرتی شرور و منافد کا مینہ برسا رہی ہے قرآن
سے پایا جاتا ہے کہ اس بارانِ فتن سے عنقریب ایک عالمگیر سیلاب پیدا ہو کر دنیا کی بستی
بستی پر حاظر کرے گا۔ اور دنیا کے امن و امان کے ساتھ اسلامی جنت و عفاف اہر جیاد
تقوٰے کو سمجھنا سیکھنا۔

یورپ نے عورت کو جو خلافِ فطرت آزادی دے رکھی ہے اور اس کے لئے
 بلاغیب دسے بلب باہر چلنا میرا تنہا سیر و سفر کرنا اور غیر مردوں کے ساتھ اختلاط و تخیلیہ
 مکالمات و مصاحبت اور مصافحہ و معاشرت کرنا جائز کر رکھا ہے۔ آج دیگر اقوام کے دلوں میں
 بھی اس کی ریس روشن دن ہے۔ چنانچہ ترکی نے قیدیت اور صاف طور پر یہ مراسم اپنی
 معاشرت میں داخل کر لئے۔ مصریت سے اس منزل کے قریب آ رہے ایران بھی اسی
 راہ پر گامزن ہونے کیلئے غور کر رہا ہے۔ اور افغانستان کے شاہی خاندان نے تو ان
 مراسم کی شیفنگی پر تخت و تاج تک قربان کر دیا۔ یہ تازہ فتنہ ہندوستان میں بھی رنگ
 لائے بغیر نہ رہا۔ چنانچہ آج بعض اعلیٰ و متوسط اسلامی طبقات کی یہ حالت ہے کہ جن
 معزز گھرانوں کی عورتیں کبھی گھر کی دلیز میں قدم رکھنا بھی شیوہ حیا کے خلاف سمجھتی تھیں آج ان
 کی فوجانہ بیویئیاں کھلے بندوں میں بازاروں میں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ جس حرم ناموس
 میں ایک پانچ سہ اجنبی لڑکے کی باریابی بھی عزت کے منافی سمجھی جاتی تھی اس
 کی عورتیں اب بازار کی گھاسوں کے ہاتھوں سے یورپی فیشن کے مطابق اپنے کاٹل و
 گیسو کی قطع و برید کرنے کی شائق ہوتی جاتی ہیں اور یہ جرأت دے بے باکی اس حد تک
 پہنچ گئی ہے کہ بے پردگی و عجب انگنی کا جو خیال کبھی عورتوں کے دماغ کے قریب بھی نہ آتا
 تھا اور صرف بعض شیفنگانِ مراسم فرنگ کی زبان سے ہی کہیں کہیں اس کا اظہار ہوتا تھا۔
 آج خود جماعتِ نسوان نے اس کو اپنا بنائے دعویٰ بنا لیا ہے چنانچہ پچھلے دنوں لاہور میں
 بہت سی معزز خواتین نے اپنا ایک ڈیوٹیشن مرتب کر کے وزیرِ بلدیات چناب کے
 حضور میں فریاد کی کہ ہماری جماعت کو رسم پردہ کی دیرینہ قید سے رہائی ملنی چاہیے اِنَّا بِلہِ
 اِنَّا لَیْہِ وَ رَاجِعُونَ۔

افسوس کہ تقیہ فرنگ سیکے شائقین کو کچھ عہد نہیں کہ ہم جس راہ پر چل رہے ہیں وہ
 کعبہ کی جیسے پاکستان کو نہیں بلکہ فرنگستان کو چار ٹاپ ہے۔ وہ تہذیب کی بجائے قومیت کی
 تباہی اور تخریب پر مبنی ہوتا ہے۔ آج ایشیائی اقوام جو یورپ کی تہذیب و تمدن کی دنیا
 ہو رہی ہیں۔ اس سے نہ صرف وہ اپنے اپنے دین و مذہب سے بیگانہ ہو جائیں گی۔ بلکہ ان
 کے قیمتہ بھی رکھنے نہ

یورپ چند صدیوں سے ایشیائی ممالک پر قابض ہو جانے کا کثیر الحاد
یورپ کا حملہ چکا ہے اور ہر عمر سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر اپنے شکم آرز
کو بھر کرنے میں مصروف ہے مگر قطعات ارضی پر اس کے قابض و متصرف ہو جانے
سے اقوام کی قومیتیں نہیں بنتیں۔ توپوں سے بڑے بڑے قلعے مسمار ہو گئے۔ بلند و بالا
علمدیں چونڈ زمین ہو گئیں۔ بد و قوں اور مشین گنز سے ہزاروں لاکھوں ہستیاں عدم آباد
پہنچ گئیں۔ مگر باوجود اس کے اقوام و مل کی ہستی قائم رہی۔ لیکن اب یورپ کا ایشیا پر
ایک اور ہنگامہ خیز اور فتنہ انگیز حملہ شروع ہے جو توپوں اور مشین گنز سے کہیں زیادہ
ہلاکت بار اور تباہ کن ہو گا۔ اس سے اندیشہ ہے کہ ہر قوم کی قومی ہستی بھی فنا و نابود ہو
جائے۔ ایشیائی روایات صفر روزگار سے قطعی طور پر محو ہو جاتی ہیں۔ یہ عمل لبرینی تہذیب
اور فرنگستان فی الموار و عادات کا ہے۔ جس کے آگے ایشیائی تہذیب سرنگوں ہوتی
جاتی ہے اور ایشیائی شعائر و الموار مٹنے جا رہے ہیں۔ یہ عمل آتشیں اسلحہ اور تیغ و سنان
کی حرب و ضرب سے کہیں زیادہ کارگر ہے۔ اس کے زور و طاقت کے آگے ایشیائی
اقوام خود بخود گرتی اور مسخر ہوتی جاتی ہیں۔ ان کی تہذیب فنا ہوتی جاتی ہے۔ ان کے خصائص
قومی مٹ رہے ہیں۔ ان کی قومیت کے امتیازات نابود ہو رہے ہیں۔ اگر چندے ہی
حال رہا۔ تو ان ایشیائی اقوام کا لباس و اعزاز۔ ان کی بُود و مادہ ان کا طور و طریق۔ ان کا طرز
زیست۔ ان کا انداز زندگی سب یورپین نمونے پر ہو گا اور وہ اہل یورپ کے مقلدین
کی حیثیت میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ان کو اپنا شاندار ماضی فراموش ہو جائے
گا۔ اپنے اسلاف کے قابلِ فخر کارناموں کی یاد ان کے صغیر دل سے محو ہو جائے گی۔ وہ
اپنے نکیش و مذہب۔ اپنے دین و دیانت اور اپنے اخلاق و آداب کے ساتھ اپنے
قومی وجود کا جنازہ بھی یورپ کی سرحد میں دفن کر دیں گے۔

اسلامی شان و شکوہ کا آفتاب اس وقت بلندی

پہلے مسلمانوں کی حالت پر درخشاں تھا۔ جب مسلمان اسلامی آداب الموار
سے سنج کے ساتھ متمسک تھے۔ اور یہ حیا سوز و محبت انگن مراسم جو آج یورپ کی بانیہ
ناز تہذیب میں داخل ہیں اور مشرق کی گمراہ دنیا عاقبت اندیش اقوام نے ان کو واجب

التقلید سمجھ لیا ہے۔ اس نکتے کے مسلمانوں کی نظر میں یہ مراسم صرف دوشوش و نہانم کے لئے ہی رہا ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید کی بیگم ملکہ زبیدہ خاتون کے متعلق اہل سیر نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنے محل میں سر کے بال کھولے بیٹھ گئیں۔ اتنے میں ایک غلام بے خبری میں کسی کام کے لئے ادھر آیا تو بیگم کو برہنہ سر بیٹھنے اس نے دیکھ لیا اور لرز کر بھٹ پیچے ہٹ گیا۔ زبیدہ نے خادمہ کے ذریعے اس سے پوچھا کہ کس طرح بناؤ تم نے ہمارا کون سا حصہ مجھ دیکھا ہے۔ اس نے جھجکتے ڈرتے عرض کیا کہ صرف سر کے بال مجھ کو دکھائی دیئے تھے زبیدہ نے نشاط کو بلا کر اپنے سر کے بال کٹوا دیئے اور کہا کہ ہم کو اس چیز کا اپنے بدن پر باقی رکھنا گوارا نہیں جس پر ایک نامحرم کی نظر پڑ چکی ہے۔

آہ! ایک وہ اسلامی اقبال کا زمانہ تھا کہ مسلمان حیادیمیت کے عروج و زوال میں مسلک پر چلتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر ایک غیور مسلمان خاتون دیکھتی کہ اس کے سر کے بالوں پر ایک نامحرم کی نظر پڑ چکی ہے تو وہ ان کو ہنزلہ محبت

سمجھ کر ان کے بار سے اپنے سر کو سبکدوش کرنا مزدی سمجھتی تھی اور ایک آج قومی ادبار کا زمانہ ہے کہ ان اقوام کی رسم و عادت کی تقلید کو مایہ فخر و مباہات سمجھا جاتا ہے جن کے نزدیک شرم و حیا کا کوئی مفہوم ہی نہیں۔ جو اپنی لٹائرہ غلبات و ابکار کا (شادی سندھ اور کولاری عورتوں کا) عزیز محرم اور اجنبی مردوں کے ساتھ تخلیہ (علیحدگی) میں ملنا، بات چیت کرنا، ہاتھ ملانا، خط و کتابت کرنا، ان کے ساتھ ناچنا، شریک میر ہونا اور ان کے سامنے نہ صرف ہاتھ پاؤں اور چہرہ بلکہ سینہ اور پنڈلی ٹھک برہنہ رکھنا جائز سمجھتی ہیں۔

قَاہَا تَشَوُّ اَھَا تَشَوُّ اَھَا!

یہ افسوس ناک و اہم انگیز حالات ہیں جنہوں نے خاکسار کو سبب تالیف ان چند اوراق کے مرتب کرنے پر آمادہ کیا۔ تاکہ ان شیدا یان مراسم فریب پر نظر کیا جاسکے کہ وہ عورت کو تا جائز آزادی دلانے کی سعی میں کس قسم کی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔

مخالفین پر وہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فلسفی مزاج جو حوریت کا پردہ اڑانے
 عقل سلیم فطرت انسانی کے خلاف اور مرد کا لے پر فتنے پر مجبور کرنا، ان کے پیدائشی
 حقوق میں دست اندازی سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کے پہلے حصہ میں ان لوگوں پر ثبات
 کیا جائے گا کہ پردہ نسوان عقل و دانش اور فلسفہ و حکمت کے معیار سے عین
 مقتضائے فطرت ہے۔ دوسرے وہ فتنوں ساز و فتنہ پرداز لوگ جو عوام المسلمین پر
 اثر ڈالنے کے لئے پردہ کو اسلامی تعلیمات کے خلاف قرار دیتے ہیں اور اپنے
 دعوائی کے اثبات کے لئے قرآن و حدیث سے غلط استدلال بلکہ تحریف آیات
 حکم میں دریلغ نہیں کرتے۔ دوسرے حصہ میں امنی لوگوں کے دجل و حریب کی فہمی
 کھولنا مقصود ہے تاکہ عوام الناس ان لوگوں کے انادیل باطلہ سے دھوکا نہ کھائیں
 اور ان پر ثبات ہو جائے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں پردے کے بائے

میں صحیح احکام کیا ہیں اور اہل عرض نے تعلیمات دینیہ کی عزت و احترام سے خالی القلب
 ہونے کے باوجود محض لوگوں کو بہکانے کے لئے آج کس طرح آیات و احادیث کو
 اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے اور وہ ان سے غلط استدلال کر کے اپنے آپ کو گنہ گار اور
 لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

گو ممکن ہے کہ اس مخلصانہ گزراش سے کسی بندہ خدا کو ہدایت ہو جائے اور وہ اس
 فعلی کی دہلے سے بچ جائے۔ مگر ہمارا لگنا غالب یہ ہے کہ پیغمبری پیش گوئیوں کے مطابق
 اب وہ دور فتن آگیا ہے جبکہ نصاریٰ کے تمدن اور معاشرت کا مفہم تعلیم میں سکھ چلنے
 لگے گا۔ اور اسلامی آداب و مراسم کا نام و نشان تک مٹنے کے قریب ہو جائے گا۔ ایسی
 حالت میں ظاہر ہے کہ بیماری یہ تمام خامہ فرسائی اور یہ دماغ سوزی سبے کا سبے۔ آج
 یوصف کی تقلید کا طوفان اس زور شور سے اٹھ رہا ہے کہ کوئی طاقت اس کی روک تھام
 سے ٹکدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ اہل قلم کا زور تحریر یہاں بے بس ہے۔ شاعروں کی ٹیلیفانی
 جبر و تنہا ہے ذائقوں کے دماغ بے سود ہیں۔ اسی طرح ہماری یہ چیخ و پکار بھی بے نتیجہ

صد البصر ہو کر رہ جاتے گی۔ پس یہ آواز جو ایک مختصر تالیف کی صورت میں اٹھائی جا رہی ہے۔ ایک مایوس کی آخری آواز سمجھنی چاہیے جو ایک ہمد کو غرق ہوتے دیکھ کر اہل جہاد کو نجات کی کوشش کئے پکار رہا ہے تاکہ فرائض قیامت میں وہ ان مستویں بارگاہ رب صورت میں شامل ہونے پر مجبور نہ ہو۔ جی پر اپنی ملت کو برباد ہونے دیکھنے اور طرک ہوسہنیے کا الزام عائد ہو گا۔ **وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔**

پہلا حصہ عقلی بحث

پردہ کی فطرۃ ضرورت

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیعیاں اکبر زین میں غیرت قومی سے لگا گیا
لو چھا جو میں نے آپ کے پردہ کو کیا ہوا بولیں وہ ہنس کے عقل پر مرد نکچے پر گیا

بے شک تمام نفوس و قلوب کا موزوں و متناسب اور حسین و جمیل اشتیاء کا لطف میلان ایک طبعی امر ہے جو نظام عالم کے خاص اُسرار میں سے ہے۔ مگر ہر من بھاتی چیز کی محبت ہمیشہ مفید نہیں ہوتی بلکہ اس آیت کریمہ کے مطابق **ذَٰلَکُمْ لَّعَلَّکُمْ تَعْلَمُونَ** (مکسور) اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو (پ ۱۰۴) بہت سی چیزیں جو طبعاً مرغوب و پسندیدہ ہوتی ہیں۔ عقل و دانش اور دین و دیانت ان کے مغزو خطرناک ہونے کی مشادات دیتی ہے تو ان کا ترک کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک خوش رنگ سانپ جس کے نقش و نگار و تعریب ہوں۔ دیکھنے میں انتہائی اچھا لگتا ہے لیکن دین و دانش یہ ہرگز اجازت نہیں دیتے کہ اس کو ہاتھ لگائیں کیونکہ اس کو ہاتھ لگانا پیغام موت ہے اسی طرح مرد و عورت کا آپس میں میلان ایک طبعی امر ہے۔ جس پر انسانی معاشرت کے مصالح مبنی ہیں۔ لیکن یہ حد و اوز کے اندر ہی مستحسن ہے اور اگر یہ جذبہ خدا تعالیٰ سے بڑھ جائے اور اس میں میاں بیوی اور غیر مرد و عورت کا امتیاز نہ رہے تو یہی میلان مغزو خطرناک بن جاتا ہے۔ جس کے اسباب و رداعی کی روک تھام واجب ہو جاتی ہے۔

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مرد اور عورتیں بالکل ایک دوسرے سے جدا رہیں اور ایک دوسرے کے سامنے نہ ہونے پائیں کیونکہ اس سے دنیا کا انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اور اگر آزادانہ و غیر مشروط اختلاط ہو تو ایسے دھف کے مرد و عورت بھی بہت ہی کم ملتے ہیں جو ایک دوسرے کو دیکھیں اور وہ کشش و قدرت نے تمدنی و معاشرتی مصالح

کی بنا پر ان کے دلوں میں پیدا کی ہے، اپنا اثر نہ دکھائے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ مردوں اور عورتوں کے اشتکاط و مصاحبت اور مذاقات و مکالمات کے متعلق خاص قانون وضع کیا جائے۔ جس کی بدولت ان سرگرم و متغایبہ کا اندلیٹ نہ رہے جو مردوں اور عورتوں کے اکوڑانہ میل جول میں مقتضیات طبع کے بے قید اور بے روک ٹوک ہو جانے کے باعث ممکن بلکہ یقینی ہیں۔ اس شرعی قانون کے ماتحت ستر اور پردے کا حکم ہوا ہے۔ اسلام نے مردوں اور عورتوں کے بیجا میل جول کو منسوخ قرار دے کر ایک حد تک پردہ قائم کر دیا جو عفت و عصمت کا ضامن، معاشرتی اور مذہبی امن کا کیل ہے۔ جن مذاہب میں پردہ نہیں ہے۔ ان میں عصمت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

رہا جن سے پردہ کی ضرورت تھی وہ کو اس قوم کو ہے جس نے انھیں پردہ دینے پر یوں بین تمدن کے دل وادہ مسلمان جو آطرہ مزاج واقع ہوئے ہیں وہ پردے کے سخت مخالف ہیں وہ پردے کو محض قید اور جس بے جا سکتے ہیں۔ وہ مستورات کے کھلا بھرنے، گارڈیوں اور بائیسکلوں پر سولہ کر گول باغ یا ٹھنڈی سرنگ پر نکلنے اور اپنے سامنے ہاتھ میں ہاتھ بکے کھیلنے کو پسند کرتے۔ اور اسی کو تہذیب اور شائستگی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک ہم میں سے پردے کا رواج اور طریقہ دور نہیں ہو گا ہم کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے ہماری پستی اور تنزل کی اصل وجہ یہی پردہ ہے۔

یہ تمام دھادی محض یورپ کی طرز زندگی پر فریفتہ ہو جانے والوں کے طبع زاد ہیں۔ درنہ حقیقت میں اسلامی پردہ نہ مانع ترقی ہے۔ نہ اس سے ملت اسلام کے قومی عروج میں کوئی رکاوٹ پیدا ہونے کا احتمال ہے اور نہ وہ خواتین اسلام کی تعلیم و تربیت کا مانع ہے۔ جس وقت مسلمان تمام عالم میں عزت و برتری کے واحد مالک تھے۔ وہ حقیقت کی تمام منازل میں دنیا کی ساری بڑی بڑی اقوام سے پیش قدم تھے۔ اسلامی پردہ اس وقت بھی موجود تھا۔ اس زمانہ کی بڑی بڑی عالم و فاضل خواتین کے تذکروں سے گتہیں بھری پڑی ہیں۔ اس وقت مسلم خواتین پر و فیسریاں کرتی تھیں۔ دھنا کھتی تھیں۔ بمقین و ہدایت کرتی تھیں اور یہ فرائض پس پردہ انجام

پاتے تھے۔ مسلم خاتین برقع و نقاب کے سلاہ جیسی سمات میں مصروف تھیں۔ اہل فوج کے لئے آب رسانی کا بندوبست اور مجروحین کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ پیادہ و سوار سوار کھینچنے کی کرتی تھیں۔ مگر پردہ و حجاب ہر حالت میں لازم سمجھا جاتا تھا۔ جوان مشاغل سے مانع نہیں ہو سکتا تھا۔ نہ اس وقت کے غیور مردوں کے دل میں کبھی یہ سوال پیدا ہوا کہ پردہ ترقی کا مانع ہے اور نہ خود ان خاتین نے کبھی وہ بنا کر امیر المؤمنین کے حضور میں یہ درخواست کی کہ ہمیں پردہ سے آزادی ملنی چاہیے۔

بے شک آج مسلمان قوم تنزل کی گہرائی میں گری ہوئی ہے مگر اس کا ذمہ دار پردہ کو قرار دینا غلط ہے۔ بلکہ اس تنزل و ادبار اور اس نحوست و ظلمت کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں نے دین الہی پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے اللہ کے ہاندے ہوتے قوانین کی پابندی ترک کر دی۔ جس سے ہم کمزور و ناتواں اور اقوام عالم میں ہلکے ہو گئے۔ اگر پردہ وغیرہ اسلامی مرام ہمارے موجودہ تکلف و ادبار (ذلت و پریشانی) کے باعث ہیں۔ نو فردن سالہ کے مسلمان کیونکر مرنے کی گئے تھے جو پردہ نسوان کے شدت کے ساتھ پابند تھے۔ جس کا ثبوت زبردست دلائل کے ساتھ آگے چل کر دیں گے۔ سب سے پہلے نو دہی مسلمین سابقین ان احکام کے ساتھ مخاطب ہوتے تھے کہ آنکھیں نیچی رکھو۔ عورتیں جاہلیت کا بسا و سنگھار نہ کریں۔ مگر ان میں رہیں اگر باہر جانا پڑے تو ٹکلی ملے کہ سندھ جیسے چلیں وغیرہ وغیرہ۔ ان اصحاب نے ان احکام پر اس عمدگی سے عمل کیا کہ آج ہم اس کا حشر حشر بھی بجا نہیں لاتے اور ساتھ ہی دنیا کو ترقی کی بالاترین منزل پر فائز ہو کر دکھایا۔

ہمارا تو یہ خیال ہے کہ یہ محض دین فراموشی اور نفس پرستی ہے۔ جو یورپ کی تقلید کی متقاضی جو رہی ہو۔ فرنگ انی اقوام کی رنگ ریاں دیکھ کر نفس گراء ہوا چاہتا ہے کہ وہ لطف و لذت کی زندگی اختیار کی جائے اور ترقی کا شوق محض بہانہ ہے۔

بے پردہ اقوام کی حالت کا فوٹو جن اقوام میں پردہ نہیں ہے یا جو پردے کے پابند نہیں ہیں اور مردوں، عورتوں کا مکمل کھلاؤں ملاپ جائز رکھتی ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی حالت سے دھوکا نہ کھانا چاہیے۔ مرد و عورت

خواہ ہندی ہوں یا فرنگستانی، پسین ہوں یا ایرانی، ان کا تعلق میں ملتا ایسا ہے۔ جیسا آگ اور
باد وود کا اجتماع ہے۔

بنبت مرد کے عورت کی خلعت میں فروکش ہے
فروغِ خورشید عالمِ حجبِ پیر اُس پر قیامت ہے
جوں عورت کھلے منہ جب سر بازار چلتی ہے
نکلن عورتوں کا آب و تاب دوزخِ بنبت سے
مکمل ہے ادا کرنا تو ازلہ زبردست سے
یہ سامانِ دل آویزی نہیں کچھ کم قیامت سے

جیل جاتا ہے دل آفر کوئی کیسا ہی السال ہو

یہ وہ چاہے جہاں عورت بھی محبوبس زنداں ہو

لہذا اگر ہم مسلمانوں کو عورتوں کے پردے کا حکم ارتکابِ فواحش سے بچنے کے لئے
دیا گیا ہے۔ تو اس سے سمجھ لیتا چاہیے کہ یورپ میں بے پردگی کی دہرے و قورع فواحش کا
احتمال ہی نہیں یا وہ لوگ ایسے ضابطہ نفس اور خود دار واقع ہوئے ہیں کہ اجنبی مردوں عورتوں
کے اختلاط کے باوجود وہ ہر طرح پاکباز و پارسا رہتے ہیں۔ نہیں نہیں، ہرگز نہیں، وہ لوگ بھی
انسان ہیں۔ ان میں بھی دواعی نفس اور مقتضیاتِ طبع موجود ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے
فروغِ خورشید ارتکابِ فواحش چنداں معیوب نہیں۔ اس لئے ان کو حظِ نفس کے حصول کے لئے کسی
خاص ضابطہ و قانون کی ضرورت نہیں۔ ان کی کنٹرولی لڑکی اختیار رکھتی ہے کہ جو ان مردوں میں
سے جس کو چاہے اپنی شادی کے لئے خود انتخاب کر لے اور جو نہ وہاں اس کو اپنی زوجیت
کے لئے پسند آئے۔ اس کے ساتھ نکاح سے پہلے پہلے چاہے اور جس طرح چاہے
علاوہ اُن دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں ملے جلتے۔ پھر اگر جذباتِ محبت کے پہچان میں
کوئی ایسا فعل اس سے وقوع پا جائے جو آئندہ چل کر ازدواجی زندگی کے لازم میں شمار
ہونے والا ہے۔ تو یہاں کوئی چشمِ احتساب اس پر لال پھلا ہونے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔
لڑکی کے ماں باپ یہ سب کچھ جانتے ہیں، دیکھتے ہیں یا سنتے ہیں۔ مگر ان باتوں کو اپنی دختر
جداختہ کی سعادت مندی کے خلاف نہیں سمجھتے کیونکہ ایسے امور یورپ میں معاشرت کے لازم ہیں۔

یورپ کی نام نہاد تہذیب کی اصل بنیاد جو بھولے جانے والے مسلمان یورپ کی اگلی نسلوں کی کورلہ تقلید کرنے پر تلے ہوئے ہیں ان کو پہلے ممبرانہ طریق سے پس و پیش پر نظر ڈالنی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہم کون کتنے اور یورپی اقوام کون جیتیں؟ ہم ابتدائے آفرینش سے دین الہی کے حامل، اخلاق عالیہ کے پابند اور روحانیت کی دولت سے بہرہ ور پہلے کسے ہیں۔ اقوام عالم نے تہذیب و تمدن ہم سے پائی۔ عمران و حضارت و آباد کاری و شہریتما کے اصول ہم سے حاصل کئے۔ اپنی بے زور روحانیت کو ہماری مشعل ہدایت سے روشنی کیا۔ بخلاف اس کے یورپ کی چند صدی پیشتر کی تاریخ جہالت و وحشت کا مرقع ہے جو بہائم و وحوش کی زندگی کے غولے پیش کر رہی ہے۔ جس میں نہ تہذیب و تمدن کا کوئی حصہ نظر آتا ہے۔ نہ اخلاق و روحانیت کی کوئی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ آج اگر یورپ موجودات ظاہری پر غور و تدبر کر کے عناصر عالم سے کام لے لے اور خوش پوشی و خوش غری کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گیا تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ کوئین کی برکات و سعادت کا تحیکہ بن گیا اور اس میں اخلاق عالیہ اور انوار روحانیہ بھی پیدا ہو گئے۔ ہرگز نہیں۔ وہ محض مادی دنیا کے جلوؤں کا مظہر ہے اور روحانیت سے بالکل بیگانہ ہے وہ اخلاق عالیہ سے بدستور محروم ہے۔ اس کا قلب و روح اسی سابعہ جہالت و بربریت کی صفات سے منصف اور وحشیانہ رذائل سے ملوث ہے۔ جس کو ظاہری و مادی ترقی کے لباس نے ڈھانک رکھا ہے۔ اس کا مادی ٹھکانہ گریا لالہ و لہریں کی ایک پھلوڑی ہے جس کے نیچے رومی اخلاق کی بنیاد کا پتھر پناہا ہے۔ اس کی ثروت و متول و حکومت و دولت محض ایک نظر فریب طمع ہے۔ جس کا باطن ایک کھوئی دھات پر مشتمل ہے۔ لہذا آج اگر یورپ میں عورت کی بھولی بے پردگی اور نامحرم مردوں کے ساتھ اختلاط مروج ہے تو نہ اس لئے کہ یہ کوئی اعلیٰ تہذیب و تمدن کا لازمہ ہے۔ بلکہ یہ اقوام یورپ کی موروثی و قدیمی جہالت اور وحشی پن کی ایک یادگار باقی ہے جو اتنا زمانہ گزرنے کے باوجود آج تک زائل نہیں ہوئی۔ مادی ترقیات کے سیم وزر کے ڈھیر تو لگ گئے مگر ان کے نیچے اخلاقی بنیاد کی جو لائش قدیم سے ملی

بے پردگی کے بے انتہا پرخطر نتائج میں سے چند تازہ نظائر نوگوں کو نگاہیں پڑیں

کی تقلید کرنی ہے تو ان کے علوم و فنون میں، ان کے سائنس و فلسفہ میں، ان کی ایجادات و اختراعات میں ان کی صنعت و حرفت میں کر سکتے ہیں۔ باقی ان کے اخلاق و امور اور ان کی کلرز زندگی سے ہم کو سر دکھارتہ ہونا چاہیے ورنہ یہ امور ہمارے لئے اخلاقی ہلاکت اور روحانی موت کا موجب ہوں گے۔ چنانچہ جن جن اقوام و جماعت میں یورپ کی دیکھا دیکھی صورتوں کی بے پردگی اور آلودہی مروج ہو گئی ہے ان میں مذکورہ قسم کے نتائج نمودار ہونے لگے ہیں:-

۱۔ ایک شخص کسی لڑکی کو پرچھانے پر مقرر ہوا۔ باہمی بے ججابی اور خفگی و طبعیگی میں اختلاط کا نتیجہ یہ ہوا کہ استاد اور تلمیذہ میں دوستانہ تعلق ہو گیا اور شادی کی تجویز بخیرہ ہو گئی لڑکی کی ماں نے اس تجویز کی مخالفت کی تو اس کے چند روز بعد وہ قتل کر دی گئی۔

۲۔ ایک لڑکی بے پردگی کے عالم میں کسی ڈاکٹر کی دکان پر چٹنے خریدنے گئی۔ ڈاکٹر امتحان چشم کے بہانے اسے اندر تنگیہ میں لے گیا اور لڑکی کے بیان کے موافق اس سے کسی ناجائز امر کی خواہش کرنے لگا۔ تو لڑکی شور مچاتی بھاگی۔ دکان پر مخلوق کی ہیر لگ گئی۔ آخر پولیس نے مداخلت کر کے ڈاکٹر کی جان بچا لی۔

(۳) ایک ماسٹر کسی لڑکی کو اس کے گھر پر پڑھانے کے لئے مقرر ہوا۔ عدم پردہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکی کی ماں ماسٹر پر فریفتہ ہو گئی۔ ایک رقیب اس صحبت میں حارح ہوا تو وہ چند روز بعد قتل کر دیا گیا۔

خیال کیجیے اگر استاد و تلمیذہ کو خلعت نشینی کا موقع نہ دیا جاتا۔ اگر لڑکی نا محرم ڈاکٹر کی دکان پر تنہا اور بے جبابہ نہ جاتی اور اگر ماسٹر اور شاگرد کی ماں میں بے پردگی نہ ہوتی تو یہ ناگوار حادثہ ظہور میں آکر کیوں ایسی ہیائی رگ محبت میں تنگہ خیز رتبہ پیدا کرتے؟

شکر کا مقام ہے کہ ابھی مسلمانوں میں اس قسم کے واقعات کا عہور نہیں ہوا۔ اور یہ واقعہ ان غیر مسلم اقوام سے تعلق رکھتے ہیں جن میں پردہ نہیں ہے۔ یادہ یورپ کی تقلید میں پیش قدمی کر کے پردہ ترک کر چکی ہیں۔ لیکن اگر مسلمانوں نے بھی ان اقوام کی طرح پردہ کو خیر باد کہہ دیا۔ تو

ان کو بھی اس قسم کے نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔

یورپ میں بے پردگی کے نتائج کے چند نمونے یورپ میں عورتوں کی پیدا ہوتے ہیں وہ مذکورہ واقعات سے کہیں زیادہ ہولناک اور دل ہلا دینے والے ہوتے ہیں۔ لیکن وہاں ان باتوں کی چنداں پروا انہیں کی جاتی۔ یورپ کی سرزمین کے لئے واقعات کی یہ سہوار اس آجاتی ہے۔ وہاں ایک عورت سے حرام کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے غریہ گود میں اٹھاتی اور پیار کر سکتی ہے۔ وہاں دو مرد وزن طانیہ باغ میں مشغول زنا ہوتے ہیں۔ پولیس کا سپاہی اس بے حیائی سے مانع ہوتا ہے تو یہ اہل صحبت اس کو ڈانٹ دیتے ہیں بلکہ اس پر استغاثہ دائر کر دیتے ہیں۔ آخر امرائے ملک کی ملامت اور اخبارات کی سرزنش سے پولیس کا ناک میں دم آجاتا ہے۔ وہاں حرام کے بچوں کی پیدائش کی کثرت ہے اور اس قولہ حرام پر پھر اس قسم کے اور قبیح نتائج مترتب ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً جب کبھی وہ بچے گناہی میں پرورش پانے کے بعد بڑے ہو کر شادی کرتے ہیں تو بعد میں شہادت و قرآن سے یہ راز کھلتا ہے کہ بھائی بہن میں یا باپ بیٹی میں یا ماں بیٹے میں رشتہ زوجیت قائم ہو گیا یہ تمام بے پردگی اور نامحرم زن و مرد کے اختلاط کو جائز رکھنے کے نتائج ہیں۔ کیا وہ مسلمان جو پردے سے متنفر اور بے پردگی کے حامی ہیں۔ اس قسم کے واقعات کو اپنی قوم میں دیکھنا گوارا کر سکیں گے؟

۱۔ مصنف کے زمانے میں تو واقعہ ایسے بدناما دوں مسلمانوں میں غاصہ نہیں ہوتے رہتے کیونکہ مسرت مسلمانوں میں اتنے بے پردگی اور بے حیائی نہیں آئے تھے، لیکن جب وہ یہ دونوں لھیریں مسلمانوں کے اختیار کیے۔ مذکورہ واقعات سے بڑھ کر ہر روز ہمارے اسلامی مملکت میں رونما ہوتا ہے۔ اخبارات پڑھنے والے حضرات سے یہ بات قطعاً پوشیدہ نہیں۔ دیکھئے فاضل مصنف کے دور کے نگاہ جن بے ساختہ نتائج کو دیکھ رہے تھے ہم ان سے دوچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کے حیات پر عمل کرنے کے قوت دے تاکہ ہم بے ایمان سے معذور نہ سکیں۔ - (ناشر)

یورپ کی حوصلہ مندیوں ہندوستان کی بساط سے بڑھ کر ہیں۔ بے پردگی کی یورپ ہی کو زینہ بنتی ہیں۔ گوری، چٹنی صورتیں، چینی اور ہستی و انت کی صورتیں جس بساط پر جمع ہوں اور جس راستے پر دوکش بدوش چلیں۔ ان کو زینہ ہے۔ لیکن ہندوستان (پاک و بھارت) کی مختلف الاشکال مختلف الانوان گورے، کالے، گندمی، سانولے رنگ کے لوگوں کو یہ حالات اس نہیں آسکتے۔ جب میانبری دونوں باتھ میں باتھ سے کراہت مند سے کدھا ملا کر کھلم کھلا چلیں گے تو دیکھنے والے خواہ مخواہ معجزہ اڑائیں گے۔ کیونکہ اگر میناں کی رنگت گوری ہے تو بیوی کی کافی اور اگر میناں کی رنگت کافی ہے تو بیوی کی گوری۔ غرض منہ دیسی لوگ اہل یورپ کی ریس نہیں کر سکتے۔

ہندوستان یورپ کی ریس کر سکے۔ یہ انہونی بات ہے۔ ہندوستان (پاک و بھارت) کی گھٹی میں یہاں تک حیا و شرم کی آمیزش ہے کہ دوشیزہ لڑکیاں اپنے بیاہ شادی کا تذکرہ سن کر منہ چھپا لیتی ہیں یا ماتھ کر گھر کے کسی دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہیں۔ بخلاف اس کے یورپ کی ہمت و حوصلہ کا یہ عالم ہے کہ انگلستان کی سفر بجیٹ (حقوق طلب، عورتوں کی ایک لیڈر عنایتی اور زعمیم کہہ لی جس کے ہر شق قلب نے زور بازو کا رنگ اختیار کر کے بعض معزز اراکان مملکت کو گاڑی سے گھسیٹ کر نیچے گرا دیا تھا۔ مدت العمر دوشیزگی میں گزار کر آج آغاز پیری میں اپنے کسی آشنا کے ساتھ درپردہ گھشن عیش کی گل چینی کرتی ہے۔ تو لیڈری کی شان و عظمت اس فعل سے مایوس نہیں ہوتی اور نساؤ فرنگ کی رہنمائی اور بیٹھائی کا منصب جلیل اس شاعت و فحش سے بلا نہیں رکھ سکتا۔ آخر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ پیرا نہ سردوشیزہ، اپنے دوستوں کے سامنے اس کو سپر رکھتی اور چٹی چاٹتی ہے اور اس کے تولہ کی اسراری داستان کو غریب لہر میں بیان کرتی ہے۔ ان باتوں کو یورپ ہی گولہ کر سکتا ہے۔ پاک و ہند گہا قوام عموماً اور مسلمان خصوصاً ان کو گوارا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ہے۔ کوئی شکار کو باٹ فرسٹ سمجھتا ہے۔ نئی روشنی والوں کا یہ خیال ہے کہ ہمارے گھر میں تقریباً سامان موجود نہیں۔ انہیں پوری غوسہ جی نصیب ہوتی ہے کہ صبح و شام ہر مٹھ کر بیڑوں کو سامنے لے کر گھر سے باہر نکلیں اور چلتے چلتے چل قدمی کرتے ہوئے بارگ یا ربہا کی طرف پہلے جاتی یا کسی کھیل مٹھے میں مشغول ہوں۔ اور حسن خُدا کے کڑے دیکھیں یاد رکھیں۔ کیا یہ عورتوں کی غیر خواہش ہے یا دشمنی؟

اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو عورتوں کے لئے ہر قسم کے سامان گھر میں موجود ہیں۔ ان کی حد شش ٹھنڈی سرکوں اور باغوں میں خاک چھاننے کی نسبت گھر کے کام کاج، کھانا پکانے، چرخہ کاتنے، گھر کی صفائی وغیرہ میں زیادہ ہو سکتی ہے اور ان کی تقریب کے لئے بال بچوں سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

معاذ اللہ پرودہ ایک اعتراض کیا پرودہ سے تپ دق اور سل ہو جاتی ہے؟ یہ کیا کرتے ہیں کہ ہزاروں عورتیں پرودہ نشینی کی وجہ سے تپ دق اور سل وغیرہ جیسے مہلک امراض میں مبتلا ہو کر مر جاتی ہیں۔ کیونکہ انہیں تازہ ہوا کھانے اور سیر و تقریب کرنے کا موقع نہیں ملتا؟

جواب : یہ ایک وہم اور غلط خیال ہے کیونکہ جس طرح لاکھوں عورتیں تپ دق اور سل میں مبتلا ہو کر مر جاتی ہیں۔ اسی طرح لاکھوں مرد بھی ان امراض کا شکار ہو کر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں حالانکہ ان میں ہزاروں ایسے ہوتے ہیں جن کے گھروں میں کوئی عورت بھی باوجود پرودہ نشینی ہونے کے ان امراض میں مبتلا نہیں ہوتی کہ یہ کہا جاسکے کہ ان مردوں کو ان عورتوں سے بیماری لگ گئی ہوگی۔ کیا وہ مرد بھی تازہ ہوا کھانے سے محروم ہوتے ہیں؟

بعضے معاذ اللہ پرودہ عموماً یہ کہتا ہے : کیا پرودہ کاروبار میں مغل ہو سکتا ہے؟ کہتے ہیں کہ پرودہ کاروبار کا مانع ہے۔

جواب : یہ خیال سراسر لغو ہے۔ جتنے بھانے رہائش کے لحاظ سے انسانی زندگی بسر کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک شہری۔ دوسری دیہاتی پھر ان میں حیثیت کے وجہ سے دو طرح کے لگ ہوتے ہیں بعض امیر بعض غریب گویا یہ لوگ چار قسم کے ہوتے۔ شہری امیر، دیہاتی امیر، شہری غریب اور دیہاتی غریب۔

شہروں اور گاؤں کے امیروں کا حال تقریباً ملتا جلتا ہے کیونکہ شہری امیر کام کاج کے لئے نوکر وغیرہ رکھ لیتے ہیں اور گاؤں والے کمین لوگوں سے اپنا کام کاج کر لیتے ہیں یا کہیں نوکر بھی رکھ لیتے ہیں۔ اس لئے امیروں کی عورتیں اکثر اپنی نوکر چاکر عورتوں کی دیکھ بال میں لگی رہتی ہیں، بعض کھانا پکانے اور سینے پر دے میں مشغول رہتی ہیں۔ بعض بچوں کی پرورش میں خود بھی نوکروں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ مگر انہیں کسی کام سے لئے باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ گویا ان کا کوئی کام ایسا نہیں جو پردہ میں مغل ہو۔ ہاں اگر انہیں گھر سے کہیں باہر جانا پڑے تو وہ چادر یا برقع اور ڈھکر جاسکتی ہیں۔ جس سے پردہ میں کسی طرح کا خلل پیدا نہیں ہوتا۔ رہی عورتوں کی حالت یعنی وہ لوگ جو اپنی عورتوں سے علاوہ گھر کے کام کاج کے روزی کمانے میں بھی مدد لیتے ہیں۔ ان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ اول اپنے گھر کا کام کاج کرنا۔ یہ تو وہ آسانی سے پردہ میں رہ کر کر سکتی ہیں کیونکہ مزدور اور پیشہ ور غریب آدمی علی البصیح اپنے کام پر پہلے جاتے ہیں۔ دوپہر یا شام کو واپس گھر آتے ہیں۔ اس سے ایسی عورتوں کے پردے میں کسی طرح کا خلل نہیں پڑ سکتا۔ دوسرے مردوں کا ہاتھ بٹانا اس میں شہری اور دیہاتی عورتوں کی حالت میں کم و بیش فرق ہے۔ کیونکہ دیہاتی محمدی اکثر ایسی مزدوری وغیرہ کرتی ہیں۔ جس کے لئے انہیں باہر کھیتوں، مہیاؤں یا جمیع عام میں جانا پڑتا ہے۔ بخلاف شہری عورتوں کے کہ وہ عموماً پیمنا، کاتنا، سینا، کشیدہ کاڑھنا یا کسی امیر کے ہاں ماماگری یا انا کا کام وغیرہ مزدوری کیا کرتی ہیں۔ جس کے لئے انہیں اپنے یا کسی امیر کے ہاں محفوظ اور باپردہ گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ ایک مذہب پر وہ رکھ سکتی ہیں۔ لیکن دیہاتی غریب عورتیں علاوہ گھر کے کام کاج کے کھیتی باڑی میں اپنے خاندان کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ مثلاً گپاس چتا، خوشے چاٹنا، کوٹنا، صاف کرنا، کھانا بنانا وغیرہ اس حالت میں بھی پردہ قائم رہ سکتا ہے۔ اس طرح پر کہ ایسی عورتیں گھر سے نکلے وقت چادر اور ڈھکر سببہ حتیٰ اپنے کھیت میں چلی جاتیں لیکن وہاں جاکر اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ اگر وہاں کام کاج کرنے والے محرم ہیں تو چادر اتار کر کام کاج میں مشغول ہو جائیں اگر غیر محرم ہیں تو گونگٹ نکال کر مردوں سے ایک طرف ہو کر کام کرنا شروع کر دیں۔ اس حالت میں صرف

ان کے دو پاؤں اودود ہاؤ سنگے جوں گے۔ جی کو کھلا رکھنے میں عقلا بھی عیب نہیں۔
شریعت نے بھی اس صورت میں اجازت دے دی ہے۔

کیا پردہ تعلیم کا مانع ہے؟ مخالفین پردہ کہتے ہیں کہ پردہ تعلیم و تدریس کا
مانع ہے؟

جواب: پردہ تعلیم کے لئے ہرگز مانع نہیں۔ ہاں سکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے
پردے کا کسی قدر مانع ہو نا اگر تسلیم کر لیا جائے تو بعید نہیں لیکن یہ تعلیم سرے سے
عورتوں کے لئے مزدوری ہی نہیں۔ اس تعلیم سے اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھے
تو بہتر ہے۔ جس تعلیم سے لڑکیاں بن سکیں کہ بازاروں اور عام گزرگاہوں میں اوضاع جاہلیت
و جاہلیت کی بے پردگی کا غور و پیش کریں اسے تو دور ہی سے سلام ہے۔ ایسی تعلیم
اہل یورپ ہی کو مبارک ہو۔ جس کو حاصل کر کے مرد عورت یہ کہنے لگیں کہ ہم کسی مذہب
کے پابند نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ اصلی غرم والدین ہیں۔ جو بڑی کوشش سے اپنے بچوں کو ایسی تعلیم دلاتے
ہیں۔ حدیث طلب العلم فی ریضۃ علیٰ کلّ مسلم لیر و مسئلۃ و علم دین حاصل
کرنا مہر ظن مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اکام صدق اسلامی تعلیم ہے نہ کہ سکولوں اور کالجوں
کی تعلیم۔ اور اسلامی تعلیم عورتیں اپنے گھروں میں اپنے باپ، مہربان، خاوند وغیرہ عموں سے
حاصل کر سکتی ہیں۔ باپ کا فرض ہے کہ اپنی بیٹی کو پڑھائے۔ خاوند کا فرض ہے کہ اپنی
بیوی کو پڑھائے۔ اگر لوگ اسلامی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوتے اپنے خاوند کو سراسر انہام
دیں تو عورتیں کس طرح جاہل رہ سکتی ہیں؟ عموں اگر پڑھائے ہوتے نہ ہوں تو جاننے والوں سے
مسائل پوچھ پوچھ کر اپنی عورتوں کو سکھا سکتے ہیں۔ جس میں کسی کتاب، قلم، دوات اور تختی
وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ صحابہ کرام کی عورتیں اپنے خاوندوں سے اور کچھ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے مسائل پوچھ کر ان پر عمل کرتی تھیں۔ یہ نہ تھا کہ ساری عمر
لکھنے پڑھنے کا بیج اجڑا بیج یاد کرنے اور دنیا کے اور فنون سے واقفیت حاصل کرنے

کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اس کے لئے عورتوں کا سکول اور کالجوں میں جانا
 نتائج کے اعتبار سے بہت ہی برا ہے اس کے لئے کوئی اور مستحسن تدبیر ہونی چاہیے۔
 انگریزی تعلیم کا ہر پلا اثر اعلیٰ مبلغ کالج و سکول ہیں اور سب گناہوں کی بڑھتی جا
 ہے۔ پس ہمارے غلامی کی جڑ ہو گا۔ وہی سب سنیات و معاصی کی علت ہو گا۔ لہذا سکول اور
 کالج تمام اخلاقی و فاضل اور دینی کمزوریوں کا سرچشمہ ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جب کہ آج
 کل سکولوں اور کالجوں میں بچائے تعلیم کے گانا بجانا، ناچنا اور سوانگ گانا، ڈرامہ کرنا سکھایا
 جاتا ہے۔ موصوفہ لڑکوں کے سامنے ناچتے اور گاتے ہیں۔ گویا حقیر اور بیچارہ عجز و خود گوئی کے
 اخلاق و اموال کے لئے ہلکات سے ہیں ان کا سرچشمہ سکول و کالج ہیں۔ کیونکہ ان تماشوں میں
 انگریزی تعلیم یافتہ ہی کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ آپ ہی فرمائیے کہ پروفیسروں کا ناچنا، گانا
 لڑکوں پر کیا اثر کرے گا۔ شاید کوئی آزاد خیال یہ کہے کہ ڈراموں میں اور دیگر تماشوں میں عبرت ہوتی
 ہے کہیں غربت و امیری کا ڈرامہ ہے اور کہیں ساہوکار اور کسانوں کا ڈرامہ ہے۔ کہیں عشق بازی
 کے بُرے نتائج کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے ان ڈراموں میں غربت کا علاج ساہوکار کے چہرے سے
 نہکھنے اور عشق بازی کے بُرے نتائج سے محفوظ رہنے کے وسائل بتائے جاتے ہیں۔ تو
 ان میں کیا بُرائی ہو سکتی ہے؟ جو اب انٹاکسس ہے کہ ازل تو جتنے لوگ ان تماشوں میں
 حصہ لیتے ہیں وہی ان بلاؤں میں زیادہ مبتلا ہیں۔ خواہ ملازم ہو یا مزدور جو کچھ کھاتا ہے۔
 ان ہی شوں میں حرج کر دیتا ہے اور گھر میں بال بچے فائدہ کشی کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ خلعت
 اور واقعات کو بد رعبہ سوانگ نقل کرنے سے کہیں عبرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ
 وہ بطور نمائش کے کیا جاتا ہے اور لوگ اس کو تماشا سمجھ کر خفا نفس کے لئے دیکھتے ہیں۔
 لوگوں کا اصل مقصد گانا بجانا، ناچنا اور سوانگ دیکھنا ہوتا ہے نہ کہ عبرت حاصل کرنا۔
 العز من حقیر سینما و عجزہ باعتبار نتائج کے بھی بہت بری چیز ہیں اور باعتبار اصل کے بھی۔
 حامیان بے پردگی کا یہ کہنا کہ عورتیں پردہ کی وجہ سے جب کہ خود غلامی کی حالت
 میں ہیں ایسے لڑکوں کو آزادی کی سبب نہیں دے سکتیں۔ بالکل غلط اور تاریخ اسلام

سے ناواقف کی دلیل ہے۔ پردہ نشین عورتوں نے بڑے بڑے حکمران، امام اور اولیاء پیدا کئے ہاں ایسے ہم نداد اور آزاد پیدا نہیں کئے جو مذہب سے آزاد و متنفر ہوں، ایسے آزاد و حقیقت غلام نفس، امیر شہوت اور پرستار حکومت ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسی آزادی اور تعلیم پر لات مارنی چاہیے۔ جس سے عورتیں بے حیا ہو کر خیر عروں سے مصافحہ کریں ان کے ساتھ جنس ہمیں کہ باتیں کریں۔ ناچنے گانے کو کمال سمجھیں۔ خیر عروں کے ساتھ سیر و سیاحت کریں اس متذیب بمنزلہ تہذیب کے سیکھنے کے لئے دوسرے ممالک میں جائیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورت کو غیر محرم کے ساتھ چلنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔

مسلمانو! کچھ تو ہوش کرو ایسی مذہب بائیں اپنے بچوں کو کس قسم کی تہذیب اور ادب سکھائیں گی؟

جائے عبرت ہے ہر جہے واسطے مرد خا جو شہیں آخر با غفلت سے تھے کیا ہو گیا غرض اس طرح کی ترقی کر کے اگر مسلمان یا غرض تمام دنیا کے بادشاہ بھی بن جائیں تو بھی اسلام کی نظر میں یہ سراسر خسران اور نامرادی ہے۔

کیا جہالت کا علاج دینی تعلیم ہے یا کالجوں کی تعلیم بعض لوگ کہتے ہیں سے عورتوں میں تو ہم پرستی اور شرک و بدعت پھیل گئی ہے۔ جو اباً التماس ہے کہ یہ بالکل صحیح اور درست ہے لیکن ان امراض کا علاج سکولوں اور کالجوں کی تعلیم نہیں ہے

بلکہ اس تعلیم سے اگر جہالت و توہم پرستی کے مرض دور ہو سکتے ہیں۔ تو بے حیائی، خود سری، خود پسندی، اسراف و تجذیر، بے دینی، آوارگی، خود نمائی وغیرہ صدماتیہ اور امراض پیدا ہونے کا احتمال ہے جو جہالت سے بھی بدتر ہیں۔ لہذا ایسی تعلیم سے ان کا جہل رہنمائی بہتر ہے کہ دین و دیانت کی صلاحیت کو باقی رہے گی۔ کیونکہ سکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے تو دینی صلاحیت ہی معدوم و مفقود ہو جاتی ہے۔ ایسی تعلیم یا ذہنی عورتیں مسلمان کھلتی ہوئیں غیر مسلموں سے شادی کر لیتی ہیں۔ لہذا ان امراض کا صحیح علاج دینی تعلیم ہے اور اسی کے لئے کچھ نہ کچھ بند و بست ہونا چاہیے۔

علمائے امت سے شرعی پردہ کی تشریح کی درخواست اخبار میں مذکور بلا میں

پر ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں علمائے امت سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ پردہ کے باب میں متفقہ فتویٰ شائع کریں اور ساتھ ہی دھکی دی گئی ہے کہ اگر علمائے اس طرف توجہ نہ کی تو رفتار زمانہ وہ کچھ کر دکھائے گی جو نہ ہونا چاہیے اور ہر کسی کے بنائے کچھ نہ بن سکے گا۔ اور جس طرح انگریزی تعلیم کو پھیلنے پہلے علمائے حرام فرمودے کو مسلمانوں کو ہندوؤں سے مہملی کر دیا جس کے متعلق اب رد رہے۔ اور پکھتا رہے ہیں۔ اسی طرح پردہ کے متعلق بھی کف افسوس سنے کے سوا اور کچھ چارہ نہ رہے گا۔ اور اس کے متعلق صاحب مضمون نے اپنی رستے کا اظہار یوں کیا ہے کہ یورپین طریقہ پر عورتوں کی آزادی اور سی افراط ہے اور ہمارا مرد پردہ و تعزیرات اس افراط و تفریط کے درمیان ایک بہترین راستہ خیر الامور اور وسطیٰ کے موجب نکالا جاسکتا ہے۔ **جواب:** علمائے امت متفقہ فتوے کی توقع رکھنا تو محض غفلت ہے کیونکہ علماء دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں پس جبکہ ان کے مقصد میں اختلاف ہے تو راوی

میں بھی اختلاف لازم ہے۔ اس کے علاوہ بعض کی نظر عین ہوتی ہے اور بعض کی سطحی۔ اس لئے بھی ان میں اتفاق قریب قریب ناممکن ہے۔ ہر ایسے لوگ بھی ہیں جو علم دین سے اصلاً واقفیت نہیں رکھتے اور مذہب میں مداخلت کر کے علمائے منصب میں دخل دیتے ہیں۔ اب علماء اگر اتفاق بھی کر لیں تو ان بہرہ دیوں کا اختلاف تو بہر حال قائم رہے گا پس جبکہ کسی امر پر اتفاق ناممکن ہے اور عدم اتفاق کی صورت میں عورتوں کا بے پردگی پر اتر آنا لازم ہے۔ تو اب ہمیں بجز فضیلتِ نبویؐ (صبر ہی اچھا ہے) پر چلنے کے اور کوئی چارہ نہیں اور ہمیں اس بے پردگی اور اس کے شرمناک نتائج کے دیکھنے کے لئے اسی طرح آمادہ رہنا چاہیے۔ جس طرح ہم انگریزی کے خطرناک نتائج دیکھ رہے ہیں بمقتضیٰ صاحب میں اگر ایمان و انصاف کا کوئی حصہ ہوتا تو وہ ان لوگوں کی رائے کی قدر کرتا جو انگریزی پٹھنے

خون نے جب یہ سوچا کہ یہاں کے باشندے مسلمانوں کو دھونس دھانسی، لالچ اور تحویلوں سے اپنے مقصد کے استعمال کرنا ناممکن ہے تو انہوں نے ذہنی تعلیم کے لئے اپنی ماوری زبان — انگریزی کو — ایک زہر لاطی کو کشمیر میں حملوں کی شکل میں پیش کیا اور یہ بھی بتایا کہ یوں ہم باہمی نفادت کو ختم اور سرو جنگ کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر کے غیر سنگالی کے جذبات پیدا کر سکتے ہیں۔ نا عاقبت اندیش صہیہ فرزندوں اور ابن الوقت لوگوں کے لئے یہ دعوت اغیار گویا نعمت غیر مترقبہ تھی۔ فوراً ہی تمدن، زبان اور کلچر اپنانے اور ان میں ہاں دھارنے کے معاہدے میں شریک ہو گئے اور اس معاہدے سے روگردانی کرنے والے علماء کرام کو قابل گردن زدنی قرار دے دیا گیا اور یہ وہی علمائے عظام ہیں جو بھاری اکثریت میں تھے اور جنہوں نے حب الوطنی و قومی بیداری میں راتوں کا چین اور دن کا آرام حرام کر لیا تھا۔ بے ہوش لوگ تھے قوم کی سرگزشتی کی خاطر محنت و وقار، تن من، دھن ہر چیز دلوں پر لگا دی — سب کچھ نثار کر دیا۔

آج بھی مٹی بھر کم ختم اور عقل کے اندھے موجود ہیں جو درپردہ ارمی پاک کی کج کنی میں معر فیہیں مگر بظاہر جبر ساقی اور بی حسوری کرتے نہیں ٹھکتے۔ یہ غیر کجی گماشتے ہر عجب وطن کو ہزار غبت کرنے کے درپے ہیں اور یہی لوگ بھی خواہوں کی صورت میں انہی علمائے کرام پر زبان دشنام دہا کر کے سے بار نہیں آتے اور بعض سادہ لوح لوگوں اور تازہ خون کو ساتھ ملا لیتے ہیں بغیرت ایمانی کا تعاضد تو یہ ہے کہ حالات کا تجزیہ اپنی مرضی کے بجائے حقیقت پسندانہ کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ علماء کرام کی عقلم اکثریت نے انگریزی زبان سیکھنے کی مخالفت کی تو مقصود انگریز کے کچل، تمدن اور تہذیب کے اثرات نہ سوسرے ملک و قوم کو محفوظ رکھنا تھا۔

افسوس شب بیدار، نیک سیرت اور روشن کردار لوگوں کی مساعی جیلہ سے انگریزوں اور ہندوؤں سے دائمی آزادی کے لئے علمبردار با ست کا پر و گرام مرتب ہوا تو اس کام کی حرکی قوت مسلم لیگ صحیحہ سے قائم اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں برحق تو انہی حضرات نے دے دی۔ درمے، سننے مسلم لیگ اور قائم اعظم سے سیرور نفاذ کیا بخیر دنیا کی سب سے بڑی مملکت اسلامیہ کا وجود عالم وجود میں آیا۔ ان علماء کرام کی اسی طالع آزمائش کو پس منظر کی تضیک و تحقیر کی مسلم لیگ اور قائم اعظم کے لئے مشکلات پیدا کی گئیں — قیام پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگادیا آج بھی سامراجی طاقتوں کے آلہ کار اور مدد و معاون ہیں۔

ناطقہ سرگرمیاں جس سے کہا جیتے

(ناشر)

پچانچہ آج ہندو فتنے کا ہندوستان کو تباہ کر رہے ہیں۔ یہ سب انگریزی پٹھن کی برکت ہیں۔ پچانچہ کسی طرف سے آواز آئی ہے کہ مذہب ہماری پستی اور تباہی کی جڑ ہے اس کو چھوڑ دو۔ کسی طرف سے مندر ہوتا ہے کہ سودن لینڈ کی مسلمانوں کی تباہی کا ذمہ دار ہے اس لئے خوب سود لو، کوئی چلتا تاپہ کہ پردہ علم ہے، وحشت ہے۔ مانع ترقی ہے اسے اٹھا دو، کوئی چیتا ہے کہ خدا نے کم سنی کی شادی کو جائز رکھ کر قوم کو نقصان پہنچایا۔ اسے منسوخ کر دو۔ کوئی کہتا ہے کہ شادیوں کے امتیاز نے ہماری قومی منافرت کو بڑھا دیا اور یہ امجاد اللہ خدا کی غلطی ہے۔ اس لئے اسے منسوخ کر کے مخلوط شادیوں کو رواج دو، کوئی کہتا ہے کہ پرانی فتنے میں جہاں کیا نئی فتنہ بناؤ۔ جس میں قدم حرام چیزیں حلال کر دی جائیں۔۔۔ کوئی کہتا ہے کہ جبریہ تعلیم کے ذریعہ سے اسلام کا خاتمہ کر دو وحیرہ وغیرہ۔

افرن دنیا میں ہر طرف ہی شور ہے اور یہ شور انگریزی خوانوں نے برپا کر رکھا ہے جس میں بعض دنیا پرست محض نام کے مولوی بھی شریک ہو گئے ہیں۔

القصد یہ تمام واقعات اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ ان بزرگوں کی رسلے نہایت صحیح تھی جو انگریزی کو اسلام کے لئے خطرناک سمجھ کر مسلمانوں کو

اس سے بچنے کی رسلے دیتے تھے۔ لیکن معترض صاحب بجائے ان کی تعویب کے اللہ ان کو ہیج قوف بنانا ہے اور یہ بھی اسی انگریزی کا اثر ہے۔ نیرودہ کہتے ہیں کہ جس طرح مسلمان آج انگریزی کی مخالفت پر در رہے ہیں۔ یونہی وہ کل پردہ مردج کی حمایت پر پکھٹائیں گے لیکن ہم کہتے ہیں کہ جو مسلمان انگریزی کے مخالف تھے وہ کبھی نہیں بچتے۔ اور نہ ہی وہ پکھٹائیں گے۔ جو پردہ مردج کی حمایت کہتے ہیں۔ بلکہ جس طرح مخالفین انگریزی آج اپنی رسلے کی صحت کو دیکھ کر اپنی رسلے کی صحت پر نازاں ہیں۔ یونہی حامیان پردہ

بے پردگی کے مفاسد کو دیکھ کر کل اپنی رسلے کی صحت پر نازاں ہوں گے جبکہ ہندوستانی دپاک و تجارت، ملائینہ، فنی و تجارت کی وجہ سے رشک یورپ ہو گا اور ہندوستان میں نہ کوئی صحیح النسب ملے گا اور کوئی شریف اور اس سے زیادہ اس وقت غائب ہوں گے

حریت اور خود ساختہ ترقی و تمدن کا مزہ چکھایا جائے گا۔

الغرض نہ مسلمانوں کو انگریزی کی مخالفت پر پھپھانے کی کوئی وجہ ہے اور نہ پردہ مرد و عورت کی حمایت پر۔

اگر بے دین لوگوں نے انگریزی کے باب میں علماء کی مخالفت کی تو اپنا ہی نقصان کیا۔ علماء کا کچھ نہیں بگاڑا۔ اسی طرح اگر وہ اب پردہ کی مخالفت کریں گے تو بھی اپنا ہی نقصان کریں گے اور علماء کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

یہی بات کہ علماء اگر کسی معتدل بات پر متفق ہو جائیں تو اس بقیت کی روک تھام ہو سکتی ہے سو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جن باتوں پر علماء متفق تھے ان میں اہل اہوا نے کب ان کا ساتھ دیا۔ اسی طرح اگر وہ پردہ کے باب میں متفق ہو جائیں تو جن کے دماغوں میں حریت کی ہوا بھر چکی ہے اور جن کو آزادی کی چاٹ لگ گئی ہے۔ وہ علماء کے فتویٰ کو کب مانیں گے۔ ایسی حالت میں علماء کو حق پر قائم رہنا لازم ہے۔ خواہ اہل اہوا ان کے ساتھ موافقت کریں یا مخالفت۔ علماء صحیح راستہ بتانے کے ذمہ دار ہیں اور لوگوں کے عمل کے ذمہ دار نہیں وَلَیْسَ لَکُمْ اَلْحَقُّ اَنْ تَتَّبِعُوْا اَهْلَیْکُمْ وَ اَنْ تَتَّبِعُوْا اَهْلَیْکُمْ وَ اَنْ تَتَّبِعُوْا اَهْلَیْکُمْ (اِنَّ السُّوْنِ الظَّالِمِیْنَ) (سورہ بقرہ کھٹا) اور تم کو جو علم حاصل ہو چکا ہے اگر اس کے حاصل ہونے کے بعد بھی تم ان لوگوں کی خواہشوں پر چلے تو اس صورت میں تم بھی نافرمانوں میں شمار ہو گے۔

اب ہم معترضین کے اس اعتراض کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں جس کو اس نے خلیفہ الاولیٰ اور اوسطیٰ کہا ہے اور کہتے ہیں کہ معترضین کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو اگر یورپین لیڈیوں کی طرح پوری ماور پد آزادی نہیں دی جاتی تو انہیں کم از کم نیم آزادی دے دیتے تاکہ مردوں کے دوش بدوش رہیں۔ پرنسپل پرستوں کی گنجائش نکل آئے اور اس واسطے کہ آزادی ہو گی جس کو غیر الامور کہا جا سکتا ہے۔

اگر صاحب مضمون کا یہی خیال ہے تو اس میں ادل یہ سوال ہے کہ یہ تجزیہ آپ نے قانون شرعی کی بنیاد پر کیا ہے یا اپنی ذاتی رائے سے کیا ہے؟ اگر آپ نے یہ تجویز کسی

ہے نو آپ کو کیا حق ہے کہ آپ دین الہی میں اپنی رستے کو دخل دیں اور اگر آپ نے یہ تجویز خیر
 الاسود اور مسطہا کے دائرہ کو وسعت دے کر اس سے استبطا کی ہے تو پھر ہمیں منتظر رہنا
 چاہیے کہ آپ ایک دن توحید خالص کو ازبط اور شرک جنود کو تعزیر قرار دے کر عیسائیوں
 کی تثلیث خیر الاسود اور مسطہا قرار دیں گے۔

لے اللہ کے بندو ام کیوں خدا کے دین کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہو۔ اور تم نے
 کیوں اس کی تباہی کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اگر تم درحقیقت اسلام سے گھبرائے ہو۔ اور تم
 کو خدا کے قوانین کما ہی تسلیم نہیں تو صاف صاف اپنے ارتداد کا اعلان کر دو۔ دوسرے
 مسلمان تو تمہارے شر سے بچ جاتیں گے۔ اسلام کا دعویٰ کتنا اور خدا کے دین کو ظلم اور پھر
 اور خلاف مصلحت بتلا کر اس کی تحریف کرنا بالکل انسانیت کے خلاف ہے۔

پردہ سے شریعت کا مقصود حفت ہے۔ پس جو طریق ایسا اختیار کیا جائے جس میں
 حفت پر برا اثر پڑے وہ شرعاً ناجائز ہے۔ خواہ عورتیں کھلے منہ پیر یا برقع اوڑھ کر۔ کیونکہ جب
 کوئی عورت برقع اوڑھ کر غیر مردوں کے ساتھ اختلاط کرے گی اور ان سے بے تکلف باتیں کرے
 گی۔ تو اول تو مرد اس کی ذاتی حیثیت کو اذیت بخوب صورت سے پہلے بد صورت، جو ان سے یا اور کسی
 وغیرہ، خود نظر سے اور انداز گفتگو سے بجانب میں گے اور اگر بالعرض نہ بجانب سکیں۔ تو وہ ان
 باتوں کے معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس سے حفت خطرہ میں پڑ جائے گی۔ دوسرے
 خود عورتیں برقع کی جلا کر مردوں کو دیکھیں گی اور چونکہ عورتوں میں بھی فطرتاً ہیاتیات شہوانی ہوتے ہیں
 اس لئے جو مرد انہیں پسند ہوگا۔ اس کے چھانسنے کی وہ خود کوشش کریں گی اور جب وہ عورتیں
 خود طالب ہوں گی تو ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ برقع کس کام دے سکتا ہے۔ اس لئے
 برقع کے ساتھ عورتوں کو مردوں کے ساتھ ربط ضبط اور خلط ملط کی اجازت دینا ضرور شرعی
 مقصد کے خلاف ہے اور وہ بھی بے پردگی میں داخل ہے۔ اسی وجہ سے جس طرح شارع
 نے مردوں کو غیر عورتوں کے دیکھنے سے منع کیا ہے۔ یونہی اس نے عورتوں کو بھی
 غیر مردوں کے دیکھنے سے روکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور
اہل بیت المؤمنین اور صحابیات کا پردہ ان کے بعد کے مسلمانوں سے کہیں منقول

نہیں کہ وہ اپنی بیویوں اور رشتہ دار عورتوں کو اپنے ساتھ ساتھ لے پھرتے ہوں اور ان کو
مردوں کے مجمع میں شریک کرتے اور دوست آشنائوں سے ملاقاتیں کرتے ہوں۔ پس اگر
شرعی پردہ وہ ہوتا جس کو آج خیر المؤمنین و المؤمنات کہنا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ
حضرات عورتوں کو اس طرح مقید کرتے اور آزاد خیالوں کے خیال کے موافق ان پر ظلم کرتے۔

دیکھو جس جہاد سے واپسی میں واقعہ افسس پیش آیا ہے۔ اس میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں مگر آزاد نہیں بلکہ آج کل کی بارہ
عورتوں کی طرح محمل رکبادہ میں تھیں۔ اسی طرح جنگ جمل میں بھی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں
میں تھیں۔ اگر اس زمانہ میں آزادانہ پھرنے کی اجازت ہوتی تو محمل کی کیا ضرورت ہوتی اور
اس زمانہ میں مشرعوں میں اور جنگوں میں اور محمولوں میں عام طور پر پھرنا کیوں نہ منقول ہوتا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو حقیقت شرعی پردہ کی آج بنائی جا رہی ہے وہ وہ
ہے جس سے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقف تھے نہ صحابہ کرام نہ تابعین نہ تبع تابعین
اور نہ محققین علماء و فضلاء۔ پھر علماء اس کو شرعی پردہ قرار دے کر اس کے جواز کا فتویٰ کیوں کر
دے سکتے ہیں۔

از کتاب گناہ سے اباحت گناہ بدتر ہے
مسلمانوں! جرائم ہمیشہ سے
لوگ چوری بھی کرتے ہیں، شراب بھی پیتے ہیں، زنا بھی کرتے ہیں۔ سو اگر تم کو بھی شوق جرائم ہے تو
تم جانو مگر خدا کے لئے قانون الہی کو تو نہ بدلو۔ اور جرائم کو خدا کے قانون میں داخل نہ کرو بلکہ جرم
کو جرم سمجھو۔ اپنے کو گناہ گار جانو اور دوسروں کو بے دینی کی دعوت نہ دو۔ ایسا کرنے سے تم
مسلمان رہ سکتے ہو اور قانون الہی کی تحریف کر کے جرائم کو قانون خداوندی میں داخل کر کے
تم مسلمان نہیں رہ سکتے کہ یہ ایک جرم عظیم ہے جو عورتوں کی بے پردگی بے شک ایک جرم
ہے، گناہ ہے، معصیت ہے۔ سو اگر بعض لوگوں سے یہ معصیت بتھاہلکے نفس د

شیطان سرزد ہو رہی ہے تو ہوا کرے۔ دوسرے معاصی کی طرح یہ بھی ایک معصیت ہے۔ لیکن اس معصیت کو محدود شرعیہ میں لانے کی کوشش کرنا۔ آیات و احادیث کی اسطے کہ اس کو جواز و اباحت کا لباس پہنانا نہایت ناپاک حرکت ہے اور دین الہی کے ساتھ امتیاز ہے۔ جو اصل معصیت کے ارتکاب سے بھی کہیں بڑھ کر قابل مواخذہ ہے۔ مسلم افواج کو اس سے بچنا چاہیے۔

نام تہاد و تہذیب اور معلوس (الشی ترقی) اضو صبحہ! کہ نئی روشنی والوں نے جو درحقیقت منبع ظلمات ہے روحانیت سے بے گنجی اور مادیت کی دلدادگی کا: ارتقا رکھ لیا ہے اور ہر ایک بے حیائی، الحاد و دیریت، اتباع طرز مغرب کو تہذیب سمجھ رکھا ہے۔ جو درحقیقت تعذیب (عذاب دنیا) ہے اور ہر قسم کی آوارگی و خود سری کو آزادی کا لقب دے رکھا ہے جو دراصل نفس و شیطان کی غلامی ہے۔ جو شخص اس طوفان بے تیزن کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ "یونیورسٹی ترقی کا مانع سمجھ کر نادان، بیوقوف، اولاد فیش اور تنگ خیال وغیرہ اٹھاپے وہاں تک کہ وہاں ہے۔ بے پردگی کے برے سلج آئے دن پڑھتے اور سنتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان یورپ کا نمونہ بن جائے۔

پردہ کو غلامی و تسفل (گراڈٹ) کی سب سے نمایاں علامت بتایا جاتا ہے تعلیم اور اعلیٰ قابلیت سے عاری رہنا بھی پردے ہی کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ غلامی کی اصلی وجہ بے پردگی، بے حیائی اور موجودہ انگریزی تعلیم ہے۔ کیونکہ بے پردگی کی وجہ سے لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس ابتلا سے حکومت کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا ہے۔ اس لئے کہ جب لوگ عیش پرستی میں محو ہوتے ہیں تو انہیں آزادی کا خیال بھی نہیں آتا۔ اسی واسطے حکومت نے فسق و فجور کے جملہ ذرائع کی عام طور پر اجازت دے رکھی ہے۔ مشرب، افیون اور چرس وغیرہ مخدرات اخلاق و اجسام کے ہندوستان (پاک و ہند) میں بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ بھنگ، چرس خود بے کار اور دوسروں کے لئے معصیت بنے ہوئے ہیں۔ زنا با مجبر کی جو سزا ہے۔ اس سے زنا کا سد باب نہیں ہوتا اور زنا بالرضا کو تو جرم

شمار ہی نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ بدکاری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کیا آپ ایسی ہی ہوا میں عورتوں کو کھلے منہ باہر نکلتے، سکون اور کالوں میں جملے اور باتوں پر کون ٹھنڈی سرکوں اور بازاردن کی سیر کی اجازت دے رہے ہیں۔ بریں عقل و دانش بیاہ گریست ۵
مسلمانوں نہیں ہے بے سبب دسیہ کو حیرانی کہ اپنی آبرو پر پیر رہا ہے آج کل پانی

ترقی کی خواہش ہر زندہ قوم اور ذی حیات فرد کے دل میں ہوتی ہے اور ہوتی چلیے
اپنی حالت کو موجودہ سے بہتر بنانے کا دلولہ اگر دل میں نہ ہو۔ تو برکات زندگی سے اس
دل کو محروم کہنا صحیح ہے۔ آج دنیا کی تمام قومیں ترقی ترقی کا غل مچا رہی ہیں اور ہر ایک نے
اپنی رسائی فکر سے ایک منزل قرار دی ہے۔ جس کی طرف وہ سب دوڑ رہے ہیں۔ اپنی
مہبت سے اعلیٰ درجہ کے انسانوں تک ہر قوم کے افراد ترقی کی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں
میں بھی ترقی کی صدا دنیا کی کسی دوسری قوم سے پست نہیں ہے بلکہ شور و شغب تو یہاں بہت
زیادہ نظر آتا ہے۔ بہت سے بے کار لوگ جن کے پاس کئی سو ڈالیر معاش نہیں ہے یا جس
کام کو کرتے ہیں۔ وہ بد قسمتی سے چھتا نہیں۔ اور ہیں خوش خوراک اور خوش پوشاک خیشی ایل جنگلیں۔
وہ مجبور ہو کر مذہب گدگری، لیڈری کے پلیٹ فارم پر جلوہ آ رہے ہیں۔ اور
وہ وال دھار تقریریں کر کے سامعین کو جذبہ ترقی کے بادۂ تاب سے محذور بنا دیتے ہیں کوئی چندہ
کھول لیا جاتا ہے اور قوم کو اس کی فراہمی میں معروف کر دیا جاتا ہے اور جو شخص ان کے پیش کردہ
مقصد کو سمجھنا بھی چاہے کو اس کو بے سرو پا الزاموں سے مطعون بنا کر نفرت و لعنت
کے نعرہوں سے خاموش کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے بہت سے آبرو دار نیک دل تہمتوں اور
گایوں کے خوف سے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ لیڈر صاحب کی ترقی تو ہو گئی۔ ان کا کام تو بن
گیا اور چونکہ وہ بھی قوم کے ایک فرد ہیں اس لئے وہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی سعی قوم کی ترقی کے لئے
نافع ثابت ہوئی۔ ایسے لیڈروں کے سوا اور بھی بہت۔ لیڈر میں جو ہمیشہ ہی ترقی کا رونا
روپا کرتے ہیں۔ اور یہ رونا روتے ہوئے ان لیڈروں کو پچاس سال سے زیادہ گزر
چکے۔ لیکن اس شور و شغب کا کیا ثمرہ ہوا۔ اس بات کو یہ قومی لیڈر بھی کچھ اچھی
طرح سے سمجھتے ہوں گے۔

ترقی کی آواز سہرہ وقت ہندوستان دپاک دہند میں ترقی کی آواز اٹھائی گئی تھی۔ یعنی آج ترقی کی آواز سے پچاس سال قبل اس وقت مسلمانوں کی قوت، شوکت، اثر، اعتبار، متول، دینداری، نیک چلنی باہمی محبت دہمدی کا کیا حال تھا زمین ہند کے کٹے وسیع بڑے ان کے ملک و تعرف میں تھے۔ ہر شہر قبضے اور گاؤں میں سر بنگلہ اور فراخ عمارتیں ان کے اقتدار کی شہادتیں دے رہی تھیں۔ دشمنی مقابلہ کی ہتھیں نہ رکھتے تھے۔ اور ہندوستان کی فوجیں ان کے دعب سے کاٹتی تھیں۔ مسافر نوازی، عزت پروری، ناداروں کی دھیکیری، ہمسایوں کی اعانت مسلمانوں کا عام شیوہ تھا۔ صدق و دیانت اور حق و انصاف کے لئے مسلمان غریبوں کی خدمت میں تھے۔ امرار و سادہ پابند مشرع تھے۔ جن لوگوں کی عمر پچاس سال سے زیادہ ہے۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے منظر دیکھے ہیں۔ مگر جب سے اس نام نہاد ترقی کا دور دورہ شروع ہوتا ہے اور ہندوستان دپاک دہند کا گوشہ گوشہ ترقی کے غلغلوں سے گونج اٹھتا ہے۔ ترقی ماب لیڈروں کی مساعی کا جال ہندوستان بھر میں پھیلتا ہے۔ اس وقت سے مسلمان روز بروز تباہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کروڑوں روپیہ کی جائیدادیں ان کے قبضہ سے نکل کر سالانہ اغیار کے پاس پہنچی رہتی ہیں ان کے ذرائع معاش دم بدم کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان کا اثر و اقتدار دنیا سے اٹھتا جاتا ہے۔ ان کی نیک صفات ان سے منہ موڑ لی جاتی ہیں۔ ہمدی داخوت کی جگہ ان میں حدود عداوت اور نفی و نفاق کے مشرا سے بلند ہوتے ہیں اور اس جدید عصر ترقی میں مسلمانوں سے مذہب اور جدید فرقے پیدا ہو کر مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر کر دیتے ہیں دین داری کا یہ حال رہتا ہے کہ مدعیان سیادت یعنی لیڈران غدار، روزے اور اسلامی شکل و صورت سے اجنبی اور عاجل ہو جاتے ہیں۔ پچھا سالہ ترقی کی صداؤں اور گونگوں کو شوش کا یہ انجام ہے۔ اب خواہ اس ترقی پر ناکہ کیے یا اس کو امیدوں کا قبلہ گاہ بھیجے مگر نتیجہ اس کا یہی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔

انسان سے غلطی ہونا کچھ عجیب نہیں۔ دانا و فرزانہ انسان بسا اوقات غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں کہ ان کی گمشدوں کے نتائج برعکس نکلے اور ان کی عمریں دس سے بچاتے نفع کے نقصان ظاہر ہوا تو وہ اپنے عمل کو روک دیتے ہیں اور

اپنی غلطی کا اعتراف کتے ہیں اور حصول مقصد کے لئے دوسرے طریقہ عمل اختیار کتے ہیں مگر ریخ اس بات کا ہے کہ ہمارے حامیان ترقی اور قدانیان از نیجت پچاس برس غلطی میں کرجی بیدار نہ ہوتے۔ قوم تباہ ہو گئی اور ان کی آنکھ نہ کھلی۔ مسلمان مٹ گئے اور انہیں ہوش نہیں آیا۔ دولیس غیروں کے پاس پہنچ گئیں اور انہیں اب تک اپنی غلطی کا اعتراف نہ ہوا عربوں مغلوب قو میں غالب ہو کر چہرہ دستیایں کرنے لگیں اور انہوں نے ظلم و ستم کا طوفان بپا کر ڈالا مگر ہمارے لیڈروں کی خود رانی میں ذرا فرق نہ آیا۔ انہیں اپنی غلط روی کا احساس نہ ہوا انہوں نے اپنی روش نہ چھوڑی اور ایک لمحہ کے لئے اس پر نظر نہ ڈالی کہ ان کی کوششوں نے ان کے طرز عمل نے، ان کی مزموم رخیانی، ترقی نے مسلمانوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ ان کی حالت روز بروز بدتر ہو تی چلی گئی اور جب تک یہ لیڈر دین سے اجنبی اور مذہب سے نا آشنا رہیں گے۔ اس وقت تک کامیابی کی صورت نظر نہیں آسکتی۔ ہر قوم اپنی خصوصیت و امتیازات کی حمایت و حفاظت میں اپنی پوری طاقت صرف کر دیتی ہے اور اس میں اس کی بقا و ترقی کا دُر مضمحل ہے۔ ہندوؤں کو دیکھئے وہ اپنی راہ رسم پر کس مضبوطی سے قائم ہیں انگریزی تعلیم اور یورپ و امریکہ کی سیر میں ان کے سروں سے چوٹی کا ایک بال بھی دوڑ نہ کر سکیں ہندوؤں کی چوٹی کو نہ کٹی۔ مگر مسلمانوں کی ڈاڑھی اس جدید ترقی کے استرے سے منہ لگتی۔ ہندوؤں کے دماغ سے گاڈ پرستی کا خیال تک نہ مٹ سکا۔ مگر ہمارے جٹلمین پسے خرافات چھوڑ بیٹھے ہندوؤں نے جس قدر اپنے رسم و آئین کی حفاظت کی ہمارے لیڈر اتنا ہی دین کی مخالفت میں سرگرم رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو بڑھتے گئے۔ انہیں کامیابی ہو تی گئی۔ انہوں نے اردو کی جگہ مری ہوئی ہندی کو رائج کر لیا اور ہمارے لیڈر اتنا ہی گمراہ و بادر کرنے کو ترقی سمجھتے رہے۔ کبھی پردہ کی مخالفت پر اصرار ہے۔ کبھی سود کے جواز پر بحث و مکر رہے۔ علما کی توہین اور علوم اسلامیہ کے رواج کا بند کر دینا تو لیڈروں کا مقصد اعظم ہے۔ عمریں علما پر تیرا کتے گر گئیں۔ اور روزانہ اخباروں میں برسوں تک اس مبارک اور پاک گروہ کو کوسلے۔ یہ ان حضرات کے اصول ترقی ہیں۔ آج کل جبر یہ تعلیم کے مد اس جا بجا کھل رہے ہیں۔ ان کی دینی تعلیم حتیٰ قرآن پاک کی تعلیم بھی لازمی قرار نہیں دی گئی مگر جٹلمین حضرات جو مسلمانوں کی نیابت کے

مدی تو یہ دیکھتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے ودٹ حاصل کرنے میں بہت سرگرمی دکھایا کرتے ہیں وہ سب خاموش ہیں ان کے دل میں درد نہیں اٹھتا۔ کہ وہ قرآن پاک کی تعلیم لازمی سمجھتے جانتے ہیں۔ اپنی فوجیں صرف کریں۔ نہ اس کے لئے جلتے ہوئے ہیں نہ ریزو لوشن پاس کئے جاتے ہیں۔ نہ ایئر میزائل اخبار اس پر کوئی آواز بلند کرتے ہیں۔ ترقی کے دلدادوں کے لئے یہ مسئلہ قابل التفات ہی نہیں ہے۔ ریولوشن اپنے جدید شرائط کی دردی میں بعض علاقوں میں ہیٹ (پچھے در ٹوپی) رکھی ہے۔ مدد مسلمان جو اس محکمہ میں ملازم ہیں وہ ٹوپی اوڑھے چمکتے ہیں۔ نہ اس پر کوئی احتجاج کیا گیا۔ نہ ریولوشن سے ہر دسے استدعا کی گئی کہ وہ مسلمانوں کو اس ٹوپی سے مستثنیٰ کرے۔ یہ ٹوپی مسلمانوں کے لئے ناجائز ہے۔ نہ اس پر کوئی جلسہ کیا گیا۔ نہ کسی اخبار نویس نے کوئی توجہ کی۔ نہ حامیان ترقی کو اس پر کوئی آواز اٹھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کسی نے نہ سوچا کہ ہماری وضع میں تغیر کی ابتدا ابہرہ ہی ہے اور آج ایک محکمہ ہیٹ رائج کرتا ہے تو دوسرے محکمے بھی یہی راہ چلیں گے۔ مگر لیڈروں کو کیا وہ تو خود انگریزی وضع کے شیدائی ہیں اور فوج والوں کو رعیت دیتے ہیں۔ سکھ اپنی دستار کی حفاظت کر سکتے ہیں مگر مسلمان نہیں کر سکتے۔ حامیان ترقی مسز عوم رخیالی ترقی تو شاید اپنے خیال میں اس کو عین ترقی سمجھتے ہوں گے۔ ان کے خیال میں تو خواہ کھانے کی روٹی نہ ہو۔ رہنے کو گھر نہ جو فیشن ہو۔ تو بس ترقی کی انتہائے معراج کو پہنچ گئے مگر حقیقت شناس جانتے ہیں کہ یہ ترقی نہیں بربادی ہے۔ ترقی یہی ہے کہ ہماری حالت پہلے سے بہتر ہو اور اس میں سب سے اول مرتبہ اپنے ذاتی و صفاتی افعال کا ہے۔ مسلمان پاکیزہ صفات سے متصف ہوں۔ ان کے افعال بہتر اور عمدہ ہوں۔ شریعت کی زندگی اختیار کریں اسلامی شان اور اسلامی صورت اور اسلامی انداز ان سے ظاہر ہوں تو یہ اصلی ترقی ہے اور جس دن مسلمان ایسے ہو جائیں پھر دنیا انہیں پامال نہیں کر سکتی۔ حسن خلق، حسن صفات، حسن افعال وہ ملک ہمیں جو تغیر (ماکت) کیا جاسکے۔ انجام کار یہ قوت تمام طاقتوں پر غالب رہے اس کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کو پہنچے ہوئے آدمی نہ دارا نہیں کر سکتا کیونکہ پیشانی کا زمین پر لگا سجدہ میں۔

آتی ہے اور ہر فوج کو جس صفات کے لشکر کے مقابل ہتھیار رکھ دیتے ناگزیر ہوتے ہیں مسلمان اگر واقعی ترقی کے خواہاں ہیں تو مسجدیں آباد کریں۔ دیانت و امانت صدق و استقامت میں اپنے اسلاف کا نمونہ بنیں۔ زیر دستوں اور ضعیفوں کی ہمدردی اپنی راحت سمجھیں دینداروں سے محبت کریں اور جنہیں دین داری سے نفرت ہے انہیں اپنے اخلاقی دباؤ سے دست کریں۔ دوث دینے کا وقت آئے تو یہ دیکھیں کہ جس کو اپنا نمائندہ بناسے ہیں وہ شریعت کا کتنا پابند ہے۔ اس کو مسجد کی حاضری توہین تو معلوم نہیں ہوتی۔ اگر ایسے اجنبی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تو وہ مسلمانوں کی دینی زندگی کی کیا پروا کرے گا۔ ترقی کا پہلو دنیوی ہے نہ حسیان ترقی جو پلیٹ فارموں پر بڑا زور دیا کر رہے ہیں۔ ایک فہرست تو بتائیں کہ انہوں نے اپنے ہنگامہ ساندہ عہد میں مسلمانوں کو کتنا دنیوی فائدہ پہنچایا۔ مہربانی کر کے سکولوں کالجوں لائبریریوں اور کلبوں کے لئے چندے مانگنے کو ترقی کی فہرست میں شمار نہ کریں بلکہ یہ باتیں کہ کتنے اجڑے ہوئے گھر آباد ہو گئے۔ کتنی ضائع شدہ جائیدادیں واپس آگئیں۔ آج سے پچاس سال قبل جو مسلمانوں کی مالی حالت تھی۔ اس عہد ترقی میں ان کی دولت کتنی زیادہ ہو گئی۔ غریب مسلمانوں کی امداد کے لئے آپ نے کیا کیا۔ صدقاً تو تعلیم یافتہ نوجوان نکریں مارتے پھرتے ہیں اور مدعیان ترقی میں سے کوئی انہیں سہارا دینے والا نہیں ہے۔ مسلمانوں کا ہشیار ہو جاؤ اور ان لفظی ترقی کی پکار کرنے والوں پر اعتبار نہ کرو۔ جن کے نزدیک ترقی کا معیار یہی ہے۔ کہ سر پر انگریزی ٹوپی رکھ لیں، جاکت پہن لیں، عورتوں کے بالی کٹوا دیں، انہیں برہمن بھرائیں اور اپنی مرضی سے انہیں موقع دیں کہ وہ غیروں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالیں۔ اس جیسا سوز ترقی پہنچت ہے۔ اسلامی آئین و وضع کو اختیار کرو جو اس وضع کے خلاف نظر آتے۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اگر ہمارا یہ دستور العمل رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ بکرے جو کے منجھل جائیں گے۔ خدا کرے کہ مسلمان اپنے دین کی حمایت و حفاظت کو ترقی سمجھیں اور یہی ان کا نصب العین اور مطلع نظر ہو۔ آمین۔

جو عورت اپنی سلیقہ شعاری اور حسن خانہ داری سے میاں کی طرف پر دے کی برکات طبع اور منظور نظر ہے۔ اس کا گھر اس کا تخت گاہ ہے اور اس کا گھر

مگر قرود خانہ کے نعم و نسی کے لئے منقسم ہے۔ وہ گھر سے باہر نکلنے اور اوہر اوہر پھرنے کا وقت ہی نہیں پاتی۔ مگر اس کی عمل داری ہے۔ اس کا مصداق عافیت ہے۔ اس کا مقام امن ہے وہ یہاں نہ صرف اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے حاضر رہنے پر مجبور ہے۔ بلکہ بیرونی مشرور اکانت سے بچنے کے لئے بھی اس کا گھر میں رہنا لازم ہے۔ اس لئے شریعت نے عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے اور یہ عورتوں کے اعلیٰ درجہ کے اوصاف میں سے ہے اور ان کے لئے بڑے افتخار کا باعث ہے۔ جس قدر وہ ستر و پردہ کی پابندی میں کامل ہوں اتنی ہی زیادہ فخر کر سکتی ہیں۔ جس طرح کہ کسی نفیس شے کو لوگوں کی نظروں سے بچایا کرتے ہیں اور کسی کو نہیں دکھلاتے اور کئی پردوں میں چھپا کر رکھتے ہیں۔ اسی طرح سے پردہ سے بھی مقصود یہ ہے کہ عورتوں کی حفاظت کی جائے۔ انہیں ہر کس و تا کس نہ دیکھ سکے نہ یہ کہ جیسا بعض نادان خیال کیا کرتے ہیں کہ عورت کے ساتھ بدگمانی کرنے کی وجہ سے اس کو پردے میں رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو عورتوں پر کسی طرح اعتبار نہ کیا جاتا۔ بلکہ انہیں گھر میں داخل کر کے باہر قفل لگا دیا جاتا اور قفل بھی سر مبر کر دیا جاتا۔ یہ خیال کرنا بھی بے جا ہے جیسا بعض کم فہم خیال کرتے ہیں کہ عورتوں کو پردہ میں لکھنا انہیں قید میں مثلنے کی مثل ہے ان پر بڑی تنگی کی جاتی ہے۔ جس سے ان کی آزادی میں خلل پڑتا ہے۔ حالانکہ شریف عورتیں بالبطح پردے کو پسند کرتی ہیں۔ پھپھن سے ان پر سیا و شرم اس قدر غالب ہوتی ہے کہ پردہ مرغوب بطح اور بے پردگی بار خاطر ہوتی ہے۔ گویا پردہ ان کی فطرت میں داخل ہے۔ انہیں یہاں تک پردہ کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اس سے انس و محبت کرنے لگتی ہیں اور اسے ایسا ہی مزدوری چنال کرتی ہیں جیسا اور اپنی طبعی عادات کو۔ حتیٰ کہ جو عورتیں اس میں ذرا کوتاہی کرتی ہیں انہیں شرم دلائے پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔ انہیں بے شرم اور بے باک قرار دیتا ہے۔

علاوہ بریں یہ سمجھ کر کہ پردہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ اسے خوشی سے قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی عطا اور ثواب کی امید دار بن جاتی ہیں۔ پس جب یہ حالت ہو تو کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ شریعت محمدیہ نے عورت کو مظلوم و قیدی بنا رکھا ہے ظلم و توب ہو تا کہ اسے اپنی خوشی سے اعتبار نہ کرتی۔ عرض شریعت کے موافق پردہ کرنے میں ظلم کا کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔

حق تو یہ ہے کہ تمام ادیان و شرائع کی نسبت شریعت محمدیہ میں عورت کی بڑی عزت ہے۔ اس لئے اس نے عورت کی کمال حفاظت کی ہے۔ بدکاروں اور بد معاشوں کی نظروں سے خوب بچایا ہے۔ علاوہ ازیں لفظ اسے اِنَّ النَّفْسَ لَمَّا تَرٰهَا لَمْسُوًّا بِمِصْرٍ مِّنْ عَمَلٍ ثَمَلٍ لَّهَا شَرٌّ لِّنَفْسٍ مِّنْ غُلُوْبٍ ہونا بھی ممکن ہے۔ ایسی صورت میں پردہ ان کے لئے ضرور و مفاسد سے پورا پورا بچاؤ ہے اور پردے میں عورت کی نسبت کسی قسم کی خیانت کا مشکل سے خیال ہو سکتا ہے۔ اس کے خاوند کو اپنی نسل کے مصطفیٰ پورا اطمینان رہے گا۔ بغلاف اس صورت کے جبکہ عورت بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہو اور غیر مردوں سے ملتی جلتی ہو۔ تو شکوک و شبہات کا پورا امکان ہے۔

اگر تعصب اور نفس پرستی کو چھوڑ کر عقل سلیم سے کام لیا جائے تو بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ عورت کے لئے پردہ نہایت ہی عمدہ احکام میں سے ہے۔ زن و شوہر دونوں کا اس میں سراسر فائدہ ہے۔

دوسرا حصہ شرعی بحث

باب اول

ملکہ شریا کے ایک بیان کا جواب

کی شرمناک تہذیب اور عیاسوز آزادی کے شیدا جو ساتھ ہی مسلمان کہلانے اور
 یورپ مسلمانوں کی وطن و تہذیب سے پھٹنا بھی چاہتے ہیں۔ اپنے دعویٰ کو قرآن
 حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ آیات و احادیث کے مطالب و معانی
 کی نہایت دیدہ دلیری سے کترجہنت کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں جو نیک ان ظاہر المعانی احکام
 کی تعمیل کرنا کوئی خالہ ہی کا گھر نہیں ہے لہذا ان مباحث میں ان کا تکلف و تصنع نہایت مضحکہ خیز
 ہوتا ہے۔ ان سے بھی زیادہ عجیب و غریب وہ لوگ واقع ہوتے ہیں جو ان مباحث کی
 کشمکش اور لوگوں کی تفریق و تعلق (مذاہب اڑانا اور بیوقوف بنانا) سے بیچا پھر اسے کٹے
 کہہ دیتے ہیں کہ احکام مشرعی میں پردہ ثابت نہیں ہوتا۔ موجودہ پردہ بالکل مابعد کی ایجاد
 ہے۔ چلو قصہ ہی تمام ہوا۔

قبل اس کے کہ ہم پردہ کے متعلق شریعت کے احکام کی تفصیلات بیان کریں مناسب
 معلوم ہوتا ہے کہ منکرین پردہ کے ان اقوال باطلہ کا منہ بھی ناظرین کو دکھلائیں۔ جن میں وہ
 اپنی مطلب پراری کے لئے احکام مشرعی کی تحریف و تصحیف (تبدیل کرنا اور مٹانا) کیا
 کرتے ہیں اور اس قسم کے مضامین میں سے ہمارے نزدیک ملکہ افغانستان شریا بیگم کا وہ بیان
 یہاں نقل کر دینا زیادہ پر لطف ہوگا۔ جو اپنے مدلل و مسکت جواب سمیت دس لہ اصلاح
 باغیاں پورہ میں ہمارے مکرم دوست مولانا مرزا محمد نذیر غزنوی کے قلم سے شائع ہو چکا ہے یہ

ہر سراقہ اور رفع حجاب آزادی نسواں اور شیعہ تعدد ازدواج وغیرہ اصلاحات کے لئے پورے زور کے ساتھ سامعی تھے۔ قباۃ کی بغاوت کا ابھی کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ ایسے حالات میں واقعات موجودہ سے جن نسبت سچ ممکنہ کی پیش گوئی اس مضمون میں کی گئی ہے اور وہ جس طرح من و عن پوری ہوتی وہ بھی قابل توجہ ہے۔

یہ حقیقت عالم آشکار ہو چکی ہے کہ تخت کابل کے جوان بخت شہریار نے یورپین طرز زندگی کے دلدادہ ہو کر قدیمی اسلامی شعار کو خیر باد کہہ دینے کا جیہ کر لیا ہے۔ اور ان بعض محقق المذہب مراسم و آداب کو حرف غلط کی طرح مٹا دینے کا عزم مصمم کر لیا ہے جن کو یورپ کی تقلید میں حاصل ہونے والی مادی ترقیات کے لئے حارج سمجھا گیا ہے۔ ترکان انجورہ بھی اس ذہنیت میں ان کے ہم عنان بلکہ ان سے دو دو قدم آگے ہیں۔ مگر کابل اور انجورہ کی حیثیتوں میں اس قدر فرق ہے کہ موخر الذکر جماعت میں صدیوں تک یورپ کی ہمایوگی میں رہنے کے باعث مذہب کی طرف سے خاص آزادی و مطلق العنانی سرانت کر چکی ہے اور اگر وہاں کچھ مذہبی تاثرات کے آثار باقیہ پاسے جاتے ہیں۔ تو وہ برائے نام ہیں۔ جن کو مفصل و معدوم (مکرور اور محکم) کرنے کے لئے سمیٹوڑی سی قوت کا مظاہرہ کافی ہے۔ بخلاف اس کے افغانستان آج تک مذہبی استقامت کا گوارہ رہا ہے۔ وہاں کلمہ کھلا اسلامی شعار و آداب کی مخالفت کرنا ایک عظیم الشان مذہبی طاقت کو مقابلہ کے لئے چیلنج دینا ہے۔ جو بڑی سے بڑی حربی قوت کے آگے بھی سر تسلیم خم کرے والی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انجورہ آج کل یورپ کی تقلید میں جو کچھ کر رہا ہے وہ علامیہ بلا لحاظ مذہب اور بلا خوف مخالفت کر رہا ہے مگر کابل جو کچھ کرنا چاہتا ہے اس کو مذہبی تاویل کا رنگ دینے پر مجبور ہے۔

اللہ! ان علیا حضرت ملکہ افغانستان شریا خانہ نے پرے کے خلاف کسی فائدہ اخبار کے سامنے بعض خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ جن کو مذکورہ فرقہ حیثیت کے ماتحت محض برکت مذہبی روشنی میں لانے کی کوشش کی ہے۔ مخالفین پر وہ جو بزم خود اسکو دینیوی ترقیات کا مانع سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی دینیوی مقاصد کو دینی مصالح پر ترجیح بھی دینا چاہتے ہیں تقاضائے صداقت تو یہ ہے کہ انہیں بر ملا کہہ دینا چاہیے کہ جو مذہبی رسوم ہمیں دینیوی و مادی ترقی

سے روکئی ہے۔ اگرچہ دین اسلام اس کی کتنی ہی تائید کیوں نہ کر رہا ہو۔ اس کو ہم ہرگز اختیار نہیں کر سکتے مگر حکمِ ممدوح اس طرح صاف گوئی سے اپنا اصلی مافی الضمیر ظاہر نہیں فرمائیں بلکہ جو ارشاد ہے وہ اس انداز میں ہے گویا آپ کو ہر طرح اسلام کا پاس نہ نظر ہے۔ چنانچہ فہم مانی ہیں۔

”موجودہ پردے کا افتاد اسلام میں خلیفہ عباس کے عہد میں ایرانی رواج کے زیر اثر ہوا تھا۔ ہسپانیہ کے مسلمانوں نے کبھی پردہ نہیں کیا اور ان کی عورتیں مدارس میں جلسہ ہائے علم میں اور تقریروں وغیرہ میں شامل ہوتی تھیں“
اس فقرہ سے بظاہر یہ مترشح ہوتا ہے کہ گویا پردے کے مخالفین اسلام کے اس قدر خیر اور احکام اسلام کے اس قدر پابند ہیں کہ وہ کسی خیر اسلامی رواج کو اختیار کرنا گوارا نہیں کر سکتے وہ پردہ کے مخالف اس لئے ہیں کہ یہ ایک خیر اسلامی رسم ہے جو قرآنِ اولیٰ کے بعد بطور بدعت جاری ہوئی اور سابقینِ اولیٰ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ طرز استدلال جس قدر بوجہ اور پادہ ہول ہے۔ اسی قدر اس میں احکام اسلام کی کھلی ہوئی توہین اور آئہِ دین کے ساتھ صاف استہزاء بھی ہے۔

موجودہ پردہ سوائے اس کے اور کیا ہے کہ عورتوں کو گھروں میں اقامت پذیر رہنے اور بلا ضرورت شہید کے گھر سے باہر نہ نکلنے کا حکم ہے اور اس بات کی پابند رہنا ان کا فرض ہے کہ سینما، تھیٹر وغیرہ تماشے دیکھنے نہ جائیں۔ بازاروں، منڈیوں میں نہ جائیں۔ گلی کوچوں میں کھے بندوں نہ پھریں۔ نا محرم مردوں کے سامنے براؤگندہ نقاب (نقاب اعلیٰ) نہ آئیں۔ ان پر اپنی ذیبت و زینت ظاہر نہ ہونے دیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر اس قسم کا پردہ تعلیم اسلام پر مبنی نہیں اور معضِ ایرانی رواج کے زیر اثر پیدا ہوا ہے تو پھر اسے قرآنِ مبین کیا ہوں گے۔ وَكُنْزٌ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْعِجَالِ ۚ لِيُذَكَّرَ (سورہ احزاب رکوع ۱۴)

یعنی دلے بیوی! گھروں میں جمع رہو۔ اور جاہلیت کے زمانہ کے سے بناؤ سنگار نہ بناتی ہو۔

نیز اس آیت قرآنیہ کا کیا مطلب ہو گا۔

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْنَعْنَ مِنْ أَلْبَاسِهِنَّ وَلِيَحْفَظْنَ فُرُجَهُنَّ
 وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أُولَآئِهِنَّ حُرَّتٌ
 کہو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچے رکھیں اور اپنی ستر مگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر
 نہ ہونے دیں۔ مگر جو اس میں سے باہر مجبوری ظاہر ہوتا رہتا ہے (معاف ہے) اور اپنے سینوں
 پر پردہ پٹوں سے بھلے ماہرے رہیں۔ مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ دادا پر۔ الخ (پاکستان)
 اگر قرآن نے یہ مبیہ کر دیا اور لایب دینا میں زینت سے اور ولیہ بن
 یہ شخص جس نے علیٰ حیوٰۃ میں حُرّت کا رواج جو آج کل مسلمانوں میں جاری ہے اسلامی
 تعلیمات کا اثر نہیں۔ بلکہ کسی ایرانی حرمازدائی ایجاد ہے۔ تو کیا عورتوں کا کھلے سینوں اور برہنہ
 پنڈلیوں کے ساتھ برافگندہ نقاب اغیار و اجانب (بے نقاب، عیروں اور اجنبیوں) کے
 سامنے آنا اور ان کیلے تماٹوں میں آمیزانہ نشانی ہونا جہاں نامحرم ایکٹر اور جیبا شہ عشتی و
 حس کے غایت سوز ایکٹ دکھا دکھا کر ناظرین و ناظرات کو مسرور مفتون و فتنے میں مبتلا
 کرتے ہیں۔ کسی ایسی پیغمبری تعلیم میں داخل ہے۔ جو آج تک تمام آئمہ دین کی دسترس علی
 سے تو باہر رہی۔ مگر صرف اس زمانے کے یورپ پرست اشخاص کے دلوں پر القاء ہو گئی۔

لبس و عفت عقل و حیرت کہ اس چہ بولالہ بھی است

اگر عورتوں کا ستر و حجاب اور ان کی غایت نشینی ایسا جمی رواج ہے۔ جو اسلام میں
 زبردستی داخل کر دیا گیا تو پھر اس صحیح حدیث کا مطلب کیا ہو گا: صَلَوَةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا
 أَفْضَلُ مِنْ صَلَوَاتِهَا فِي مَسْجِدِهَا وَحُجْرَتِهَا وَصَلَوَتُهَا فِي مَسْجِدِهَا أَفْضَلُ مِنْ
 صَلَوَتِهَا فِي بَيْتِهَا وَصَلَوَتُهَا فِي مَسْجِدِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَوَتِهَا فِي مَسْجِدِهَا
 سے بہتر ہے اور اس کا نہ غلطے میں نماز پڑھنا گھر کے اندر نماز پڑھنا صحت میں نماز پڑھنے
 اگر عورت کی غایت نشینی ایرانی رواج کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے اور وہ احکام اسلام

کی رو سے باہر آنے جانے میں قطعاً آزاد ہے تو پھر اس فرمان نبوی کی کیا تاویل
 کی جاسکتی کہ اَلْمَرْأَةُ عَوْرَتُهَا كَمَا بَيْنَ يَدَيْهَا اَلْخَرَجُ حَتَّى اَسْتَشِيرَ فِيهَا الشَّيْطَانُ (مسلم)

یعنی عورت تو سر اپنی عورت یعنی قابل ستر و حجاب ہے۔ جب باہر نکلتی ہے تو شیعان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ پردہ کھینچ اسلامی اصول پر مبنی اور اسلامی تعلیمات کے زیر اثر ہے۔ اس کو خیر اسلامی کہنا محض اتباع ہوا اور اسلام پاک کی تحریف اور اس کے ساتھ کمال بے وفائی ہے۔ جس کی تر میں اپنے دیکھ و مذہب کی تخریب کے بعد افریقی معاشرت کی تعمیر کا لاگو عمل کار فرما ہے۔

اگر سپانیہ کی مسلمان حوروں کا پردہ نہ کرنا صحیح ہے تو کیا اسی لوگوں کا یہ طرز عمل اسلام کے کسی مسئلہ اصول پر لڑائی لڑا ہو سکتا ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کا طرز عمل جو قرآنِ ادنیٰ سے صدیوں بعد گورے ہیں اور جن کے رسم و رواج پر یورپ کا قرب و جوار اڑا لڑا ہو چکا تھا۔ پھر ارشاد ہے:۔ اگر پردہ اسلامی حریضہ میں داخل ہو تو ایک مسلمان کو پردہ نہ کہنے پر شریعت اسلامیہ کی طرف سے یہی ہی سزا دی جاتی جیسی کہ دیگر مکروہ افعال کے لئے دی جاتی ہے۔ اسی تک یہ کبھی سننے میں نہیں آیا کہ فلاں مسلمان عورت کو اس لئے سزا دی گئی ہے کہ وہ پردہ نہ پہنے ہو گئی تھی۔

حیرت کی بات ہے کہ شُرُوفِ فِرَیْقِیْنِ مَجْکُوفِیْنِ اور وَلِیْقَتْرِیْنِ یَغْضَبُہُمْ جَنَّتْ وغیرہ وغیرہ کھلے کھلے احکامِ خداوندی کی موجودگی میں پردہ سے اسلامی فریضہ ہونے میں کون سا شک باقی رہ جاتا ہے۔ جس کے لئے مذکورہ نفسی استدلال سے کام لینے کی ضرورت ہے یہ استدلال منطقی شکل میں یوں مرتب کیا جاسکتا ہے کہ:

بے پردگی پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں اور جس کام پر شرعی سزا نہ ہو وہ مباح ہے۔ پس بے پردگی مباح ہے۔

حالانکہ اس استدلال کا مقدمہ ثنائیہ جس پر نتیجہ کا مدار ہے غلط ہے یعنی یہ کہیہ صحیح نہیں کہ جس کام پر شرعی سزا مقرر نہ ہو وہ مباح ہوتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ خدا کی رحمت سے تا امید ہونا، خدا کے غضب سے بذر ہونا، کسی صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، چغلی کھانا، میٹیم کا مال کھانا، مانا باپ کی نافرمانی کرنا وغیرہ منہ کے افعال گناہ ہیں یا نہیں، اگر گناہ

ہیں تو پھر بتائیے کہ ان پر کون سی شرعی سزا مقرر ہے۔ اگر آج تک سنے میں نہیں آیا کہ فلاں مسلمان عورت کو اس لئے سزا دی گئی کہ وہ بے پردہ پھرتی ہے تو فرمائیے کسی جھل خور کی زبان بھی اس لئے کافی گئی کہ وہ لوگوں کی چٹنیاں کرنا متحد سب جانتے ہیں کہ زنا کے لئے رجم اور جلاد کی ہر لٹک سزا میں مقرر ہیں مگر کسی غیبت گو کو بھی پھانسی پر لٹکتے ہوئے دیکھا کہ جس کا گناہ بغیر نبوی الْغَيْبَةِ اَمْشَدُ مِنَ الزَّانَا غیبت زنا سے بھی سنگین ہے۔ مشروعیت میں خاص مدنی و معاشرتی مصالح کی بنا پر جن جرائم پر سزائیں مقرر ہیں۔ ان کی تعداد سات آٹھ سے زیادہ نہیں۔ ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے افعال اور بھی ہیں جن پر عدالتی سزا تو مقرر نہیں مگر شرع کی زبان میں ان کو گناہ یا حرم کہا گیا ہے۔ کیا کوئی مسلمان یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ چونکہ ان افعال پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں لہذا وہ کام گناہ نہیں بلکہ مباح ہیں۔ پھر عورت کی بے پردگی کو جو قرن باقرن سے صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ عظام، علمائے کرام کے نزدیک ایک مستفرد و مکروہ کام اور خدا و رسول کی نارضا مندی کا باعث ہے۔ محض بایں دلیل مباح بنالینا کہ اس پر عدالتی سزا مقرر نہیں ہوگی۔ کہاں کی دانش مندی ہے؟

جو لوگ بے پردگی کو اس لئے مباح سمجھتے ہیں کہ اس پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں۔ انہیں چاہیے کہ بھوٹ، غیبت، جھٹی وغیرہ کے مباح ہونے کا بھی اعلان کر دیں۔ کیونکہ ان جرائم پر بھی کوئی خاص سزا مقرر نہیں اگر وہ کہیں گئے ان جرائم پر آخرت میں سزا ہوگی تو عورت کی بے پردگی پر بھی آخرت کی سزا سن لیجئے۔

صح مسلم میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَفَسَاءَ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيَلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُذُلَاتٌ كَاسِنَاتٌ الْعَمَلَةُ الْعَمَلَةُ لَا تَخْلَعْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رَيْحَهَا الخ یعنی اور جہنم کے اندر اُدے عورتیں ہوں گی جو بظاہر پوشاک پہنے ہوئے ہیں مگر ایسی باریک گویا بعض اعضا، سینہ، پنڈلی وغیرہ اس طرح برہنہ رکھ کر کہ اننگی کی منگی ہیں۔ لوگوں کو (سرمعام چل پھر کر) اپنے اوپر مال کرتی ہیں اور خود بھی ان پر ہلکی پڑتی ہیں۔ ان کے سرناز سے اونٹوں کے مندار کو بان کی طرح (جھکے ہوئے) ہیں

وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی۔ نہ اس کی خوشیاں سکیں گی۔

بجائے باتِ نبوت میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس حدیث کے آقا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات فرماتے ہیں حَسْبُكَ مِنْ حَسْبُكَ مَنِ احْتَمِلَ النَّارَ لَوْ شَاءَ اَرْهَمَا یعنی دو چیزوں میں دو ایسی جماعتیں ہوں گی۔ جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ یعنی وہ لوگ آپ کے عہد میں نہیں تھے۔ آئندہ زمانے میں پیدا ہونے والے تھے جن میں ایک مذکورہ جماعت ہے۔ جس کے اوصاف یورپ کی عورتوں اور ان کی مقلدات رہبروی کرنے والیوں پر صادق آسکتے ہیں جو سر، چہرہ، سینہ، کلائی پٹنڈلی وغیرہ اعضاء کو اختیار و اجانب (خیزوں اور اجنبیوں) کے سامنے برہنہ کرنا خلاف حیا نہیں۔ بلکہ داخل فیشن سمجھی ہیں اور منظر عام پر اپنی طرام ناز سے چلتی ہوئی اہل نظرہ کے قلوب پر غارت گری کرتی ہیں اس سے آگے ارشاد ہے،

اور نہ یہ پڑھنے سننے میں آیا کہ خلفائے راشدین یا کسی اور بزرگ کے زمانہ میں مسلمان کے ذریعے سے یہ گوسھش کی گئی کہ وہ بدو بدھچکر اس امر کی تبلیغ کریں کہ ہر مسلمان عورت کے لئے پردہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ پردہ کرانے کے لئے کوئی باقاعدہ پردہ پیکندہ نہیں کیا گیا۔

بلے شک جو اصحاب پردہ کے مخالف ہیں۔ یہ بات ان کے پڑھنے اور سننے میں نہیں آئی ہوگی کہ عہد نبوت یا خلفائے راشدین کے زمانہ میں پردے کی ترویج کے لئے کبھی گوسھش کی گئی ہے۔ اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ ان اصحاب نے کبھی کتب احادیث سیرت کا مطالعہ نہیں فرمایا اور مطالعہ کیوں فرمایا۔ جبکہ ان کے ساتھ دلچسپی ہی نہیں۔ جب ان کو کتب احادیث و سیرت کے ساتھ کوئی غلطی لگا تو نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے احوال و اعمال کے متعلق کوئی بات ان کے پڑھنے اور سننے میں کیونکر آئے۔ لیکن ہم عرض کرتے ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے اہل عرب کے اخلاقی خصائص شرم و حیا کی پابندیوں سے آزاد تھے۔ رجال و نساء۔ ذکر و اثاث کا آزادانہ اختلاط تھا۔ قرابت قریبہ کی کسی عورت سے تعلق کرنا اور پھر مجلس میں اس پر غریہ شعر کہنا معیوب و مکروہ نہیں سمجھا جاتا تھا اسلام نے آئے ہی اخلاق عامہ کی کیا اپٹ دی۔ ان وسائل و ذرائع کا استیصال کر دیا۔ جو

اجازت اختلاط کے لئے محمد ہوتے تھے۔ ازاروں کو شہر الامان اسب جگہوں سے ہری
 جگہ قرار دیا۔ مردوں کے ساتھ قشر کرنے والی عورتوں کو مستوجب لعنت بتایا۔ مگر سے
 اہر نکلنے والی عورتوں کے متعلق فرمایا کہ شیطان ان کی تاک میں رہتا ہے۔ کہ عورتوں کو حاجت
 ضروریہ کے لئے باہر جانے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہنے دی۔ اور مردوں میں ہر بیت الخلا
 تعمیر کر لے۔ نامحرم مرد و عورت کا ایک کمرہ میں تحفیہ قطعاً حرام قرار دیا۔ عورتوں مردوں سب
 کے عیض بصر کا حکم دیا اور نظر بچی کرنے کا حکم دیا:۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور
 ام المومنین میمونہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھی تھیں۔ اتنے میں
 ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے آئے اور آپ کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں پر دے میں ہر جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہیں کہ ہمیں دیکھ سکتے ہ آپ نے فرمایا۔ تم تو نابینا نہیں ہو۔
 کیا تم اسے نہیں دیکھتیں؟ اب فرمائیے اس سے بڑھ کر پردے کے لئے اور کئی تبلیغ
 کی ضرورت ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو مبارک قول نکلتا تھا وہ
 فوراً نقل در نقل صد یا کافوں اور زبانوں کی منزلیں ملے کرتا اقتضاتے ملک تک پہنچ جاتا تھا
 آپ۔ نہ عورت کے لئے غیر مرد پر نظر کرنا ناجائز قرار دیا۔ اور کافر امت (ساری امت)
 نے یہ حکم سن لیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا پروپیگنڈا ہو گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ شیر و برکت کا زمانہ تھا۔ چند سال میں عام شہرہ
 مفسد کا کافی سد باب ہو گیا تھا۔ غیر مردوں کا اختلاط یکسر نابود ہو چکا تھا۔ ہاں رات یا صبح
 کے اندھیرے میں عورتوں کو اجازت تھی کہ مسجدوں میں نماز پڑھنے چلی جائیں۔ لیکن آپ
 کی وصیت سے صوفی مدت بعد جب زمانے کی ہوا کچھ بدلنے لگی تو حضرت عائشہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ آج کل عورتوں نے جو رنگ و ڈھنگ اختیار کیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو ان کو مسجدوں میں جانے سے بھی منع فرما دیتے۔ اس سے
 عیاں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جن سے بڑھ کر نسوانی حیا و حجاب کے متعلق
 نبی المیراثے نہیں ہو سکتا تھا۔ عورتوں۔ کم پردے کی تربیتی اصلاح میں کس

قدر خود بد بردہتا تھا۔ کیا یہ پردے کی تبلیغ کی تجاویز ہیں یا کچھ اور؟
 جب خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عہد میں عورتوں کے لئے اس قدر احتیاط
 کی ضرورت جو گئی تھی اور پھر وہ بھی ان عورتوں کیلئے جو کسی متاثرہ گاہ میں اور کسی لمحہ تعب
 کے لئے نہیں۔ بلکہ مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے جماعتیں تو چاہیے کہ اس بوجھ میں
 صدی میں عورتوں کا باہر نکلتا کس قدر خطرناک ہے جو سر اسر مشر و فساد کا نشانہ ہے اور پھر
 ایسی عورتوں کے لئے جو مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ سینا اور عقد شریکین کے
 لئے اور ان کے ذریعے اپنے اوپر اخلاقی بنائی کا دروازہ کھولنے کے لئے بے تاب ہوں امید
 ہے کہ ان چند سر دفا سے علیٰ حضرت اگر کہ کلمات پر کسی حد تک روشنی پڑ سکے ہوگی۔

باب دوم

پردے پر آبرو بیگم صاحبہ کی ایک بصیرت افروز تقریر

تاہم پانچویں انگلیاں یکساں نہیں۔ آج غواہین ملت میں اگر بعض وجود پروردہ وغیرہ شعراء اسلام کے درپے تعزیب ہیں تو ان کے مقابلہ میں بعض مبارک و مسعود ہستیاں ان کی تردید اور شعراء اسلام کی تائید میں اپنی قوت بیان اور زور قلم صرف کرنے میں بھی مصروف ہیں چنانچہ پچھلے دنوں مولانا ابوالکلام آزاد کی ہمیشہ محترمہ آبرو بیگم صاحبہ سیکرٹری لیڈریز کلب جمہور پال نے غواہین کے ایک جلسہ میں ایک مدلل و پرزور تقریر کی جس میں انہوں نے اس بلند آہنگی سے معنی لفظ پروردہ کے دعویٰ کو خفیہ (بے پردہ دعویٰ) اور دلائل کی ایک (حیرت و ذلیل دیلوں) کا تار و پود بکھر لہے کہ اس کو چلو کر روح ایمان نازدہ ہو جاتے ہیں۔ تا غریب و ناظر (قرآن کے) استفادہ کے لئے اس تقریر کے بعض حصص یہاں نقل کئے جاتے ہیں آپ فرماتی ہیں:

پردے کی صرف ایک آیت حکیم میں صرف ایک آیت پروردہ کے متعلق ہے جس کو ہمارے علمائے سلف نے اپنے مفہوم کی فطرت سے غریب منصف نازک پر سنت کر دیا۔ ورنہ اسلام نے عورتوں کو ویسی ہی متمیاز آزادی، بے پردگی، جنس ذکر سے اعتدال اور میل جول کا حکم دیا ہے جیسا کہ غیر قوم میں مستن ہے اور مغربی غواہین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش جاری ہے۔ اس لئے میرا یہ عرض کہ دینا ضروری ہے کہ قرآن میں متعدد مقامات پر ہمارے پردے کا ذکر ہے اور میری مسلمان بہنیں اور بھائی کسی طرح بھی کلام ربانی کو نظر انداز نہیں کر سکتے پردہ کی اسلامی حقیقت کیا ہے اور پردہ کے شرعی حدود واقعی کیا ہیں تاکہ یہ نا فہمی دور ہو جائے کہ قرآن حکیم میں صرف ایک آیت ہے حالانکہ متعدد آیتیں ہمارے لئے شمع ہدایت ہیں۔

پردہ قرآنی قانون ہے پردہ یا حجاب ایک قرآنی قانون ہے جو امت اسلامیہ کے طبقہ نسواں کو حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے اس لئے سپرد کیا گیا ہے کہ اس قانون کے ذریعے وہ اپنی قدرتی عزت اور وقار کی واقعی قدر و قیمت اور ان کی اعلیٰ خصوصیات و کمالات اور قیمتی جذبات و معادلات کی حفاظت و تعظیم کر سکیں جو بطور پیدائشی حقوق کے ان کو خدا تعالیٰ کی جانب سے ملے ہیں۔ آج اسلامی گھرانوں میں زوجین کے تعلقات کی باہمی فہمیر پر اعتماد و اطمینان کی جڑ مضبوط چٹانوں پر قائم ہیں۔ ایسا اعتماد و اطمینان جو ہر قسم کی آلائشوں اور بدگمانیوں سے مصفی اور پاک ہے۔ زیادہ تر وہ اسی الہی قانون کے پاکیزہ نتائج ہیں۔ الحاصل چند در چند روحانی، اخلاقی، معاشرتی بلکہ جسمانی و طبعی اعراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر کسی مرد و عورت نے نہیں بلکہ مرد و عورتوں کے خالق اور بنانے والے نے قانون کا ایک مجموعہ حور توں کو عطا فرمایا ہے۔ جس کی اجمالی تعبیر پردہ یا حجاب سے کی جاتی ہے۔ اس وقت یہ موقع نہیں ہے کہ قانون کے عقلی پہلوؤں سے بحث کی جائے۔ اس لئے ان اعراض کی تفصیل سے قطع نظر کرتے ہوئے اس وقت صرف ترتیب کے ساتھ ان قوانین و احکام کو بیان کرتی ہوں۔ جو براہ راست اسلامی مستند کتابوں یعنی قرآن و حدیث اور فقہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

عورتیں بھی خدا کی بندیاں ہیں میں عورتوں کو صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پردہ اسی قسم پر زبردستی یا ان کو کمزور پاکر عائد نہیں کئے ہیں۔ میں ان کو انسانی عقل و سمیت، شرافت و بزرگی پر بدترین حملہ سمجھتی ہوں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے احکام و قراین کے براہ راست خطاب کے مستحق اپنے کو مرد سمجھتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ کتاب کے اس شرف و امتیاز سے عورتوں کو محروم کیا جائے۔ مرد اگر خدا کے بندے ہیں۔ تو خلیق اسی طرح عورتیں بھی خدا کی بندیاں ہیں اور نہ انہیں کچھ تفریق و امتیاز دیا گیا ہو تو کیا گیا ہو لیکن قرآن کریم کا اعلان عام ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

اِنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَنْکُمْ عَابِلًاۙ بَشَرًا
مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰیۚ لَّیُبْغِضَنَّکُمْ
جَسَدُ بَعْضِیْ ط سُوْرہ آل عمران ۴۸
یعنی میں تم سے کسی عمل کرنے والے کے
عمل اور کام کو برباد نہ کروں گا۔ وہ مرد ہوں یا
عورت۔ تم میں سے بعض بعض سے پیدا ہو جائیں
دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ عَصٰی صَاحِبَ اَمْرِیْۙ ذَکَرًا
اَوْ اُنْثٰیۙ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیْہٖ
حَیٰتًا طَبِیْعَۃً وَذَکَرٌ یَّتْلَمِذُ لِمَ اٰخَرُہُمْ
بَاٰخِرِیْنَ مَا کَانُوْا لَیَعْمَلُوْنَ ۝۵
یعنی جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور
وہ ایمان والے ہوں۔ تو میں انہیں پاکیزہ زندگی
کے ساتھ زندہ رکھوں گا۔ اور ان کے کاموں
کی مرد و عورتوں کا سوراخ (نعل رواج ۱۳)

انسانی معاشرت کے مختلف مسائل
قرآن کریم اس قسم کی آیات سے معمور ہے
بہر حال اب میں اس مسئلہ کی طرف آپ
کو متوجہ کرتی ہوں کہ انسانی زندگی کے اور بہت سے شعبے ہیں اور ہر شعبہ کے متعلق اسلام میں مختلف
مسائل ہیں۔ ان میں چند مسائل یہ بھی ہیں۔

۱۔ انسانوں کے باہمی میل یا سوسائٹی کا کیا اصول ہونا چاہیے؟

۲۔ مردوں اور عورتوں کے لباس کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟

۳۔ گھر میں رہنے اور باہر نکلنے میں کن ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے؟

ارحیٰ مسائل یا سوالات کا تعلق صرف عورتوں سے نہیں ہے۔ بلکہ مردوں سے بھی ہے

ان کے متعلق تفصیلی احکام شریعت میں موجود ہیں البتہ انہی مسائل کے وہ دفعات جن کا
تعلق عورتوں سے ہے ان کی اجمالی تعمیر ادب میں لفظ پردہ یا حجاب سے کی جاتی ہے۔ لوگ
عموماً پردہ کے ان تفصیلی اجزاء و قوانین سے کسی ایک جزو یا قانون کو لے کر الجھ پڑتے ہیں۔
ہر ایک کے سامنے جو حکم ناقص مواد ہوتا ہے۔ اس سے صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں دشواری پیش
آتی ہے۔ ہر دفعہ کے متعلق اسلامی تعریجات کو جدا جدا عنوانوں میں آپ کے سامنے پیش
کرتی ہوں فَسَمْنٌ مِّثْلُ شَاۡءٍ فُتِیُوْا حٰیثُیْنَ وَسَمْنٌ مِّثْلُ شَاۡءٍ فَلَیْضَکُھُ رَدِّ ۝۴ یعنی جس کا دل چاہے
کرے اور جس کا دل چاہے انکار کرے۔

میل جول اور سوسائٹی کا مسئلہ یعنی جس طرح مرد مرد سے
اجنبی مردوں سے میل جول اور عورتیں عورتوں سے ملتی جلتی ہیں کیا ٹھیک اسی طرح
لوں ہی آداب و مراسم کے مضابط کے ماتحت عورتوں کو اجنبی مردوں سے ملنے کی اجازت ہے
یہ سوال یوں بھی کیا جاسکتا ہے کہ ایک ماں جس طرح اپنے بیٹے سے ایک بیٹی اپنے باپ
سے ایک بہن اپنے بھائی سے یا ایک بیوی اپنے شوہر سے ملتی ہے۔ کیا اسی طرح وہ ہر
غیر محرم اجنبی مرد سے مل سکتی ہے۔ کسی متعصب تنگ نظر عالم مرد کا نہیں بلکہ عورتوں کے
خالق رحلی اور رحیم کے ارشادات و ہدایات کا شرف جس طرح مردوں کو حاصل ہے۔ اسی طرح
عورتوں کو بھی ہے۔ ان احکام کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے۔

اول حکم ہے کہ مردوں کی نگاہ عورتوں سے اور عورتوں کی نگاہ مردوں سے علیحدہ رعبہ
چنانچہ سورۃ نور کریم ۳۴ میں ہے۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَبْتَغُوا اَرْسُلَ
الْبَصَارِ یُحْفَظُوا لِنَفْسِ
وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ یَغْفِضْنَ
رُءُوسَهُنَّ وَیُحْفَظْنَ لِنَفْسِ
یعنی ایمان والے مردوں سے کہو کہ اپنی
نگاہیں نیچی رکھیں
اور ایمان والی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی
نگاہیں نیچی رکھیں۔

بیناتی کے احساس کو باہم ایک دوسرے سے جدا رکھنے کی مشرع اس حدیث میں
ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کو ایک نابینا سے اپنی نگاہ کو جدا رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ابوداؤد و ترمذی میں اس حدیث
کا مشہور جملہ یہ ہے کہ حضور نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اَفْعَمِیَا وَ اِنْ اَفْعَمِیَا کَیْفَ
یُبْصِرُ اِنَّہُمْ یعنی کیا تم دونوں عورتیں بھی اندھ سی ہو۔ کیا تم اسے نہیں دیکھتی ہو۔

یہ ارشاد نبوی اس موقع پر ہوا تھا جب کہ ابن ام مکتوم صحابی نابینا رضی اللہ عنہ حضور
کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے بیویوں سے فرمایا: تم بہت جاؤ۔ بیویوں نے کہا کہ یہ تو اندھا
ہے ہم کو کیا دیکھے گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم تو اندھ سی نہیں ہو۔

(۱۲) نہ صرف نگاہ کے واسطے بلکہ ذلک مالک میں یہ بھی ہے کہ اگر کسی نے زور سے کہا کہ آہ کہ بھو

مردوں کے کانوں سے بھاؤ۔ چنانچہ سورۃ نور میں ارشاد ہے ۱۔

وَلَا يَخْفِي بَيْنَ يَدَيْ جُلُوسَةٍ
بِمَعْلُومٍ مَّا يَخْفِيَنَّ مِنْ
زَيْنَتِهِمْ ط (پ ۱۸ ۶۱۰)

یعنی عورتیں اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں
جس سے زینت ظاہر ہو جائے نہ یعنی نہ کی
پازیب وغیرہ کی آواز مردوں کے کان میں نہ پہنچے

(۳) صرف بیانی اور شنوائی کے ہی احساسات نہیں ہیں۔ بلکہ حدیث صحیح میں بتصویر موجود ہے کہ عورتیں اپنی خوشبو کو بھی مردوں کی ناک سے جدا رکھیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ امْرَاةً يَسْتَطِيعُ فَمَنْ
عَلَى قَوْمٍ يَجِدُوها رِيحًا زَانِيَةً
سو نگھیں تو ایسی عورت زانیہ ہے۔

(۴) جب دور کے احساسات و تاثیرات کے متعلق اتنے احکام ہیں تو ان سے سمجھا جاسکتا ہے کہ باہم اجنبیوں کا ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے اور بدن کے چھونے کی اسلام نے کیسی ممانعت کی ہوگی۔ حدیث شریف میں صاف موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۔

لَا يَطْعَنُ حَتَّى رَأْسِ أَحَدِكُمْ
بِعَفِيَّةٍ مِّنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَّهِ
مَنْ اِنْ يَمْسُ امْرَاةً لَّا تَعْلَلُ

یعنی تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چھوئی
جائے تو بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی ایسی
عورت کو چھوئے جو اس کیلئے حلال نہیں۔

الغرض ان نصوص کا صاف و صریح اقتضایہ ہے کہ اجنبی عورتیں غیر محرم مردوں سے جس حد تک جدا رہ سکتی ہیں۔ ان کو جدا رہنا چاہیے اس کا خلاصہ اس روایت میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ
خَيْرٌ لِّلْمَرْأَةِ فَسَكَتَ وَقَالَ فَلَمَّا
رَجَعْتُ قُلْتُ لَهَا طَمَعَةُ اَيُّ شَيْءٍ
خَيْرٌ لِّلنِّسَاءِ قَالَتْ لَا مِنْ الرِّجَالِ

یعنی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے حضور
نے پوچھا کہ عورت کے لئے سب سے اچھی
بات کون سی ہے لوگ چپ رہے۔ علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں گھر آیا تو فاطمہ رضی

صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عنہا سے سوال کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا
 ثَعْلَانِ فَاَطْمَئِنُّ بِصُعْتِهِ
 الخ کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر یہ ہے
 کہ نہ مرد عورتوں کو دیکھیں اور نہ عورتیں مردوں
 کو دیکھیں علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا فاطمہ میرے
 بدن کا ایک حصہ ہے۔

بہر حال اجنبی مردوں اور عورتوں کے باہمی میل جول کے اصل احکام یہی ہیں اور مسلمانوں
 کی شریف عورتیں جو اسلام اور قرآنی قوانین کی پابند ہیں۔ ان کا ابتدا اسلام سے اس وقت تک
 ان ہی احکام پر عمل پور رہا ہے۔ جس کی بنیاد نہ کسی ملک کے رواج پر نہ کسی غیر قوم کی تقلید
 پر قائم ہے بلکہ قرآن و حدیث کے بالکل کھلے ہوئے الفاظ کی اطاعت ہے۔ مثلاً اگر کسی اجنبی
 عورت سے کوئی چیز مانگنی ہو۔ یا لین دین کا معاملہ ہو تو حکم ہے،

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ
 مِنْ وَرَائِهِنَّ بِطَوَاتِلٍ یعنی جب تم کوئی چیز عورتوں سے مانگو تو
 مِنْ وَرَائِهِنَّ بِطَوَاتِلٍ پردہ کے پیچھے سے مانگو۔ یہ تمہارے اور ان
 أَنْظَرُ لِقَوْلِ بَعْضِكُمْ
 قَوْلُ بَعْضٍ رِسْرَةٌ أَوْ رِبَا کے لئے پاک طریقہ ہے۔

عورتوں کو بغیر درت مردوں سے گفتگو کرنے کی اجازت ہے لیکن قرآن پاک نے
 اس میں یہ شدید شرط لگا دی ہے کہ اجنبی مردوں سے نرم اور شیریں لہجہ میں گفتگو نہ کر و بلکہ اس
 میں سختی ہوئی چاہیے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ
 الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرْسَرٌ (سورۃ حزب ۴۱) یعنی بات کرنے میں نرمی نہ کر ورنہ جس کے
 دل میں جھماکی ہے وہ لالچ کرے گا۔

علاج و معالجہ کے موقع پر اہمادت ہے کہ طیب عورت کے اس مقام کو دیکھ اور چھو
 سکتے ہیں ہر مرض جو مثلاً ہڈی ٹوٹ گئی ہو یا پیچھا ڈا نکلا ہو۔ اسی طرح دینی ضروریات کے لئے
 اس قانون میں نرمی پیدا کی گئی ہے۔ مثلاً حج کے موقع پر عورتوں کے جمیع مردوں سے دو اور

لگ رکھا ہوتے۔

مسئورات کا مسجدوں میں آنا اجازت کے ساتھ حکم تھا کہ عورتیں بچوں کی صف سے بھی پیچھے رہیں کہ **أَخْرُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجْتِ** اللہ معنی عورتوں کو پیچھے رکھو جبکہ خدا نے ان کو پیچھے رکھا مگر یہ حکم بجز زرت تھا۔ اس لئے کہ نماز کے متعلق اصل حکم عورتوں کے واسطے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ:

صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَوْ نَحْوِهَا
رِيَاءٌ خَوَاتِمُهَا فِي حُجْرَتِهَا وَحَلَاوَتِهَا
فِي حُجْرَتِهَا أَكْثَلُ مِنْ صَلَاتِهَا
یعنی عورتوں کی نماز کو عظمیٰ میں بہتر ہے بہ نسبت
گھر کے صحن کے۔ اور کو عظمیٰ در کو عظمیٰ کی نماز
بہتر ہے۔ کو عظمیٰ کی نماز سے۔
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس لئے قرن اول ہی میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا:۔
لَوْ بَيَّرَ الشَّيْءُ صَلَاتِي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا اخَذْتُ النَّسَاءَ لَمْ تَنْعَهُنَّ
الْمَسَاحِدَ رِوَاہُ الْمُسْلِمِ
یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے
ان باتوں کو جو عورتوں نے پیدا کی ہیں تو ان کو
مسجدوں میں آنے سے روک دیتے۔ لہذا جو ان
عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا۔

بہر حال جو کچھ ہوا۔ ابتداء اسلام میں ہوا۔ عرب میں ہوا۔ قرن اول میں ہوا۔
عورت اگر جو ان ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنے گریبان کو اڈھنی سے اچھی طرح ڈھانکتا لے
اور اپنے بناؤ سنگار اور زیب و زینت کی چیزوں کو ملاحظہ نہ کرے۔

سورہ نور رکوع ۴ میں ہے **وَلَا يَبْدِيْنَ فِنْ يَنْفَعْنَ**
إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْحَكُنَّ يَخْتَضِعْنَ
عَنِ الْجَمْرِ يَخْتَضِعْنَ (یعنی عورتیں اپنا بناؤ سنگار ہر نہ کریں مگر قتنا خود ہی ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں

لے اس مسئلہ پر مزید دلائل دیکھنے کا شوق ہو تو فاضل بریلوی مرحوم کا رس الجمل النور فی شہدای النساء عن زیارة القصور
دیکھئے اس میں تمام مشکوک و شبہات اور اعتراضات کے جواب بڑی تحقیق سے دیئے ہیں۔ (تاشرا)

کو اور مٹنی سے ڈھانک لیں اس چیز سے ڈھانک لیں؟ اس کی تصریح بھی قرآن پاک نے کر دی ہے کہ حجاب (بڑی چادر سلی ہوئی یا بے سلی ہونے والا) میں چنانچہ سورہ احزاب رکوع ۱ میں ارشاد ہوتا ہے:-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا قُلُوبُهُمْ مُّصَفًّى وَلَٰكِن لَّا يَفْقَهُوْنَ شَيْئًا
وَمَنَاقِبُهُمْ فِي مَنَاقِبِكُمْ خَلَا مِنِّي غَلِيظٌ مِّنَ السُّؤْمِيَّةِ
يَعْنِي اِسے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اور پرچہ اور ڈال لیا کریں۔
خَلَا مِنِّي غَلِيظٌ مِّنَ السُّؤْمِيَّةِ -

قرآن مجید کا حجاب یہی ہے جو سہل کر اس زمانہ میں برقع ہو گیا ہے اور یہ سلی چادر برقع کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اس کا رواج حمد رسالت میں بھی تھا۔ چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ ام خلاء ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نقاب ڈال کر آئی۔ اس کا لڑکا شہید ہو گیا تھا۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ اس کا بیٹا مارا گیا لیکن اسے اپنے نقاب کی پڑی ہوئی ہے اس نے جواب دیا کہ اگر مجھ پرچہ کی معیبت آئی ہے تو میری شرم و حیا پر تو معیبت نہیں آئی ہے:-

احادیث میں ایسے آثار بکثرت مل سکتے ہیں جن سے حمد نبوت میں نقاب اور برقع کا رواج ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔

سنگار اور زیب و زینت یہ تو جوان عورتوں کے بیرونی لباس کا اصل حکم تھا۔ عورت اس لباس پر کسی حد تک اضافہ کر سکتی ہے۔ اس اضافہ کی اسلام نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے۔ عورت جس قدر بھی چھپا سکتی ہے، اپنے آپ کو چھپائے لیکن ضروریات پر نظر کرتے ہوئے عدالتے تعالیٰ نے اس قانون کو نرم کر دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا لَا تُكْثِرْنَ زِينَتَهُنَّ۔ لیکن سنگار میں سے اس طرح سے پڑنا برقع مراد ہے جو سر سے پاؤں تک عورت کو ڈھانپ لیتا ہے مصنف علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں موجودہ طرز

کے برقع نام و نشان کو نہ تھے۔ آج کل کے برقعے پردے کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ تو بے وقوفیشن پسند ہوتے ہیں۔ ان جو عورتوں کو پردہ سے کوئی واسطہ نہیں اللہ تعالیٰ اس بے حیائی اور بے شرمی کے ختم سے مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

جو خود کھل جائے۔

مطلب یہ ہے کہ عورت زیب و زینت کو جہاں تک ممکن ہو چھپاتے۔ لیکن اگر زینت کا کوئی حصہ خود بخود کھل جائے تو مضائقہ نہیں خود بخود کھل جانا ایسی چیز ہے جس کی بنیاد ان کے مشاغل کی نوعیت پر ہے۔ جن میں عورت مصروف ہو مثلاً ایک امیر عورت گھر سے اس لئے نکلتی ہے کہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلی جائے۔ اس وقت وہ زیادہ سے زیادہ جس چیز کے کھلنے پر مجبور ہے وہ آنکھ ہو سکتی ہے تاکہ راستہ دیکھتی جائے۔ اسی طرح ایک مرد عورت باز اسے سودا یا کنویں سے پانی لانے کو گھر سے نکلتی ہے بظاہر ہے کہ ان کاموں کو صرف آنکھوں کے کھولنے سے وہ انجام نہیں دے سکتی۔ لہذا بعض صحابہ مثلاً عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی کرم اللہ وجہہ اور فقہائے حنفیہ نے بیرونی لباس کی حد یہ مقرر کی ہے کہ ان حالتوں میں عورت چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھلا رکھ سکتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں دونوں پاؤں کو بھی شریک کر لیا ہے۔ یہ تمام باتیں فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں جو مختلف مشاغل کے لحاظ سے اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں۔

اس حد تک عورتوں کو اجازت کی نوعیت بالکل ایسی ہے۔ جیسا کہ مردوں شرعی لباس کے لباس کی کم از کم حد ناف سے گھٹنوں تک مقرر ہے یعنی ہر حالت میں کم از کم اتنا حصہ جسم کا چھپا رہنا ضروری ہے۔ عجیب بات ہے کہ عورتوں کے اس کم از کم لباس کو جس کی اجازت مجبوری اور ضرورت کی بن پر ہے، بعض لوگ شرعی لباس قرار دیتے ہیں اور اس پر اضافہ کو غیر مشروع کہتے ہیں۔ گویا اس سے زیادہ لباس پہننا عورتوں کو مشروعاً ممنوع ہے تو میں ان حضرات سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر عورتوں کے لئے شرعی لباس کی حد یہی ہے تو کیا مردوں کا اسلامی لباس ناف سے گھٹنوں تک صرف ایک اونچی دھوئی یا ہر ایک کھڑے ہے؟ (جو ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم کو چھپالے)

مشاغل کے لحاظ سے ظہور کی حد عورتوں کے لئے جو آہٹ ہو سکتی تھی۔ فقہانے صرف اس کو متعین کر دیا ہے اور چونکہ لباس کا یہ کم از کم درجہ ہے۔ اس لئے اس کے پہننے والیاں جو عموماً غیر مستطیع طبقہ کی ہوتی ہیں۔ کمتر درجہ کی عورتیں بھی جانی ہیں۔ عہد نبوت کے بعد

قنوی اور ہارسا، ایک بدمعاش کو عسوس کے متاخرین ہتھارنے ۱۱ میں پہنچا کر سب کا مشورہ دیا ہے وَفَقَعْتُمُ الشَّابَّاتِ وَجُوبًا عَنْ كَشْفِ الْوُجْهِ بَيْنَ الرِّجَالِ یعنی جوان عورت لازمی طور پر مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے روکی جاتے۔

یہ تو جوان عورتوں کے بیرونی لباس کی حد تک ہی رہتا
سن رسیدہ عورتوں کا لباس رسیدہ عورتوں کے لباس میں قرآن پاک نے وسعت کر دی ہے۔ چنانچہ سورہ نور کو آج ۸ میں ارشاد ہوتا ہے :-

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِيَّاتِ
 لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ
 یعنی جو عورتیں شوانی طبع النساء سے تنگ ہو چکی ہیں اور اب نکاح کی امید نہیں رکھتیں تو ان کے لئے مضائقہ نہیں اگر وہ بیرونی لباس اتار دیں۔

اس سے برقع یا چادر کے بغیر نکلنے کی اجازت نکلتی ہے مگر ساتھ ہی لباس میں بناؤ سنگار اور زیب و زینت سے احتراز کی سنت تاکید بھی کی گئی ہے اس حکم بالا کے بعد یہ الفاظ ہیں غَيْرُ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ یعنی بناؤ سنگار کر کے اور بن محسن کر باہر نہ نکلیں اور صرف یہی نہیں بلکہ جو عورتوں کو بھی خدا کا مشورہ یہ ہے کہ برقع یا چادر نہ اتاریں تو بہتر ہے وَانَّ يُسْتَعَفَّنَ خَيْرٌ لِّلنِّسَاءِ لِيُظْهِرْنَ لِحَنَّهُنَّ یعنی اور اگر وہ عفت اختیار کریں تو ان کے لئے بہتر ہے۔

گھر میں آمد و رفت تیسرا سوال گھر میں آمد و رفت کا ہے۔ اس سوال کا تعلق عورتوں اور مردوں دونوں سے ہے۔ گھر میں انسان بے تکلفی کے ساتھ امن اور راحت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ جس آزادی سے وہ گھر میں رہ سکتا ہے۔ باہر نہیں رہ سکتا اس لئے گھر میں آنے والوں پر خاص قسم کے قیود عائد کر کے مزدوری ہیں۔

لباس کے ذیل میں کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے عورتوں کے لباس کی دو قسمیں ہیں خانگی اور بیرونی۔ خانگی لباس میں چونکہ عورتوں کو وسعت دی گئی ہے۔ اس لئے گھر کا وہ حصہ جہاں عورتیں اپنے اس لباس میں آزادی کے ساتھ رہتی ہوں۔ خواستے محرم مردوں کے اور کسی کو اس میں جلنے کی اجازت نہیں۔ قرآن پاک میں صاف طور پر یہ تصریح موجود ہے کہ

وَالَّذِينَ يُبَدِّلُونَ دِينَهُمْ لَا يَأْتِيهِمْ إِلَّا
 لِبُغْوَالٍ هِيَ أَزْأَبًا هِيَ تَأْكُلُ
 أَزْأَبًا يُبْغَوْنَ لَهَا وَالَّذِينَ يُبْغَوْنَ
 أَزْأَبًا يُبْغَوْنَ لَهَا (سورہ نور ۴۲)

یعنی اپنی دینت کا ہر نہ کریں۔ مگر
 صرف اپنے شوہروں باپ اور اپنے
 شوہر کے باپ بیٹوں اور شوہروں کے
 بیٹوں پر۔

اور قرآن مجید ہی نہیں بلکہ احادیث نبویہ میں بھی اس کی تفسیل موجود ہے۔ چنانچہ
 بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! عورتوں میں نہ گھسا کرو یہ تو گھروں میں آنے کے متعلق تھا
 اس کے بعد اب ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ اسلام نے گھر سے نکلنے کے لئے بھی عورتوں پر کچھ حدود
 عائد کئے ہیں یا جس طرح مرد بے روک ٹوک گھر سے باہر جاسکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی
 اجازت ہے؟

جہاں تک اسلامی تعریضات کا تعلق ہے عورت کا تعلق گھر سے
 عورت کا گھر سے نکلنا بہ نسبت مرد کے زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی بنا پر عورت کو
 ال البيت گھر دانی کہا جاتا ہے۔ گویا گھر کی مالک وہی ہے گھر کے اس خصوصی انتساب کو اس زمانہ
 میں قید اور گھر کو عورت کا زندان یا قفس کہا جاتا ہے۔ بہر حال عورتوں کے متعلق یہ صاف
 حدیث طبرانی میں موجود ہے لَيْسَ لِلنِّسَاءِ نَيْصِبٌ فِي الْخُرُوجِ إِلَّا مُعْظَرَةً
 اسی کی طرف دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے الْمَرْءُ عَوْرَةٌ أَوْ نَحْوُهَا
 اسْتَشَارَ فَمَا الشَّيْطَانُ يَعْنِي عَوْرَتِمْ مَحْضَةً فِي شَيْءٍ
 اسے جھانکتا ہے۔

قرآن پاک میں اس قانون کا جہاں ذکر ہے وہاں بجائے عام عورتوں کے اہمات
 المؤمنین کو براہ راست مخاطب فرمایا ہے اور اس لئے بعض لوگ اس قرآنی حکم کو صرف
 اہمات المؤمنین کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ جن الفاظ میں
 خداوند تعالیٰ نے اس حکم کو ارشاد فرمایا ہے اس سے اس خصوصیت کا پتہ نہیں
 چلتا۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ
وَكُلَّاتِ رَحْمَتِ رَبِّكَ إِنَّ هَٰذَا رَجْعٌ لِّجَهَنَّمَ
الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ زَكَاةَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ
الزَّكَاةَ وَالصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالصَّلَاةَ
رَسُولُهُ (سورہ احزاب)

یعنی گھروں میں ٹھہری رہو اور پہلی جاہلیت
کے رواج کے مطابق بن مٹھن کرنے نکلا
کرو۔ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، اور اللہ
اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

امہات المؤمنین اور عام مستورات
اس آیت میں چند باتوں کا حکم ہے :-
۱۔ گھر میں ٹھہرے رہنا ۲۔ جاہلیت اولیٰ
کے سے بناؤ سنگار نہ کرنا ۳۔ نماز تم کرنا ۴۔ زکوٰۃ دینا ۵۔ اللہ اور اس کے
رسول کی اطاعت کرنا۔

ان میں سے آخری چار باتیں امہات کے ساتھ قطعاً مخصوص نہیں۔ کیا زینت
جاہلیت سے احتراز، نماز و زکوٰۃ کی ادا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت صرف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ مخصوص ہے؟ کیا تمام مسلمان عورتوں پر اس کی تعمیل
واجب نہیں؟ اور جب ایسا نہیں ہے تو ایک سلسلہ کے صرف ایک حکم کو محض لمہات
کے ساتھ مخصوص کر لینے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں خصوصاً جب کہ حدیثوں سے عورتوں
کے گھر سے بے ضرورت نکلنے کی ممانعت عام ہوتی ہے۔ آخر کس بنیاد پر اس حکم کو
ازواج مطہرات کے ساتھ مخصوص کیا جاتا ہے۔ البتہ قرآن ہی سے اتنا ضرور معلوم
ہوتا ہے کہ یہ احکام ان اعلیٰ اور بلند خیال عورتوں کے لئے دیتے جاتے ہیں جو اپنی
زندگی کو تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ گزارنے کا ارادہ رکھتی ہیں جیسا کہ اس آیت کے
ابتدائی الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْنَا نَعْلَمُ
مَتَرِ الْبَنَاتِ اِنَّ الْفَتَنَ لَشَدِيدَ - یعنی اے نبی کریم کی بیویو! ہم معمولی عورتوں
کی مانند نہیں ہو۔ اگر تقویٰ کے ساتھ رہنا چاہتی ہو۔

کیا تقویٰ کی ضرورت امہات المؤمنین کو حتیٰ مجملہ مسلم خواتین کو نہیں؟ کیا زینت جاہلیت
سے احتراز جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں بناؤ سنگار کے ساتھ عوامی میلوں تماشوں میں شریک

ہوتی تھیں۔ اس سے ممانعت غاص از و ارج مطہرات لکھتے ہیں کہ جس کے مطہر ہونے کی سند قرآن حکیم میں موجود ہے۔ ان کو دوسرے شیطان یا اتہام مخالفین کا اندیشہ تھا معاذ اللہ! اور ہم لوگ اس سے پاک ہیں۔ ہم کو کوئی خطرہ نہیں۔ ہمیں ضرورت احتراز نہیں۔ یا قیام نماز اور ادا کرنا زکوٰۃ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت۔ یہ سب حکم ہمارے لئے نہیں بلکہ اعمات المؤمنین کے لئے تھے! ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ احکام سب مسلمان عورتوں کے لئے ہیں۔

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اب مسلمان بھی مقدس قرآن کی ویسی تاویلیں کر رہے ہیں جیسا کہ غیر اقوام نے تورات اور انجیل کے پاک حکموں کو بدل ڈالا ہے۔

جس طرح پردہ کے تمام واقعات میں مستثنائات ضرورتاً باہر جا سکتی ہے میں اسی طرح اس قانون میں ضرورت و حاجت کے لحاظ سے استثناء کیا گیا ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ اَلْوَلَدُ كُلُّهُ اَنْ تَخْرُجْنَ حَوَائِجَ كُنَّ لِعِیْنِ قَمِ عَوْرَتُوْنَ كُوْا اِجَازَتٌ دِی گئی ہے کہ ضرورت کے لئے باہر نکل سکتی ہو۔

ضرورت کے وقت مسلمان عورتوں کا یہ طبقہ ہمیشہ باہر نکلتا رہا ہے۔ حج کے لئے تیرہ سو سال سے انہی گھرانوں کی عورتیں ہر سال مکہ میں جاتی ہیں۔ جب کبھی ضرورت پیش آتی ہے تو عورتوں نے جنگ کے موقعوں پر مردوں کے علاج معالجہ اور سپاہیوں کی خدمت انجام دی ہے لہذا گھر سے نکلنے کے لئے ہر حال میں ہم پر اپنے جسم کو چھپانے کی ضرورت نہ ہونا چاہیے۔

دھارم ساری کا مسئلہ تو وہ استطاعت پر موقوف ہے۔ جب صاحب عورتوں کی سواری استطاعت مرد بھی گھروں سے کسی نہ کسی سواری پر نکلتے ہیں۔ تو عورتوں کو باوجود استطاعت کے محض پردہ کی ضد میں بغیر سواری کے نکلنے پر اصرار کرنا عجیب سی بات ہے۔ یہ ضرور ہے کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا چونکہ صرف ضرورت اور مجبوری پر مبنی ہے جس کی تصریح احادیث سے کی گئی ہے اور عورت اپنے تمام اعضا کے لحاظ سے چھپانے کی چیز ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بیان ہوا۔ سواری کا رواج بھی کوئی نیا رواج نہیں عرب میں اسلام سے پیشتر بھی کپڑے منڈھے ہوئے خدو جوں کا جن کو مکمل کتے ہیں رولج تھا اسلام نے بھی اس رواج کو قائم رکھا۔ احادیث میں کثرت سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ

ازواج مطہرات اور دوسری عورتیں محلوں میں سفر کرتی تھیں۔ پردہ کا قانون جو اپنے مختلف درجات کے لحاظ سے اس وقت مسلمانوں میں مروج ہے وہ قرآن و حدیث اور فقہ کی رو سے مختلف طبقات اور محلات کے لحاظ سے اسلامی پردہ کہلاتا ہے اور اس پردہ کو ہمارے چند روشن خیال بھائی طاریج تعلیم و تعلیم سے روکنے والا اور مانع ترقی خیال کرتے ہیں۔ اور ان کی یہ آواز برصغیر کے ہر گوشہ میں گونج رہی ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا سبب عورتوں کا پردہ ہے (حکایت یہ بات بالکل غلط ہے)۔

چاک نقاب کے نعمتوں کا حصول ہماری قوم کے اسباب زوال ایسے نہیں ہیں جن کو ہماری قوم کے مفہوم میں اتنی صریح غلطی کے ہم معترف ہو سکیں۔ ظہر ہے کہ ہماری قوم صدیوں سے فتنہ جہالت میں گرفتار رہی۔ مذہب جس کی پرستش سے مسلمانان سلف عروج کمال کو پہنچے تھے اسے ہم نے پس پشت ڈال دیا۔ ذخیرہ علوم و فنون اور بھارت و ذراعت سب کچھ کھو دیا۔ کیا اب یہ سب گم شدہ نہیں جہلے قومی بھائیوں کو ہمارے صرف نقاب چاک کر دینے سے حاصل ہو جائیں گی۔ جن قومی جنوں نے پردہ قطعی ترک کر دیا۔ اپنی قومی اور ملی گوان میں نعمات انجام دیں اور مثل خواتین سلف کس کو درس فقہ و حدیث دے رہی ہیں۔ کیونکہ ایک سخت مشکل جس نے مسلمانوں کو پردہ کی طرف راغب کر رکھا ہے۔ قانون حکمت میں عورت کے کامل وقار کا فقدان ہے۔ -

سوسائٹی تمدن و معاشرت کا زیادہ تر حصہ اس کے مناسب حال نہیں۔ تعمیر ہینار قرض سرود تمدن کا جزو ہے۔ بے عصمتی کا ارتکاب کوئی مجرم نہیں ہے۔ بے بجائی کے مرکز، شہر اور قصبہ میں قائم ہیں۔ انولج حکومت کے لئے ان مراکز کا خاص اہتمام و انتظام ہے اور سول میئر ایکٹ جس کی رو سے ایک مومن و مشرک اور مشرک و مومنہ کا ازدواج بہ آسانی ہو سکتا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے قطعی حرام ہے۔ جس کی تازہ مثالیں دہلی پنجاب

اور مدارس میں موجود ہیں۔ خواتین! کیا ایک مسلمان کی محبت مذہبی اسس کو رد کر سکتی ہے کہ ایسے ملک اور ماحول میں رہ کر اپنی شریف خواتین کو ایسی سوسائٹیوں میں شریک کریں جو اسلامی حیا کے خلاف ہیں۔

اسلام نے اس بے حیائی سے عورت کو بچا کر کامل آزادی عطا کی ہے پردہ میں آزادی اور ایک مسلمان عورت مواضعِ زینت کو مستور کر کے اپنے کاروبار اور مزدوروں کے لئے نکال سکتی ہے اور ہر قسم کے تمدنی و معاشرتی کاموں میں شریک ہو سکتی ہے لیکن اس کو یہ اجازت نہیں کہ وہ غیر مردوں کے ساتھ آؤادانہ میل جول رکھے۔ صاحبِ مقدور خواتین کو قطع نظر کر کے غیر مستطیع خواتین اگر نقاب و برقع کے ساتھ مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے پیادہ بھی جاتیں تو اسلامی پردہ کے ہرگز خلاف نہیں۔ جو گردہ جاہل مسلمانوں کا اس طریقہ کے خلاف ہے اور مانعِ تعلیم و تہذیب ہے۔ ہم اس پردہ کو اسلام کی توہین اور مردوں کی زیادتی سے تعبیر کرتی ہیں۔ مسلمانوں کا ہر طبقہ خواہ وہ امراء ہوں یا غریب تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہر طرح مذہباً آزاد ہے۔ ہر مسلمان عورت کو شرعی پردہ کے ساتھ زیور ہنر سے اپنے کو ایسا موتی کر لینا فرض ہے کہ وہ بوقتِ ضرورت شرافت و عصمت کے ساتھ اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کر سکے۔ میں اس کے تسلیم کرنے سے قاصر ہوں کہ پردہ حلیہ و تعلیم ہے کیونکہ تجربہ اور مشاہدہ بالکل اس کے خلاف ہے۔ ہم پردہ کے ساتھ دائرہِ نسوانیت کے اندر ٹوہر کی ہر معادنت اور قومی بلکہ ملکی خدمت بھی انجام دے سکتی ہیں اس کی تائیدِ مثال میں علیا حضرت بیگم صاحبہ جو پال کی ذات بھی موجود ہے۔

مزدوریات البتہ اس کی ہے کہ ہماری صاحبِ مقدور بنیں مسلمان خواتین کو جو بوجہ کم استطاعت ہونے کے برقع کے ساتھ تحصیلِ علم کریں یا وہ مصیبت زدہ خواتین جن کا کوئی کفیل یا ذریعہ معاش نہیں۔ یا وہ ستم رسیدہ قابلِ رحم ہسبیاں جن کے شوہر نان و نفقہ نہیں دیتے۔ اگر پردہ کے ساتھ محنت و مشقت کریں تو ان کو ہماری صنف کی سوسائٹی نگاہِ تذلیل سے نہ دیکھے بلکہ اپنے مذہبی احکام کے موجب اپنی مجالس میں ان کا احترام رکھا جائے۔ کیونکہ مستوراتِ اسلام کا اصلی پردہ مواضعِ زینت کا مستور

رکنا ہے۔ دُورنی، موڑ گاڑی، بجی، لازماً سے نہیں ہے۔ اس کی پابندی اسقاطِ عت اور
حالت کی ضرورت پر مبنی ہے۔

زہے نصیب جو دنیا بشر کو جنت ہو زہے نصیب جو ہو ساتھ نیک بیوی کا !
وہ نیک علوم کی شوقی جو جس کے دامن میں وہ زن پسند جو جس کو علوم کا گہنا
رخِ مسیح پہ ہو جس کے خفا خلاص سیاہ آنکھوں میں جس کے ہو شرم کا سرا
اگرچہ لاکھ غمِ ناف ہو او طوفانی چراغِ عفت و عصمت کبھی نہ ہو سُخڑا
کبھی کسی کی برائی کی، آرزو نہ کرے حسد کے دنگ سے ہو صاف آئینہ دل کا
خدا بڑھاتے جو دولت گئے ضرور اس کا خدا بڑھاتے جو کلفت کرے دکھ کر خدا
شگفتہ دیکھ کے شوہر کو با رخِ باغ ہے فلوں دیکھ کے شوہر کو ہو ملول سدا
اگر ہو صاحبِ اولاد تو یہ لازم ہے خیالِ بچوں کی تعلیم کا ہو حسد سے سوا

جو درس گاہ کو جائیں تو پہنیں کپڑے صاف
جب آئیں گھر میں تو پائیں خنڈا بھی پاکیزا

مکتب ، غم زدہ

باب سوم

مَنہ ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کے پوشیدہ رکھنے کے دلائل

نقصِ روشنی کے زوال اور ان کے ہم خیال دنیا پرست مولوی عام جلسوں میں یہ کہتے ہوتے سنے گئے ہیں کہ علمائے متقدمین نے پردہ کی حقیقت کے سمجھنے میں بڑی فاش غلطی کی ہے کیونکہ انہوں نے منہ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کو بھی پردے میں داخل کر لیا ہے۔ حالانکہ پردہ محض جسم کا ہے۔ چنانچہ اس دعویٰ کو آیات اور احادیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاہم اس غلط فہمی اور خاندانِ سادات کی تفسیر کا شرح و بسط کے ساتھ قطع قلع کیا جاتا ہے۔ تاکہ انصاف پسند اصحاب ان اوراق کو پڑھ کر حق کی داد دیں اور غلط کار لوگ راہِ راست پر آجائیں اور دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

لفظِ عورت اور زینت کے مقامات کی تشریح پیشتر اس کے کہ ہم پردہ کے وجہ پر دلائل شرعیہ کے لحاظ سے روشنی ڈالیں یہ مناسب ہے کہ لفظ عورت اور زینت کی تحقیق لغوی کی جائے تاکہ قارئین کرام سمجھ سکیں کہ عورت کو عورت کس غرض سے کہا جاتا ہے۔

۱۔ تمہی الارب میں ہے کہ عورت بالفتح بالفتح اذام مشرم مردم لفظ عورت کی لغوی تحقیق و ما بین السرة الى الركبة و ہرچہ از ویدن آں مشرم آمید۔ یعنی عورت زبانِ عربی میں انسان کے اس حصہ بدن کو کہتے ہیں جس کے دیکھنے سے شرم

علاحدی ہوا اور اس کا بے پردہ کن اور دیکھنا موجب ننگ و عار ہو۔

۲۔ مفردات امام راغب میں ہے: العورة سورة الانسان وذلک کتابیة واصلها من العار وذلک لما یلحق فی ظہرہ من العار ای السدۃ ولذلک معی النساء و عورة یعنی عورت انسان کی مشرم گاہ کا نام ہے اور یہ مشتق ہے عار سے۔ اس واسطے کہ اس کے ظاہر کرنے سے انسان کو مشرم لاشعری ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے عربی میں عورت کا نام عورت رکھا گیا۔

پس جب عورت کو عورت اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ از سر تا پا پوشیدہ رکھنے کی چیز ہے تو انصاف سے فرمائیے کہ اس کا چہرہ اور دست و پا کا کھلا رہنا کیونکر گوارا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ امر انہی من الشمس ہے کہ بہ نسبت باقی تمام جسم کے عورت کا چہرہ زیادہ تر موجب فتنہ و فساد ہوتا ہے۔ اسی لئے شعرا بھی چہرہ ہی کو زیادہ تر اشعار میں بانٹتے ہیں۔ مثلاً اس کا چاند سا چہرہ ہے۔ اس کے رخسار گلاب کے پھول ہیں۔ اس کے ابرو تلوار ہیں۔ اس کے لب تیغ آب دار ہیں وغیرہ لہذا عرفاً بھی ثابت ہے کہ چہرہ بانٹنا واجب الشر ہے۔

لفظ زینت کی لغوی تحقیق زینت لغت میں اسباب آرائش یعنی زیور لباس وغیرہ کو کہتے ہیں چنانچہ مفردات امام راغب میں علامہ امام راغب اس کو تین اقسام پر منقسم کرتے ہیں: وَالزَّيْنَةُ بِالْفِعْلِ الْحَمَلُ ثَلَاثُ زَيْنَةٍ نَفْسِيَّةٍ كَالْعِلْمِ وَالْإِعْتِقَادِ الْحَسَنَةِ وَزَيْنَةُ بَدَنِیَّةٍ كَالْقُوَّةِ وَطَوَّلِ الْقَامَةِ وَزَيْنَةُ خَارِجِيَّةٍ كَالثَّمَالِ وَالْجَاوِ یعنی زینت نفسیہ، زینت بدنہ،

کے لئے علم و اعتقاد حسن کی ضرورت ہے۔ زینت بدنہ کے لئے حسن و جمال و خرد و مال و قوت و قد موزوں لازمی ہے۔ زینت خارجہ کے لئے مال و جاہ کی احتیاج ہے۔

قرآن مجید میں لفظ زینت باختلاف صیغ مختلف معنوں کے لئے مستعمل ہوا ہے چنانچہ سورہ اعراف میں ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اِزِيْنُوْا كَعَزَائِكُمْ كُلُّ مَرْسَدٍ اس کے اسباب نزول میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت

میں مستورات برہنہ بدن طواف کرتی تھیں تو حکم ہوا کہ ہر مسجد کے قریب آ کر پڑے ہیں کہ آیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ جہالت میں مردوں کو برہنہ بدن طواف کرتے تھے اور شب کو عورتیں

یَلْبَسُوْا ثِيَابًا بَعْضُهُمْ ذَا يُغْفِرُ لِقَوْلِ الْوَالِدِ لَعَالَى لَكُمْ كَاشَانُ نَزْدَلِ
برہنہ نہ رہو۔ ان کے لئے یہ ہدایت نازل ہوئی۔ مگر کیف خُذُوا وَلَا تَكُنْ كَاشَانُ نَزْدَلِ
اس امر کو بتا رہا ہے کہ زینت سے مراد میاں کپڑے پہننا ہے جس سے عورت مستور ہو سکے۔
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اَلزَّيْنَةُ زَيْنَتُ ابْنِ زَيْنَتٍ
ظَاهِرَةٌ وَزَيْنَةُ بَاطِنَةٍ لَا يَرَاهَا إِلَّا السُّرُوجُ. فَأَمَّا الزَّيْنَةُ الظَّاهِرَةُ
فَالثِّيَابُ. وَأَمَّا الزَّيْنَةُ الْبَاطِنَةُ فَالْكحلُ وَالسُّوَارُ وَالْخَاتَمُ وَنَعْلَانِ بْنِ جَبْرِ
فَالظَّاهِرَةُ مِنْهَا الثِّيَابُ وَمَا يَتَعَفَى فَالتَّخْلِجُ لِلْأَيْنِ وَالْعُرْطَانِ وَالسُّوَارِ ابْنِ
زَيْنَتِ دُفْتَمِ كِی ہے۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی کہ سوائے خواتین کے کوئی نہیں دیکھ سکتا
اس لئے کہ زینت ظاہری لباس ہے اور زینت باطنی سرمہ، زیور، انگوٹھی ہے اور بروایت
ابن جریر بھانجن بالیاں، لنگن وغیرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا يَبْدِيْنَ زَيْنَتَهُنَّ عِندَ صَلَاتِهِنَّ اَوْ نَوْمِهِنَّ اَوْ اَمَّا ظَهْرُهُنَّ
زینت۔ اگرچہ یہ عام حکم ہے زینت ظاہری و باطنی کے لئے مگر چونکہ آگے اَلْأَمَّا ظَهْرُهُنَّ
ارشاد فرما کر زینت ظاہریہ کا استثناء فرمایا ہے اس لئے اس حکم سے مراد زینت باطنی ہے
جس میں کنگی، ہار، بالیاں، جہانجن وغیرہ ہیں۔ ان کا چھپانا عورت پر نفس صریح سے فرض ہے اور
بوجہ تاویل ابن مسعود چادر اور برقع مستثنیٰ ہے یعنی ان کا چھپانا فرض نہیں۔ یہی علمائے
کرام کا ارشاد ہے کہ عورت کو اپنی باطنی زینت کا چھپانا فرض ہے البتہ چادر اور برقع کے ساتھ
بضرورت شدید گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔ برقع اور چادر کے ظاہر کرتے ہیں گناہ نہیں اس
لئے اگر یہ بھی ممنوع قرار دیا جاتا تو یہ کیف باللائطاف و طاق سے باہر سمجھی، مگر آیت مذکورہ سے
یہ ہرگز مستفاد نہیں ہوتا کہ عورت بے نقاب چہرہ کھول کر باہر گشت رباب کی سیر کرے۔
اَلْأَمَّا ظَهْرُهُنَّ کا استثناء صاف بتا رہا ہے کہ جس زینت کا چھپانا محال ہے وہ معاف ہے۔
اور زینت کے لفظ سے ظاہر ہو گیا کہ لغت زینت کا اطلاق اسباب آرائش و زیبائش پر

ہوتا ہے عام اس سے کہ زینت نفسیہ ہو یا بدنیہ یا غار صبیہ۔

دینت فقہیہ تو یوں ظاہر ہو سکتی ہے کہ اپنے اعمال و حقانہ کو سلسلہ تحریر میں لا کر ظاہر کر دے
اب رہی دینت بدنیہ تو وہ بغیر مشور کسی پر ظاہر کرنا جائز نہیں اور زینت خارجیہ مثل لباس
برقع جبّاب و عمار و عینو کے کہ جس کا اجانب سے پوشیدہ کرنا اس کے لئے معتقد مشکل
ہے۔ بنا کر پہننا اور پرانے لٹکانے اس کی اجازت دے دی اور الا مّا ظہر فرمادیا
مگر اس سے یہ فائدہ حاصل کرنا کہ مستورات بازاروں میں بے حجاب و بلا نقاب اجانب
کو اپنی صورتیں دکھاتی چریں اور اغیار و نا عرم انہیں دیکھیں محض تفسیر بالرائے ہے اور مقصد
شرع کے قطعی خلاف۔

حقیقت یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کا یہ مقصود ہرگز نہیں کہ عورتیں بلا ضرورت
واحیہ کھلے بدنوں باہر چریں۔ صحابہ کرام کی ازدواج کا تو ذکر بھی کیلئے ہے۔ خود بعض ازدواج
مطلحات سرور عالم علیہ السلام نے نصوص قرآنیہ کا مفہوم پردہ موجود معتقد چنانچہ جب
ایہ کریمہ ذکر فرمائی کہ وَكَانَتْ بَرَّجًا تَبْرُجُ الْجَنَّةِ حَتَّى إِذَا نَزَلَ الْمَلَائِكَةُ نَزَلُوا فِيهَا
ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہی سمجھا کہ گھر سے باہر قدم رکھنا بھی
ناجائز ہے۔ چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ آپ اس آیتہ کریمہ کے نزول کے بعد حج و
عمرہ اور نماز چنگانہ کے لئے بھی حرمہ سے باہر تشریف نہ لائیں۔ حتیٰ کہ حمد فاروقی میں آپ
کا جنازہ ہی باہر آیا۔ جب کسی نے آپ سے عرض کیا کہ حج و عمرہ کے لئے بھی آپ گھر سے
باہر تشریف نہیں لائیں تو آپ نے فرمایا تو ہمیں گھر میں مقیم رہنے اور آرام کرنے کا حکم ملا ہے۔

دیکھیے ازدواج مطلحات جو ام المؤمنین ہیں۔ ان کا تو یہ اہتمام ہے کہ دروازہ حجرہ تک
قدم نہیں رکھیں اور حج و عمرہ اگرچہ ان پر فرض نہ بھی ہو۔ مگر موجب ثواب ضرور تھا۔ لیکن اس
کے لئے نکلنا بھی انہوں نے گوارا نہ کیا اور جب صحابہ کرام نے عرض کیا تو فرمادیا۔ قَبِيلُ لَنَا
ذَقْنُ فِي بَيْتِي وَكَانَتْ مَعِيَ كَيْسٌ نَكِيں۔ ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھروں کو لازم
پہنچیں اور گھروں میں آرام کریں۔

اس جواب سے ہر ذی فہم بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کا یہ
فصل بالکل مطابق حکم اللہ تعالیٰ ہے۔

مسلمانو! ام المؤمنین جو مقام مسلمانوں کی ماں ہیں ان کے لئے یہ حکم اور اس پر ان کا یہ عمل ہے تو ماؤشما دمیں اور تمہیں اکو پابندی کی کتنی ضرورت ہے۔
 زیبہ گنگان چشم زن کو رباد چون بیرون شد از خانہ درگور باد
 انور سے آج فضا عالم اس قدر تنگ و تاریک ہے کہ تو بہ ہی جلی آؤادی کی آنکھیں
 ہر طرف سے چل رہی ہیں۔ شاعر نے بھی کی قدیم عمارتیں گرانے کو عزت و عظمت کی لہذا فی ہے اللہ
 کریم رحم کرے اور ہمارا پردہ رکھ لے (آمین)

قرآن مجید سے عورتوں کو اجانب اور نامحرم سے پردہ کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ سورہ احزاب رکوع ۵ میں ارشاد فرماتا ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ مِمَّنْ يَسْتَأْذِنُ الْإِمَامُ وَالْوَلَدُ
 ہمارے نبی کے شانہ اظہر ہیں بلا اجازت داخل نہ ہو۔
 اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اگر مستورات کو اجانب سے چہرہ چھپانا
 نہ ہو تو آپ کے گھر (۱) میں بھی اجانب کا بلا اجازت داخلہ جائز نہ ہوتا۔ مگر چونکہ گھر میں
 کچھ چہرے رہنا جائز ہے اور اجانب سے چہرہ پوشیدہ کرنا ضروری بنا بریں حکم ہوا کہ
 اجازت لے کر گھر میں آؤ تاکہ عورتیں مستور ہو جائیں۔

وَإِذَا سَأَلْتَهُنَّ مَتَاعًا يَنْفَعُنَّ فِي الْبَيْتِ وَفِي السَّجَابِ
 یعنی اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو پردہ کے باہر سے مانگو۔
 مسلمانو! اگر آہ بجاہد کو ذرا سمجھ لیں کہ یہ کیا بنا رہا ہے۔ آیا بے نقاب و
 بلا حجاب اجانب سے و دید و گفتگو اجازت دے رہا ہے یا پردہ میں اس سے
 زیادہ صاف و مرتع اور کیا حکم ہو گا۔

تفسیر احمدی اور نور الانوار میں اس آیت کریمہ کے تحت مرقوم ہے
 هَذِهِ الْآيَةُ صَحِيحَةُ الْإِسْلَامِ
 یعنی یہ وہی آیت ہے جس سے
 یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اغیار و
 الْمَرْءُ مِنَ الْمَرْءِ

اجاب غیر عرم اشخاص سے پردہ کریں۔ اگرچہ اس آیت کریمہ کا نزول ازواج مطہرات کی شان میں ہے۔
لیکن یہ وجہ قاعدہ مسئلہ کعبہ کے بعد مکرر لفظ لا یصلحون میں الشبیب حکم عام ہے اور
تمام مومنہ عورت پر حاوی۔ تفسیر احمدی میں ہے،

لَا اِنَّ مَزُوْرًا هَا اِنَّ كَانَ خَاصًا
فِي بَحْنِ اَزْوَاجٍ وَرَسُولُ اللَّهِ هُنِي
فَعَلًا عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكِنْ
الْحُكْمُ عَامٌّ يَكُنْ مِنَ التَّوْبَتَيْنِ
فَيَقْتَضِي مَعَهُ اَنْ يَتَّخِذَ
جَمِيعُ الْمَسَاوِمِ الزَّحَالِ
وَلَا يَبْدِي مِنَ الْفُسْخِ عَلَيْهِمْ

سورہ نور کو ۲۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا
مُبَيِّنَاتِ الْغَيْبِ يُبَيِّنُ لَكُمْ وَكَفَى لَكُمْ
وَلَكُمْ مَعَهَا عَلَى الْخَلْقِ

تَسْتَلِيمُوا كَيْفَ تَقْرَأُ ابْنِ كَعْبٍ فِي تَسْتَلِيمِ وَتَوَافُرِ هِيَ آيَا هِيَ

چنانچہ حضرت ابوالباب انصاری رضی اللہ عنہ امان عند فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا حضور! سننا یہ ہے
کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ حصول اجازت کے لئے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ يَا الْحَمْدُ لِلَّهِ يَا اللَّهُمَّ اَكْبَرُ
كَيْفَ اَكْبَرُ؟ یا گفتگوار سے دگلے سے آواز نکالے، تاکہ مگردا ہے اجازت دیں۔ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ مَا الرَّاسِيَتَانِ؟ قَالَ يَتَكَلَّمُ الرَّجُلُ بِالشَّجَعَةِ وَالتَّكْبِيرُ الشَّجَعَةُ اَوْ تَتَغَرَّخُ
لِيُؤْذَنَ اَحْلُ الثَّبِيَّتِ۔ دوسری حدیث میں ہے، اسی کی تہیہ ہے التَّكْبِيرُ اَوْ اَيُّوْلُ
السَّلَامِ عَلَيَكُمْ اَوْ اَحْلُ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ فَاِذَا اُذِنَ لَهُ دَخَلَ وَارْجَعَ يَدِي نَسِيمٍ
سے مراد ہے کہ آدمی اس فرج کہ کہ کرا اللہ علیک سے مراد ہے۔ کیا میں داخل ہو جائوں۔ اس پر
اگر اسے اجازت مل جائے تو مسترد نہ دپس لوٹ جائے۔

ان مثل الاس صاف ظاہر ہے کہ اجنبی بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہوتے کا مجاز نہیں اور اس کی علت صرف یہ ہو سکتی ہے کہ گھر میں جست و خیز سے پردہ ہاتھ پیر منہ کھولے بے حجاب رہتی ہیں اور اجنبی سے پردہ و احتجاب لاپرواہی و لازمی ہے۔

سورہ نور رکوع ۴ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

قُلْ لِلّٰهِ مَبِئَاتٌ يَعْلَمُ السِّرَّ
الْبَصَارِ هُمْ وَيَحْفَظُونَ اَنْفُسَهُمْ
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ
بِمَا تَصْنَعُونَ۔

یعنی اے محبوب! مومنین کو فرما دیجئے کہ ہم اپنی
نگاہیں نیچے کریں اور اپنے اندام خاص (شرم گاہوں)
کی حفاظت رکھیں یہ ان کیلئے پاکیزگی اور صفائی کے انوار ہیں
بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ شریعت اسلامیہ میں اجنبیہ کا بلا ضرورت شرعی منہ ہاتھ دیکھنا ناجائز ہے
خاص کر اس پر آشوب زمانہ میں کہ ہر طرف فتنہ و فساد کی آندھیاں چل رہی ہیں اور شاید ہی کوئی
نظر فتنہ سے خالی ہو۔

پھر جس طرح مرد کو اجنبیہ کی طرف دیکھنا منع ہے اسی طرح عورت کو حکم ہوا ہے۔ چنانچہ
سورہ نور رکوع ۴ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

وَقُلْ لِلّٰهِ مَبِئَاتٌ يَعْلَمُ السِّرَّ
الْبَصَارِ هُمْ وَيَحْفَظُونَ اَنْفُسَهُمْ
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ
بِمَا تَصْنَعُونَ۔

یعنی اے محبوب ایمان والی عواتین سے فرما
دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں اور اپنی
عصمت کی محافظت کریں اور اپنی آرائش نہ
دکھائیں (یعنی پوشیدہ رکھیں) مگر جو ضرورت
ظاہر ہوتی ہے اور اپنے سینوں پر دپڑے
ڈالے رہیں۔ اور اپنی آرائش نہ
دکھائیں۔ مگر اپنے شوہروں یا اپنے باپ
یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند
کے بیٹوں سے یا اپنے بھائیوں یا بھتیجیوں
یا بھائیوں سے یا اپنی عورتوں یا اپنے

۱ اَوْ سَبَقَ اَحْوَاثُهُمْ اُولَئِكَ هُمُ
 اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
 اَوِ الْمَرْبُوعِينَ غَيْرِ اُولَئِكَ
 مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ النَّبِيِّ
 لَمْ يَنْظُرْ مَوْاعِي اَعْوَاذُ النَّبِيِّ
 وَلَا يَضُرُّهُمْ بَارِجُهُمْ
 لِيَعْلَمُوا مَا يَخْفَيْنَ مِنْ
 زَيْلَتِهِمْ وَتَوْبُوا اِلَى اللَّهِ
 جَمِيعًا اَيْهَا الْمُؤْمِنُونَ
 لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

مملوکن، لڑائی، دغلامان شرعی سے یا ان
 خدمت گاروں سے جن کو عورتوں کی حجت
 نہ رہی ہو (جیسے خواجہ سرا یا شیخ خانی لڑتے
 ہوئے) یا ان کم سن بچوں سے جو عورتوں کی
 پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے
 پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور
 معلوم ہو جائے اور تم سب اے مسلمانو!
 اللہ کی طرف رجوع کرو کہ فساد
 داریں حاصل ہو۔

.....

فرض آیات مذکورہ بالا میں صاف حکم ہے کہ طبقہ نسوانی یا مستثنیات سب سے
 پوشیدہ رہے۔ بالخصوص ان کے سرسینہ کان چہرہ گردن کا پوشیدہ رہنا ضروری ہے یہی سبب
 ہے کہ الہامات ظہور میں نہ آکر اسٹنار فرمادیا۔ اس لئے کہ ذہنیت نام ہے خوبصورتی
 کا عام اس سے کہ وہ فطری ہو یا مصنوعی، لباس فاخرہ زیور وغیرہ سے جو یا حسن و جمال
 خند و خال جسم ہے۔

۲ زینت ظاہری یہ ہے کہ جس کے پوشیدہ کرنے میں وقت عزدت مشکل ہو جیسے انگوٹھی
 چاند اور برقع جس کے ظاہر ہونے میں بوقت عزدت مانع شرعی نہیں۔

زینت باطنی جس کا پوشیدہ کرنا ضروری ہے وہ چہرہ، ہاتھ گلوں تک ہے جو اشد
 عزدت پر ظاہر کرنا جائز ہے اور جس سے چہرہ چھپانا غیر ضروری ہے وہ سالبقا بیان ہو چکے۔
 اور اہل مسجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تو وہ زینت جس کے اظہار میں نقصان نہیں۔ وہ
 محض لباس ہے۔

الحاصل یہ ثابت ہو گیا کہ چہرہ، ہاتھ لباس طہوسہا جانب کے آگے ظاہر کرنا ممنوع ہے۔
 لیکن بوقت اشد عزدت بقدر رفع عزدت جائز ہے بشرطیکہ اس اظہار سے خوف فتنہ و فساد

نہ ہو۔ ورنہ کسی ضرورت پر بھی جائز نہیں۔

ناظرین خداوند کریں کہ شریعت مطہرہ پردہ کو کس قدر مہتمم بالشان بنا رہی ہے اور علماء و فقہاء اور مفسرین کرام کی اکثریت اسی طرف ہے اور بعض کے نزدیک چہرہ ہاتھ قدم چھپانا اس وقت غیر ضروری ہے جبکہ نظریہ سے اسے ہو مگر اس بخیر سے اب ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ نظریہ سے اسے نہیں چھپا کر اخبار میں حضرت کو اس کا زیادہ تجربہ ہے۔

تفسیر احمدی میں ہے۔ **وَالِی الْحُرْمَةِ الْأَجْنِبِيَّةِ مُطْلَقًا** **لَا يَحْتَاجُ مَسْكًا** **مِنْ الشَّهْوَةِ وَمَا يَسُوغُ الْوُجْهَ وَالْكَفَّيْنِ أَيْسَرُ مِنْهَا** یعنی چہرہ اجنبیہ کی طرف نظر مطلقاً حرام ہے اگر شہرت امن نہ ہو اور اگر امن ہو تو چہرہ اور گونوں تک ہاتھ اور ہاتھوں تک پاؤں دکھانا جائز ہے باقی ہر حصہ بدن کو دکھانا دینھنا انس پر نظر کرنا حرام ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں عورتوں کا بے نقاب پھرنا فتنہ سے خالی ہے یا موجب سخت فتنہ و فساد کا باعث کوئی خوش فہم، سنجیدہ مزاج مسلمان نہیں کہ مسکا کہ مستورات بے نقاب کھلے بندوں پھر کر تو نگہ فساد و فحار سے محفوظ رہیں گی اور کوئی نظریہ ان پر امر نہ کرے گی۔ بنا بریں بموجب **أَمَّا إِذَا فَاتَتْ الشَّهْرَ فَفَاتَ الْغُشَّ شَرْطٌ وَفِيهِ شَرْطَانِ** جو جائز ہے تو شرط بھی فوت ہو جاتا ہے، بعینیت علماء بھی اس موجودہ حالت پر اجازت نہیں دیتی۔ کتب فقہ و تفسیر میں تمام روایات و عبارات اجازت قید عدم شہوت و عدم فتنہ کے ساتھ مقید ہیں، کہیں بھی مطلقاً اجازت و رخصت نہیں ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں۔ **الْأَظْهَرُ أَنَّ هَذَا فِي الصَّلَاةِ لَا فِي النَّظَرِ فَإِنَّ كُلَّ مَبْدُونِ الْحُرْمَةِ عَوْرَةٍ وَذَوَا جِلِّ لَعْنِ الرَّوْحِ وَالْمَحْضَرِ يَنْظُرُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهَا إِلَّا لِقَاءَ رَجُلٍ كَالْمَعَالِجَةِ وَتَحْتَلِلُ التَّهَارُجُ** یعنی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ حکم نمازیں ہے کہ عورت اپنا تمام بدن سوائے ہاتھ اور قدموں کے چھپائے۔ یہ نظر کا حکم ہی نہیں اس لئے کہ حرۃ از سر تا پا واجب الستہ ہے۔ سوائے غائدہ اور عرم کے کسی کو وہ اپنا بدن یا بدن کا حصہ نہ دکھائے اور اس کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر بغیر ہمت شدیدہ مثل معالجہ وغیرہ اور تحمل شہادت کے۔ یعنی جب تک کہ کو ضرورت ہو تو وہ موضع شہادت کو دیکھ سکتا ہے۔

بعض مسودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مراد زینت سے آیہ کریمہ میں عورت کا خاہری کپڑا ہے یعنی موزے اور اوپر کی چادر اور وہ اس حدیث سے استدلال فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں شیطان کی رستیاں ہیں کہ وہ ان کے ذریعے مردوں کا شمار کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہوا۔ میں نے اپنے بعد عورتوں سے زیادہ نقصان دہ مردوں کے لئے کوئی فتنہ نہ چھوڑا۔ یعنی عورتیں محل فتنہ ہیں۔ اور احباب کا ان کے فتنوں سے محفوظ رہنا ناممکن ہے لہذا عورتوں کو اجنبی مردوں سے قطعاً عجوب دستور رکھنا چاہئے تاکہ فتنہ نہ کر رہے جاتے غور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یوں ارشاد فرماتے ہیں ہم اپنی ماں، بہن، بہو، بیٹی، ساس و غیرہ کو مجلسوں اور میلوں میں لے جاتے۔ حالانکہ علمائے عظام نماز پنجگانہ کے لئے مومنین کے ساتھ مسجد میں آنے کو بھی منع فرماتے ہیں۔ چنانچہ بدائع جلد اول صفحہ ۱۵۱ میں ہے وَلَا يُبَاحُ لِلشَّوَابِ مِنَ الْمَرْءِ إِلَى الْجَمَاعَةِ بِدَلِيلٍ مَأْذُونٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّهُ نَهَى الشَّوَابَ عَنِ الْخُرُوجِ وَلَيَاتِ خُرُوجَهُمْ إِلَى الْجَمَاعَةِ سَبَبُ الْفِتْنَةِ وَالْفِتْنَةُ حَرَامٌ دِمَا أَحَدٍ إِلَى الْحَرَامِ فَهُوَ حَرَامٌ۔ یعنی جوان عورتوں کو جماعت مسلمین میں نکلنا جائز نہیں۔ اس وجہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرمایا اس لئے کہ ان کا نکلنا جماعت کی طرف فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو شخص حرام کی طرف بجا ہی ہو وہ حرام ہے۔ لہذا عورت کا مسجد میں داخلے نماز کو بھی آنا حرام ہے۔

کفایہ میں ہے وَجَرَى فِي مَجْلِسِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ مَا خَيْرُ مَا لِلرِّجَالِ مِنْ ابْنَاءِ وَمَا خَيْرُ مَا لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ فَلَمَّا رَجَعَ عَلَيَّ الْحَاجِيَةُ مَخْبِرَةً فَقَالَتْ خَيْرُ مَا لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ أَنَا لَا يَرَوْنَهُمْ وَخَيْرُ مَا لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ أَنَا لَا يَرَوْنَهُمْ فَلَمَّا سَمِعَ أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ قَالَ هِيَ لِصُنْعَةٍ وَتَحِيٍّ، یعنی ایک روز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس اقدس میں یہ بحث تھی کہ استورات سے مردوں کے لئے کس

طرح بہتری مل سکتی ہے اور مردوں سے مستورات کو کس طرح؟ اس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔ آپ نے فرمایا مردوں کو عورتوں سے اس میں غیر ہے کہ وہ عورتوں کو نہ دیکھیں اور عورتوں کے حق میں بہتری اس میں ہے کہ وہ مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔ اس کا ذکر شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے دربار رسالت میں کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **هِيَ بَصُفَةُ مَسِيحٍ** (ایسا کیوں نہ فرمائیں) وہ میری نحت جگر ہیں۔

یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مردوں کو عورتوں سے اور عورتوں کو مردوں سے مجرب و مستور رہنے میں داریں کی فلاح و بہبود میان فرمائی اور ان کے ارشاد کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا۔

اسی حدیث کی بنا پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مستور رہنے کا حکم دیا اور **الرَّأْسَا ظَهَرَ مِنْهَا** سے چہرہ اور ہاتھ مراد نہیں لئے بلکہ صاف طور پر فرمایا کہ **مُسْتَشْنِ** ازینست تلاء یعنی برقع و چادر وغیرہ ہے۔

اس کے بعد صاحب کفایت شارح فرماتے ہیں **جَدَلَتْ اَنَّهٗ لَا يَبَاحُ النَّظْرُ اِلَى شَيْءٍ مِنْ سِوَا ذٰلِكَ وَلَا اَنَّ حُرْمَةَ النَّظْرِ لِحُجُوِّ الْفِتْنَةِ وَرَعَايَةِ عَآدَتِهَا فِي دَجِبِهَا فَوَدَّ الْفِتْنَةُ فِي النَّظْرِ اِلَى دَجِبِهَا اَلَا كَتَرُجْنُہٗ اِلَى سَائِرِ الْأَقْصَا** یعنی احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ عورت اجنبیہ کے کسی حصہ بدن کی طرف دیکھنا جائز نہیں کیونکہ حرمت نظر کی علت فتنہ و فساد ہے اور تمام حسن و جمال اور کمال خوبصورتی چہرہ میں ہے تو چہرہ کی طرف دیکھنا بہ نسبت دیگر اعضا کے زیادہ موجب فتنہ و فساد کا ہوا لہذا چہرے کی طرف دیکھنا قطعی ناجائز ہے۔

پھر فرماتے ہیں **وَيُحَرِّمُ هٰذَا الرَّسُولُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہَا ذٰلِكَ لِقَاتِہَا لَا تَقُولُ لِحَدَّثَ مِنْہَا بَدَنٌ اَنَّہٗ شَيْءٌ مِنَ الطَّهْرِ لِي لَا يَبْنُ مِنْ اَنْتَ تَقَعَّمُ اِحْدٰى عَنِہَا لَتَبْعَتِ الطَّهْرِ لَوْ فَعَوَزَ سَقَاتٌ تَكْثِيفُ اِحْدٰى عَنِہَا لَطَلَّہَا الطَّهْرُ وَرَدَ الشَّيْءُ بِالنَّظْرِ وَرَدَ لَا تَعُدُّ مَوْضِعَ النَّظْرِ مَوْرَدًا**۔
یعنی یہ قسم احادیث سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کشف و حرمت پر استدلال

کیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ بعض اوقات عورت کو باہر نکلنے کی ضرورت واقع ہو جاتی ہے اور راستہ پر چلنے کے لئے آنکھ کا کھولنا ضروری ہے لہذا وہ ایک آنکھ کھول کر چلتی تاکہ راستہ نظر آجائے۔ پس قطع طریق کے لئے ام المؤمنین نے ایک آنکھ کھولنے کی عورت کو عند الضرورت (ضرورت کے وقت) اجازت عطا فرمائی اور جو چیز کسی خاص ضرورت کے لئے جائز قرار دی گئی ہو۔ اس کو قدر ضرورت سے مجتاوز کرنا جائز نہیں۔

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ ان صاف و صریح ارشادات فقہارہ سے عورت کو چہرہ و مٹھان کا کیسی دشاحت سے ثابت ہے اور درحقیقت اگر ہٹ و دھرم کو چھوڑ کر انصاف سے کام لیا جائے تو آفتاب غیم روز کی طرح واضح ہو جائے گا۔ کہ عورت کے تمام جسم میں فقط چیز ہی موجب فساد اور محل فتنہ اور دہ قرینگی ہے۔ بلعہ، پاؤں، قد و قامت کتنے ہی موزوں ہوں۔ رفتار و گفتار کیسی ہی قیامت خیز ہو لیکن آنکھ آنکھ ہی اور ناک بہنکے ہی پھٹکار پرستی ہے۔ گو کوئی عضو بھی سخیلا و خوب صورت انہو مگر چہرہ و لب جلاب نظر ہو۔ چھوڑ دیکھئے جو ہم نگاہ سے چھپا چھپتا ہوا ہوتا ہے کہ نہیں۔ عورت ستر پارسہ پر لیکن ناک نہ ہو یا پٹم نہ لگیں نہ ہو تو کتنے بھونکنے لگتے ہیں اور اگر چہرہ جاذب نظر ہے۔ صراحی دار گردن ہے سیمیں ذوق ہے، خندہ پیشانی ہے۔ تو اس کو دیکھ کر راہ چلتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

چہرہ پر عقیلا چڑھا کر عورت برہنہ ہو جاتے تو اس کا ہر عضو مکروہ نظر آئے گا اور تمام جسم پر دھجیاں لپٹی ہوں فقط چہرہ بھلا رہے تو گو دڑی میں لعل کیوں گے۔ لباس کے نقش و نگار قابل پرستش نہیں لیکن حسن پرست چہرہ کے پرستار نظر آتے ہیں عرفیہ کیہرہ ہی پہنچو دیکھنے والے کو متوالا و فریفتہ بنا دیتا ہے اور اس پر فتنہ زمانہ میں فحاشی لیڈر بعض نام نہاد خوشامد ملا بھی لیڈروں سے دب کر خود دلعزیزی و مطلب برآری کی خاطر بعض حاکموں کی غلط کاریوں کو بھی مطابق شریعت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی ٹانگ زور صرف کر رہے ہیں اور روایات فقہیہ کی قطع و برید کر کے عوام کو مغالطہ میں ڈال رہے ہیں۔ حالانکہ جن قدر روایات ہیں سب کی سب مقید ہیں۔ قید عدم شہوت و عدم فتنہ سے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ فتنہ و فساد چہرہ دیکھنے سے وابستہ ہے اور اسی چہرہ کی ستر شعار فتنہ کے سبب کہتے ہیں کہ بعض سیکھا

کو درس سے معطل ہونا پڑا۔ وَالْعَاقِلُ تَكْلِيفُ الْإِشَارَةِ وَعَقْلُ مَنْهُ كَوَاشِرُهُ
کافی ہے۔

آج کل اخباروں میں رخصت حجاب پر مفصلہ ذیل دلائل پیش
کئے جاتے ہیں کہ جن میں پہرہ ماتہ وغیرہ پوشیدہ نہ رکھنے
کی اجازت پائی جاتی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ذخیرۃ العقبیٰ اور متابع سے منقول ہے النَّظَرُ إِلَى الْأَجْنَبِيَّاتِ
فَنَقُولُ مَيُجُزُّ النَّظَرُ إِلَى مَا وَجَّهَ إِلَيْهِ الْقَاضِيَةُ مَيُجُزُّ ذَلِكَ الْوَجْهُ
وَالْكَفُّ عَنْ ظَاهِرِ الرَّوَايَةِ كَذَا فِي الْأَذْخِيرَةِ ذَرَانِ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ
أَنَّهُ يَشْتَحِي فَهُوَ حَرَامٌ مُطْلَبٌ بِهِ هُوَ ابْنُ عَوْرَتِ الْغُلْفِ أَنْزَلُ كَرْنِ كَيْ شَلَقَ
ہم سمجھتے ہیں کہ مواضع ذینت ظاہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے اور وہ پہرہ اور کعبہ دست
ہے اور اگر ظن غالب ہو شہوت کا تو دیکھنا دکھانا حرام ہے۔

جواب : اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خوف شہوت و فتنہ نہ ہونے
کی صورت میں جائز ہے اور جہاں گمان شہوت ہو وہاں پوشیدہ رکھنا ضروری ہے اب
قابلِ تردید امر ہے کہ اس سے ممانعت ثابت ہوتی ہے یا کہ اجازت ؟
فتاویٰ سرابریہ میں ہے النَّظَرُ إِلَى رَجُلٍ أَوْ إِلَى الْأَجْنَبِيَّةِ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي عَيْنِ
شَهْوَةٍ لَيْسَ بِحَرَامٍ لَكِنَّهُ مَكْرُوهٌ يَعْنِي ابْنُ عَوْرَتِ كَيْ شَلَقَ كَيْ شَلَقَ
شہوت کے دیکھنا حرام نہیں مگر مکروہ ہے ؟

جواب : اس سے بھی صاف واضح ہے کہ اگر خوف شہوت اور فتنہ نہ ہو۔ تو
اعمال حرام ہے رد نہ کردہ ہے۔

تمہارا میں ہے أَنْتَظِرُ الرَّجُلَ مِنَ الْحَرَمِ وَالْأَجْنَبِيَّةَ مِنَ الْحَرَمِ
وَهَذِهِ أَيْضًا مِمَّا يَحْتَجُّ زَمَانًا يَحْتَجُّ زَمَانًا فَمَنْعٌ مِنَ الشَّابَةِ يَنْبَغِي
اجنبی عورت کی طرف دیکھنا مکاتہ ہے لیکن یہ اجازت دمانہ صحابہ و تابعین میں تھی۔
مگر ہمارے زمانے میں جو ان عورتوں کی طرف دیکھنا ممنوع ہے ؟

جواب : علامہ قسستانی اپنے زمانہ کی نسبت فرما رہے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں جو ان عورت کی طرف دیکھنا ممنوع ہے تو پھر اسی زمانہ موجودہ میں بطریق اولیٰ ممنوع ہوا۔ اللہ تعالیٰ العاف عطا کرے۔

شامی میں ہے۔ وَشَرُّهُ لِحَيْلِ النَّظَرِ إِلَيْهَا إِلَّا مَنْ يَطْرُقُ الْيَقِينُ عَنْ الشَّهْوَةِ يَعْنِي اجْتِنَابَ شَهْوَةِ عَيْنِ مَنْ يَطْرُقُ وَيَكْتَنِبُ جَائِزٌ هُوَ أَنَّ شَهْوَتَ يَقِينِي هُوَ يَعْنِي لِنَظَرِهِ أَوْ خِيَالِ فَا سَدَ كَاشَا تَبَهُ يَمْنُ هُوَ
جواب : کیا آج کوئی ایمان سے کہہ سکتا ہے کہ ہم صاف باطنی سے خیروں کے پہروں کی طرف دیکھتے ہیں ؟

ہدایہ میں ہے إِنَّ كَانَ كَالْيَا مَنْ الشَّهْوَةِ لَا يُنْظَرُ إِلَى دَجَائِلِهَا إِلَّا حَاجَةً لِفَعُولِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنْ نَظَرَ إِلَى مُحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صَبَّحَ فِي عَيْنِهِ الْأَذَى لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَإِذَا أَخَذَ الشَّهْوَةَ لَوْ يَنْظُرُ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ تَحَرُّمٌ رَأَى عَنْ الْحَرَامِ بِمَطْلَبِهَا لَمْ يَكُنْ مَحَابِتِ مِنْهُ خَوْفٌ هُوَ تَوَاجَهِي عَمَّا فِي شَهْوَةِ عَيْنِ مَنْ يَطْرُقُ وَيَكْتَنِبُ جَائِزٌ هُوَ أَنَّ شَهْوَتَ يَقِينِي هُوَ يَعْنِي لِنَظَرِهِ أَوْ خِيَالِ فَا سَدَ كَاشَا تَبَهُ يَمْنُ هُوَ
جواب : اس سے تو ہمارا دعویٰ صاف ثابت ہے۔

علامہ شامی بحوالہ تاج الغانیہ ایک اور عبارت نقل فرماتے ہیں جو ما سخن فیہ (ہمارے نظریہ) کی مزید ہے اِنِّی النَّارُ خَانِيَهٌ وَفِي شَرْحِ الْكَرْمَنِ النَّظَرُ إِلَى دَجَائِلِهَا إِلَّا حَاجَةً لِفَعُولِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنْ نَظَرَ إِلَى مُحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صَبَّحَ فِي عَيْنِهِ الْأَذَى لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَإِذَا أَخَذَ الشَّهْوَةَ لَوْ يَنْظُرُ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ تَحَرُّمٌ رَأَى عَنْ الْحَرَامِ بِمَطْلَبِهَا لَمْ يَكُنْ مَحَابِتِ مِنْهُ خَوْفٌ هُوَ تَوَاجَهِي عَمَّا فِي شَهْوَةِ عَيْنِ مَنْ يَطْرُقُ وَيَكْتَنِبُ جَائِزٌ هُوَ أَنَّ شَهْوَتَ يَقِينِي هُوَ يَعْنِي لِنَظَرِهِ أَوْ خِيَالِ فَا سَدَ كَاشَا تَبَهُ يَمْنُ هُوَ
یعنی تاج الغانیہ اور شرح کہنی میں ہے کہ اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا حرام نہیں مکروہ ہے اور غایہ ہے کہ مکروہ من جمیعہ۔ چھک بلا شہوت ہو۔ درہ حرام ہے۔ یعنی اگر

ہے شہوت ہو تو حرام ہے لیکن ہمارے زمانہ میں جو ان عورت کی طرف دیکھنا بوجہ خوف
فتنہ و شر کے ممنوع ہے۔

ما ظہری اجماع۔ مگر ہمارے زمانہ میں بوجہ خوف فتنہ جو ان عورت کی طرف دیکھنا
ممنوع ہے کی طرف نظر انصاف سے غور فرمائیں۔

بحر الرائق مشرع کثیر الدقائق میں ہے حُرِّمَ النَّظَرُ إِلَى دَجَائِلِهَا وَدَجَائِلِ
الْأَسْرَجِ إِذَا سَلَكَ فِي الشَّوْطِ فَإِنْ مَشَتْ حَتَّى تَعْنَمَ الصُّوْرَةَ الشَّابَّةُ
مِنْ كَشْفِ دَجَائِلِهَا بَيْنَ الرَّجَالِ فِي رَمَائِنَا لِلْفِتْنَةِ یعنی اجنبی عورت
اور خوب صورت بے ریش لٹکے کے چہرہ کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ اگر خوف شہوت ہو
مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ جو ان عورت کو مردوں میں چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا
ہمارے زمانہ میں بوجہ فتنہ کے۔

الغرض مندرجہ بالا نصوص قرآنیہ۔ احادیث نبویہ اور عبارات فقیہہ سے غوروں
کے کئے منہ پھرنے کی حرمت و ممانعت ظاہر دبا ہر ہو چکی ہے اور ان کے منہ چھپا
رکھنے کی عزم معلوم ہو گئی ہے اور حق دبا مل کا امتیاز بوجہ احسن ہو گیا۔ اب فیصلہ آپ
کے ہاتھ یا قضا پر ہے۔ انصاف کیجئے اور اپنے ناموس کی حرمت ملحوظ رکھئے۔

.....

باب چہارم

پردہ اور اس کے قیام

مسلمان عورت جو آزاد ہو، زرخیز یا باندی نہ ہو بالغ ہو چکی ہو یا بالغ ہونے کے قریب ہو، جوان ہو یا بوڑھی۔ اس کے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کے تین درجے ہیں :-

ایک یہ کہ بجز چہرے اور ہتھیلیوں کے اور بعض کے نزدیک سوائے پیروں کے بھی باقی تمام بدن کو کپڑے سے چھپایا جائے یہ ادنیٰ درجہ کا پردہ ہے۔
دوسرے یہ کہ چہرہ، ہتھیلیوں اور پیروں کو بھی برقع وغیرہ سے چھپایا جائے۔ اور یہ درمیانے درجے کا پردہ ہے۔

تیسرے یہ کہ عورت دیوار یا پردہ کے پیچھے آڑ میں رہے کہ اس کے پیروں پر بھی اجنبی مردوں کی نظر نہ پڑے۔ یہ اعلیٰ درجہ کا پردہ ہے۔

ادنیٰ درجہ کے پردہ کا ثبوت اللہ تعالیٰ سورہ نور رکوع ۴ میں ارشاد فرماتا ہے وَلَا يَبْدِيْنَ فَيُتَعَلَّٰتِ الْاَمْصَاظَ مَرَاتِیْنِ عَوْرَتِیْنِ اپنے زیرِ منت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں مگر جوان میں سے غالباً کھلا ہی رہتا ہے جس کی تفسیر حدیث میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے سامنے کی گئی ہے کہ ان کا کھونا ضرورت کی وجہ سے مستثنیٰ ہے اور پیروں کو قیاساً اس میں داخل کیا گیا ہے۔

ابوداؤد میں مردی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَا اَسْمَاءُ النَّسْرَةَ اِذَا بَلَغْتَ الْمَحِيضَ لَنْ يُعْلِمَ اَبْنُ مَرْثِيٍّ مِنْهَا اِلَّا هَذَا وَهَذَا

وَأَشْأَلَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ يَعْنِي اِسْمَاءُ رَجَبِ عَوْرَتِ بَالِغٍ هُوَ جَاءَ تَوَسَّلَ
اس کے اور اس کے (اس سے حضرت نے اپنے چہرہ اور تنہی کی طرف اشارہ فرمایا ہاور
کسی عضو کا اجنبی مردوں کے سامنے کھولنا ہوتا نہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب رکوع ۸ میں ارشاد فرماتا ہے
اوسط درجہ کے پردہ کا ثبوت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ مِنْ جَلْبَابٍ وَيَبْسُجُوْا
عورتیں اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں۔

صمیمین میں مروی ہے قَالَتْ اِسْرَآءُ يٰۤاَيُّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِحْدَا اَنَا لَيْسَ لَهَا
جَلْبَابٌ قَالَ لَيْسَ لَهَا صَاحِبَةٌ هَآهُنَا مِنْ جَلْبَابٍ هَآهِنَا يَعْنِي اِيْكَ عَوْرَتِ نَے کہایا رسول اللہ
الکرم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو عید کی نماز کو کیوں کر جاتے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ
والی اس کو اپنی چادر اور دھاوے۔

ابوداؤد میں مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى رَجُلًا مِّنَ الْمَرْأَةِ
اِلَّا اِرْكَاسَ شِبْرٍ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِذَا اَشْكُفْتُ اَشْكُفْتُ اَسْمَہُ قَالَ فَيُخْجِلُنَّ ذِرَاعًا
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت اپنی ازار کو پنڈلی سے ایک بالشت نیچے لٹکائے
تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اس صورت میں ان کے پیر کھلے رہیں گے۔ آپ نے
فرمایا تو ایک ہاتھ بھر ٹھکا لیا کرے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب رکوع چار میں ارشاد فرماتا ہے
اَعْلٰی درجہ کے پردہ کا ثبوت وَكُنَّ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ يَعْنِي اِسْمَاءُ بَسْبُوْا اَقْمِ لِنَفْسِكَ
میں رہا کر۔

پھر اسی سورت کے رکوع ۷ میں حکم ہے فَاِذَا اسَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُوْهُنَّ
مِنْ تَحْتِ اَظْحَابِ طَلَبٍ نَم عورتوں سے کوئی چیز استعمال کے لئے مانگو تو پردہ کی آڑ میں ہو کر مانگو۔
اور سورہ طلاق میں یوں فرمایا نَزَلَ بِہَا، لَا تَخْرُجْنَ مِنْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبْسُجْنَ
یعنی عورتوں کو ان کے گھر سے باہر نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔

فَاِذَا اسَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُوْهُنَّ مِنْ تَحْتِ اَظْحَابِ طَلَبٍ نَم عورتوں سے کوئی چیز استعمال کے لئے مانگو تو پردہ کی آڑ میں ہو کر مانگو۔

اِحْتِجَابًا مِنْ غَايِ مِنْ ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَلَيْسَ هُوَ
 اَعْمٰی کَاٰیْمٍ صِرْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْعَمِیَا وَ اِنْ
 اَنْتُمَا السَّمْعَا تَبَصَّرْتُمَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَابْنُ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَنَیْ اُمِّ سَلَمَةَ اَوْرِ مِمُّوْنَةَ سَے فرمایا کہ ان سے پردہ کر دے یعنی عبد اللہ بن ام مکتوم نابینا ہے
 ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا وہ اندھا نہیں ہے جو ہم کو دیکھ نہیں سکتا
 تو پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا ہر قسم بھی اندھی ہو۔ کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں۔

صحیح بخاری میں ہے: ثم قال لسودة بنت زمعة اجتنبی منه
 لعمری من شبعه لعتبة یعنی ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ
 سے فرمایا کہ تم اس سے یعنی زمعہ کے باندی زادہ سے پردہ کرو۔

حالانکہ آپ نے فیصلہ یہ کیا تھا کہ یہ لڑکا زمعہ ہی کا ہے کیونکہ اس کی باندی کے بطن
 سے ہے۔ مگر سودہ کو اس سے پردے کا اس لئے حکم دیا کہ حضرت نے اس لڑکے میں عتبہ
 کی مشابہت زیادہ پائی۔ اور عتبہ کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ لڑکا میرا ہے جو قانون شریعت سے
 روک دیا گیا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت کے اس حکم کے بعد اس لڑکے نے عمر بھر سودہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا کو نہیں دیکھا۔

ترمذی میں ہے اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ حَتّٰی اِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ
 یعنی عورت پردے میں رہنے کی چیر ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو کاتکا ہے۔
 اور اس کے درپے ہوتا ہے۔

ہر سہ اقسام پردہ کے وجوب کے مواقع

مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے پردہ کے تینوں درجوں کا واجب و لازم ہونا ثابت
 ہو گیا اور نیز یہ کہ شریعت نے ان سب درجوں کے مطابق پردے کا حکم دیا ہے البتہ
 ان میں اتنا تفاوت ضرور ہے کہ پہلا درجہ اپنی ذات سے واجب ہے اور دوسرا تیسرا درجہ
 کسی عارض کی وجہ سے واجب ہے مگر اس تفاوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تینوں میں

درجات کے تفاوت سے نفس وجوب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جیسا فرض اعتقادی اور فرض عملی میں درجہ کا تفاوت ہوتا ہے مگر فرض دونوں ہیں اور نفس فرضیت دونوں میں موجود ہے۔

چونکہ پہلا درجہ اپنی ذات سے واجب ہے۔ اس لئے اس کا حکم بھی جوان اور بوڑھی عورتوں سب کو عام ہے یعنی بجز چہرہ اور ہاتھوں کے باقی بدن یا سر کے کسی حصہ کا اجنبی کے سامنے کھونا بوڑھی عورتوں کو بھی ہاتھ نہیں اور دوسرے اور تیسرے درجہ کا پردہ چونکہ عارض کی وجہ سے واجب ہے اس لئے ان کے واجب ہونے کا مدار اس عارض ہی پر ہے جہاں وہ عارض موجود ہو گا وہاں یہ درجہ واجب ہوں گے اور جہاں عارض موجود نہ ہو گا۔ وہاں یہ درجہ بھی واجب نہ ہوں گے اور وہ عارض فتنہ کا اندیشہ ہے۔ جس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: **إِسْتَشْنُ فِتْنَةِ الشَّيْطَانِ** یعنی جب حور مت باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو ناکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اس کی دلیل ہے **فَيَنْظُمُ الْغَيْبُ خَيْبٌ قَلِيمٌ** سنن منہ (پت ۱۲) یعنی جس کے دل میں غرابی ہے وہ جو کس کرنے لگے گا۔

اب رہی یہ بات کہ فتنہ کا اندیشہ کہاں ہے اور کہاں نہیں ہے۔ اس کی تعیین ہماری رائے پر نہیں رکھی گئی۔ بلکہ قرآن مجید میں اس کا فیصلہ بھی خود ہی فرما دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

یعنی اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کچھ امید نہ رہی ہو۔ ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زائے کفر سے اتار رکھیں۔ جن سے چہرہ وغیرہ چھپا یا جاتا ہے بشرطیکہ زینت کے مواقع کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّذِينَ لَا يُؤْخِرُونَ بَكَاحًا فَلَئِنَّ غُلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّخْتَعِنَ بَيْنَ يَدَيْهِمْ غَيْرِ مُتَعَبِّرٍ حَتَّىٰ يَبْزُقُوا ذَانِ لَا يَسْتَعْفِفْنَ خَلِیْرٌ لَّعَنَ رَسُوْلُهُ رُوْیْہُ ۱۸۲

حاصل اس کا یہ ہے کہ جو بڑی عمدتیں نکاح کے قابل نہ رہیں۔ ان کو زینتِ ظاہر کرنے کی تو اجازت نہیں۔ جس سے مرد تمام بدن ہے۔ ہاں چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی اجازت ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے۔ وَكَانَ يُسَبِّحُ بِحَمْدِ رَبِّهِ نَسْهًا وَنَهَارًا۔

پس بڑی عمدتیں اگر ان دائمی چیزوں کو اجنبی کے سامنے اتار دیں۔ جن سے منہ ہاتھ چھپایا جاتا ہے جیسے برقع اور چادر تو اس میں گناہ نہیں اگر یہ بڑی بڑی عمدتیں اس سے بھی پرہیز کریں۔ اور دوسرے ادریسے درج کا پردہ اختیار کریں۔ تو مستحب ان کے لئے بھی یہی ہے وَانْ لَّيْسَ تَخْفِضْنَ خَيْرٌ لَّسْتُمْ فِي كَامِلٍ۔

اس آیت نے بتا دیا کہ فتنہ کا اندیشہ صرف ان بڑی عمدتوں میں موجود نہیں ہے۔ جو نکاح کے قابل نہیں رہیں۔ اور ان کے سوا جو ان اور ادریسے عمدتوں سے اندیشہ فتنہ کی نفی نہیں کی گئی۔ بلکہ ان میں یہ اندیشہ موجود ہے اور یہی وہ عامی ہے جس پر دوسرے ادریسے درج کے پردے واجب ہونے کا حکم ہے۔

جب شارع نے جو ان اور ادریسے عمدتوں کے بارے میں یہ حکم دیا کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود ہے۔ تو اب کسی کو اپنی راستے سے یہ کہنے کا اختیار نہیں کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمَنْ هُنَا مِنْكُمْ مِنْ اِذَا قَضَىٰ اللّٰهُ وَاَرْسَلْنَا مِنْكُمْ اَنْ يَكُوْنُ لَكُمْ الْخِيَرَةُ مِمَّنْ اَمْسَرْتُمْ لَكُمْ (سورۃ احزاب)

یعنی کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں تو ان کو اس کام میں کوئی اختیار باقی ہے۔ یعنی اختیار باقی نہ رہے گا بلکہ اس پر عمل کرنا ہی واجب ہوتا ہے۔

یہ تفاوتِ درجوں میں احتمالِ فتنہ کے شرط ہونے اور شرط نہ ہونے کے اعتبار سے تھا۔ کہ پہلے درج کے واجب ہونے میں احتمالِ فتنہ شرط ہے۔

ایک تفاوتِ درجوں میں اور ہے جس کے سمجھنے کے لئے اذیل اس بات کا بیان فرمادی ہے کہ مرد کے ان تینوں درجوں میں یہ بات مشترک ہے کہ مزدورت کے مواقع ان سے مستثنیٰ ہیں

جس کی دلیل صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے :

عن عائشة قالت خرجت
مسودة بعد ما ضرب
الحجاب لحاجتها التي قولها
فقلت يا رسول الله اني
خرجت لبعض حاجتي
فقال لي مسركذا وكذا يعني
اما والله سات خفين عليّ
يعني عائشة صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی
ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد مسودہ
رضی اللہ عنہا قصہ حاجت کے لئے نکلیں دھیر
کچھ قصہ اس کا بیان کر کے فرمایا کہ مسودہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی ایک حاجت
کے لئے باہر نکلی تھی تو مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے
ایسا ایسا کہا یعنی یوں کہا کہ اے مسودہ خدا کی قسم تم ہم
سے چھپ نہیں سکتیں۔

مطلب یہ تھا کہ تم کو باہر نہ نکلنا چاہیے کیونکہ تم چادر برقع پہن کر بھی کسی سے چھپ نہیں
سکتیں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وحی نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے عزت کے واسطے نکلنے کی اجازت تم کو دے دی ہے۔

مگر ان تینوں درجوں میں اس اعتبار سے تفاوت ہے کہ کون سی عزت کس درجہ میں
مؤثر ہے اور کس درجہ میں مؤثر نہیں۔ چنانچہ پہلا درجہ جو کہ جوان، ادھر اور بوڑھی سب عورتوں پر
واجب ہے اس سے بہت سخت مجبوری کی مستثنیٰ ہے۔ جیسے علاج معالجہ کی عزت یعنی
بذریعہ سخت عزت کے اجنبی کے سامنے بدن کا کھولنا نہ جوان اور ادھر کو جائز ہے نہ
بوڑھی عورتوں کو اور دوسرے درجے سے جو کہ صرف عطا اللہ علیہ عورتوں پر واجب ہے بڑھئیوں
پر واجب نہیں۔ سخت مجبوری کی صورت مستثنیٰ ہے۔ گو بہت سخت مجبوری نہ ہو۔ یعنی اجنبی
سرد کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا بوڑھی عورتوں کو تو جانتے ہو گا گو چھپانا ان کو بھی مستحب ہے
اور جوان اور ادھر عورتوں کو بدوں سخت مجبوری کے اجنبی کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کھولنا حرام
ہو گا۔ چنانچہ درمختار میں ہے : **دُشْنَمُ الشَّامَةِ دُجُوبًا عَنْ كَشْفِ النُّجُوبَةِ بَيْنَ**
الرِّجَالِ لَا لَاتِ عَوْرَةٍ بَلَى لِبُحُونِ الْفِشْنَةِ یعنی اور جوانی عورت کو مردوں کے سامنے

چہرہ کھولنے سے وجہ کے درجہ میں منع کیا جائے گا۔ نہ اس وجہ سے کہ چہرہ بالذات ستر میں داخل ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ جوان عورت کے چہرہ کھولنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے تو ستر لازم تھا۔ سخت مجبوری کی حالت میں چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا جائز ہو گا۔ بشرطیکہ کوئی دوسرا مانع نہ پایا جائے۔ جیسے اجنبی مرد کا اس کو چھونا یا اجنبی مرد کو گھورنا یا اجنبی مرد کے ساتھ بیٹھنا ملنا کہ ان سب کی حرمت شریعت سے ثابت ہے اور اس سخت مجبوری کی صورت میں اگر کوئی مرد اس کو گھورنے لگے تو اس سے عورت کو گناہ نہ ہو گا۔

حدیث میں جو آیا ہے لَعْنُ اللَّهِ النَّافِلَ وَالْمَنْظُورَ الْمَيْمِ (مشکوٰۃ شریف) یعنی فتنہ لانا نے دیکھنے والے پر بھی لعنت کی ہے اور اس پر بھی جو دیکھا جائے: "توبہ لعنت عورت پر اسی صورت میں ہے جب کہ اس نے بدوں سخت مجبوری کے اپنا چہرہ وجہ کھولا ہو۔ ورنہ اگر سخت مجبوری سے اس نے کھولا اور پھر کسی مرد نے اس کو گھورا تو اس عورت کو گھورنے سے گناہ نہ ہو گا۔ اور تیسرے درجہ میں مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے گو سخت مجبوری کی صورت نہ ہو۔ مگر مجبوری کا درجہ موجود ہو۔

اس مجبوری کے معنی یہ ہیں کہ اگر گھر سے یا پردہ سے نہ نکلیں تو کوئی غیر معمولی نقصان یا حرج لاحق ہو جائے۔ ایسی ضرورت میں تمام بدن چھپا کر برقع کے ساتھ گھر سے نکلن جو ان اور اوجیر عورتوں کے لئے جائز ہو گا اور بدول ایسی مجبوری کے برقع کے ساتھ تمام بدن چھپا کر بھی ان کو نکلنا جائز نہ ہو گا۔

اس دوسرے اور تیسرے درجے کے پردہ میں مجبوری اور سخت مجبوری کے وقت جو آسانی کی گئی ہے۔ اس میں چونکہ فتنہ کا بھی احتمال ہے۔ گو ضرورت پر نظر کے آسانی کر دی گئی اور تنگی منہ کی گئی مگر اس احتمال کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ خاص خاص احکام سے اس کا انسداد بھی کر دیا گیا۔ مثلاً عورتوں کو عطر و خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے إِنَّ الْمَرْءَ إِذَا شَعَطَ رَأْسَهُ شَتَّ بِالْمَخْلِسِ فَهِيَ كَأَذْكَا أَيْ عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گزرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔ (ترمذی والبوداد)

البوداد وہ ہیں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلَیْسَ بِلَیْظَرٍ مَجْنُونٍ

ہرگز نہ سنی جاتے گی۔

عزمِ حالات کے بدلنے یا رستے کے بدلنے سے جو احکام بدل جاتے ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ احکام شرعیہ زمانہ اور وقت کے تابع ہیں جیسا کہ بعض نادانوں کا خیال ہے بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ شارع نے خاص قید کے ساتھ حکم کو بیان کیا تھا کہ اگر یہ قید پائے گئے تو یہ حکم ہے نہ پائی جائے تو دوسرا حکم ہے۔ اب حالات یا رستے کے اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ اس قید کے وجود یا عدم میں اختلاف ہے۔ جس سے قید کو موجود پایا، ایک حکم کر دیا جب اس قید کو موجود نہ پایا دوسرا حکم کر دیا اور یہ دونوں حکم دراصل شارع ہی کے ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کے لئے مساجد اور عید گاہ میں جانے کی اجازت کا اور صحابہ کے زمانہ میں اس سے ممانعت جو جملے کا اہل اسی قاعدہ پر ہے۔ جس کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

لَوَ اَذْنَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخَذْتُ نَيْتَ الْيَسَارِ لَمْ أَذْهَبَنَّ كَمَا نَفَعْتُ لَيْسَ آتِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت کا مشاہدہ فرمائیے۔ جو عورتوں نے آپ کے بعد اختیار کی ہے تو یقیناً آپ ان کو مساجد و عید گاہ میں جملے سے روک دیتے جیسا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اخیر وقت میں عورتوں کے لئے اسی کو پسند فرمایا اور اسی کی ترغیب دی ہے کہ وہ نماز کے لئے مسجدوں میں نہ جایا کریں چنانچہ ارشاد ہے:

لَقَوْلُهُ الْمَرْأَةُ بَيْنَهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَواتِهَا حَجَرٌ تِهَادٌ صَلَواتِهَا خَيْرٌ مِنْ خَلْدٍ عَمَّا أَفْضَلُ مِنْ صَلَواتِهَا فِي مِيقَاتِهَا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوَّلِ

یعنی عورت کا گھر کے اندر نماز پڑھنا صحت میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور کوثر میں نماز پڑھنا گھر کے اندر پڑھنے سے افضل ہے۔

مگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ترغیب پر اکتفا فرمایا۔ سختی کے ساتھ عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے نہیں روکا۔ کیونکہ اس وقت عورتوں کو باہر نکلنے کی ضرورتیں زیادہ تھیں اور عام طبائع میں شہی کا قلب اور سزا کا خوف ایسا تھا جس کی وجہ سے فتنہ و فساد کا احتمال کمزور تھا اور بعد میں عام طور پر حالت بدل گئی۔ جس میں عورتوں کی حالت بدلنے کو بھی ممانعت داخل تھا اور اسی قاعدے پر فقہائے متاخرین کا یہ فتویٰ مبنی ہے۔ جس میں انہوں نے بعض محرموں کو نا محرموں کی مثل تعمیر کیا ہے **وَلَا يَكُونُ الْخَلْوَةُ بِالْمَرْءِ فَتْرَةَ الشَّابَّةِ** **لِعِتْسَادِ الرِّمَاتِ** یعنی اور جوان سانس کے پاس تنہائی میں جمعیتا مکروہ ہے کیونکہ زمانہ فساد کا ہے اور اس احتیاط کی اجازت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔ **لَا تَحْتَجِجِي مَنَاسِكَ يَأْسُوْنَ** یعنی حضور نے سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے باپ کے باندی زادہ سے پردہ کا حکم دیا۔ جس میں بطور احتیاط کے شرعی محرم سے پردہ کا حکم ہے کیونکہ وہ باندی زادہ شرعاً سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی تھا۔

غرض فقہاء کا فتویٰ نفس کا مقابلہ اور حکم شرعی کی مخالفت نہیں بلکہ حکم کی علت پر نظر کر کے اس فتویٰ میں نص ہی کا اتباع کیا گیا ہے اور اسی کی نظیر فقہاء کا یہ قاعدہ ہے کہ علت کے ختم ہو جانے سے حکم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جس کا اعتبار **ثَوَقَةُ الْقُلُوبِ** کے بارے میں کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض مالدار نو مسلموں کو باوجود مالدار ہونے کے محض دلجوئی کی غرض سے زکوٰۃ وغیرہ میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔ حضور کے بعد یہ حکم باقی نہیں رہا کیونکہ اب ان مالداروں کی ولاری اور دلجوئی کی ضرورت باقی نہیں رہی جبکہ ان کے دل میں اسلام مضبوط ہو گیا۔

غرض اسی قاعدے پر امام صاحب اور صاحبین کا یہ اختلاف مبنی ہے کہ امام صاحب نے بڑھی عورتوں کے لئے صرف صبح اور مغرب و عشاء کے وقت مسجد میں آنے کی اجازت دی ہے اور صاحبین نے پانچوں وقت آنے کی اجازت دی ہے اور ہر ایک قول کی جہاں علت بیان کی گئی ہے اور جوان یا ادھر عورتوں کے لئے بالاتفاق سب اوقات میں ممانعت ہے (دہلیہ)۔

پانچم

پردے کے متفرق احکام

اسلام سے پیشتر پردے کی حالت ایام جاہلیت میں ملک عرب میں پردے کا یا مکمل ہی رواج نہ تھا۔ شرفاً کی ہوسٹیاں لباس پاکیزہ اور زیورِ فاخرہ پہن کر کھلا بازاروں میں پھر ا کرتی تھیں۔ کسی طرح کی سیاہی نہ تھی۔ چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائے نبوت میں بھی یہی حالت تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ اللَّهُ لَعَنَ
رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عَلَى بَابِ حَجْرَةٍ
وَالْحَبَشَةُ يُلْعَبُونَ بِالْحَرَابِ
فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ
لَا يَتَوَضَّأُ إِلَى الْعَصِيمِ بَيْنَ أَذْنَيْهِ
وَالْحَبَشَةُ يَتَوَضَّأُونَ مِمَّنْ فِي
حَتَّى أَكُونَ أَنَا النَّبِيُّ أَنْتَ
فَأَقْدَرُ أَقْدَرُ الْجَارِيَةِ
الْحَبَشَةُ يَتَوَضَّأُونَ مِمَّنْ فِي
عَلَى النَّبِيِّ - (متفق عليه)

صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہونے دیکھا اور حبشی برہمنوں کے ساتھ بکیتے تھے اس لئے کہ ان کا کھینا برہمنوں سے سامانِ عبادت سے تھا اور وہ تیر اندازی کی طرح عبادت ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کے ساتھ میرا پردہ کر رہے تھے تاکہ میں حضرت کے کندھوں اور کانوں کے درمیان سے ان کے کھل کی طرف دیکھوں پھر حضرت میری خاطر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود پھری اور بس نہ کیا آپ نہ پھرے۔ پس اندازہ کرو۔ نہایت سے

مقدار کھڑے رہنے لڑکی کے کہ سفیر حسن حرم کھانے والی کھیل پر ہو یعنی خیال کرو کہ لڑکیاں غور و سال
کس قدر حرم ہوتی ہیں کھیل کے دیکھنے پر اس قدر میں کھڑی رہی اور حضرت بھی میری خاطر کھڑے رہے
اس واقعہ سے دنیا پرست

مخالفین پر وہ کے ایک زبردست اعتراض کا جواب ملاؤں نے اپنے دعوے
کی تائید میں جناب مدلیقہ پر بھی (اجانب) نام حرم کے دیکھنے کی تہمت لگائی ہے۔ حالانکہ حدیث
کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ آپ ان کے بدن کو نہیں دیکھتی تھیں بلکہ ان کی تلواروں کے کرب
یا ہاتھوں کو دیکھتی تھیں چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں امام قسطلانی اس کی شرح میں
فرماتے ہیں:-

وَالْأَبْصَاحُ لَا إِلَى ذَوَاتِ عَمَدٍ
نَظَرَ إِلَّا جَنَسِيَّةً أَوْ لَاحِظِيَةً
یعنی ان کے آلات (تلوار وغیرہ) کی طرف دیکھتی تھی
ان کے جسم کی طرف نہیں اس لئے کہ عورت اجنبیہ کو
غیر حجاب تیز۔

جو لوگ کرب دکھاتے ہیں یا پھر یہی لگتے ہیں کہ لڑکی کا کھیل کھیلنے میں ان کی نظریں تلواروں
اور اطراف بدن پر ہوتی ہیں۔ اور دیکھنے والوں کی نظریں ان کی حرکات و آلات کی طرف۔ بلکہ اس
وقت تو ان کا دیکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ وہ نہایت سرعت کے ساتھ حرکت کرتے ہیں
اگر یہ کہا جائے کہ ائمہ المؤمنین نہ وہ لعن میں کیوں معروف تھیں اس کا جواب امام قسطلانی نے
یہ دے دیا کہ وہ کھیل ایسا نہ تھا کہ جس میں اضاعت وقت کے سوا کچھ فائدہ نہ ہو بلکہ وہ جہاد
میں کام آنے والے کرب تھے۔ اور آپ کو اس غرض سے دکھانے گئے کہ آپ ان تلواروں
کے ہاتھوں کو مضبوط کر لیں اور پھر مستورات کو سکھاتیں۔ چنانچہ امام قسطلانی فرماتے ہیں:-

فَعَلَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
مَرَّتَيْنِ فَاشْطَرَّ إِلَى الْغَيْبِ جَسَدُ
شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
عائشہ مدلیقہ دیکھنے کی اجازت دیدی تاکہ
وہ انکے کھیل کو دیکھ کر اسے اچھی طرح یاد رکھ
لیں اور اس طریقہ کی نقل کریں اور سیکھیں۔
بَعْدُ:-

فَهِبْ حَوَازِلَ اللَّجَبِ بِالسَّلَاحِ
لِلْمَشْرِقِ دُفِيبَ غَلِيٍّ الْحَوْبِ وَ
النَّشِيْبِ عَلَيَّهِ وَحَوَازِلَ نَظِيرِ
النِّسَاءِ إِلَى فِعْلِ الْأَجَانِبِ ذِ
وَأَمَّا النَّظَرُ حَتَّى إِلَى دَحْبِهِ
الْجَنِيَّتِ حَتَّى إِنْ كَانَ يَشْفُو ذِ
فَحَرَامٌ الْإِنْفَاقُ إِنْ كَانَ
لِغَيْرِهَا فَإِنَّهُمْ التَّحْرِيرُ
وَقِيلَ كَانَ مَعْدًا قَبْلَ
مَزُولِ قَلْبِ السُّؤْمِيَّةِ
يَغْنُصُضْنَ مِنْ أَنْصَارِهِنَّ

اس میں اسلحہ کیساتھ لڑائی کرنے کی تربیت
دینے اور اس پر خبرات دلانے کا جانا ہے
اور اجنبیوں کے کام کی طرف عورتوں کے
دیکھنے کا بھی حرام ہے لیکن اجنبی کے چہرے
کی طرف دیکھنا اگر شہوت کیساتھ ہو تو
بالافتاق حرام ہے اور اگر شہوت کے بغیر ہو
تو پھر بھی صحیح یہی ہے کہ حرام ہے۔ اور بعض
نے کہا ہے کہ یہ واقعات قبل نزول مناسخ
دئے نبی مومن عورتوں سے فرما دو کہ وہ اپنی
نگاہیں نیچی رکھا کریں (۱) کے نزول سے
پہلے کا ہے۔

یعنی اس واقعہ سے چند فوائد حاصل ہوئے ایک تو تلوار وغیرہ آلات حرب سے کیلئے
کا حوزہ تاکہ شوق و رغبت علی الجہاد پیدا ہو۔

ثانیاً عورتوں کو اجانب کے افعال کی طرف دیکھنا جائز ہوا۔ لیکن عورتوں کو اجنبی مردوں
کے چہرہ کی طرف بشوت دیکھنا تو بالاتفاق حرام ہے اور بلاشوت بھی بنا بر قول اصح حرام ہے۔
مظاہر حق میں ہے کہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ قبل نزول حجاب کا ہے
اس قول کی بنا پر تو مخالفین پر وہ کامستدلال بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ اگر امام قسطلانی کے قول
کو اختیار کیا جائے کہ یہ واقعہ بعد نزول حجاب کا ہے۔ تب بھی مخالف کو اصلاً مفید نہیں۔
جبکہ اس میں اجانب کی طرف نظر کرنے کا قطعی انکار اور ان کے آلات کی طرف دیکھنے کا اقرار ہے
بخاری شریف میں عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے :

كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ
أَسْرَأَ كَأَنَّ خَشَعَةً فَعَجَلَ

یعنی فضل بن عباس حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت سواری پر
سوار تھے۔ ایک عورت قبیلہ غنم کی حاضر

الْفَعْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ
 إِلَيْهِ وَجَعَلَ الْقَبِي مَسِيَّ الْإِ
 عْلِيَّ وَصَلَتْ إِلَيْهِمْ وَجَعَلَ
 الْفَعْلُ إِلَى الشَّقِ الْخَيْرِ

آئی۔ حضرت فضل اس کی طرف دیکھتے
 تھے۔ اور وہ ان کی طرف تو حضور نے فضل
 کے چہرہ کو دوسری طرف پھیر دیا۔

 پس اگر اہانب مرد و زن کو چہرہ دیکھنا ممنوع نہ ہوتا تو حضور کیوں فضل کا چہرہ پھیرتے
 اور دوسری طرف کرتے۔

اسلام میں پردہ کی ابتدا

پردہ کا سب سے پہلا حکم ۵ ہجری میں نازل ہوا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا سے عقد کیا اور ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ مومنین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں۔ اور کوئی ضروری بات کہی ہو تو پس پردہ کیوں جس کی تعمیل میں اسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواج مطہرات کے دروازوں پر پردے ڈلوادیتے جو اس سے پہلے نہ تھے اور غیر محرم کو اندر جانے سے منع کر دیا گیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور نے طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چچا زاد تھا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے سے روکا تھا جس پر وہ ناراض ہو گیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے آپ کی ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم ہوا چھ

کہ سورۃ احزاب رکوع ۱۱ میں ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ	اے پیغمبر کہہ دیجئے اپنی بیویوں سے اور صابرانہ
وَلِلنَّبَاتِ وَالنِّسَاءِ الْمُؤْمِنَاتِ	سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے
يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ	کہ نیچے لٹکایا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی
جَلَابِيدٍ مِنْ ذَٰلِكَ اذْنًا اَنْ	اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہو
يُعْصِرْنَ خَلَايِدَهُنَّ ذِيْنَ ط	جایا کرے گی تو آزاد نہ دی جایا کریں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں شہر کے اندر پاخانہ، غائبانہ

شان نزول

ہونے کے باعث شریف زادوں کو بھی قصائے محبت کے لئے سڑے شہر سے باہر جانا پڑتا تھا۔ بدکردار لوگ وغنہ سے عوام کیا خواص عورتوں کو بھی آتے جاتے۔ دیکر کہ ان سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔ جب ان سے دریافت کیا جاتا کہ تم کیوں شرفاء زادوں سے ہنسی کرتے ہو تو وہ کہتے کہ ہم ان کو لڑکیاں سمجھتے ہیں ورنہ ہماری مجال نہیں۔

ایک دفعہ سووہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قضائے حاجت کے لئے بسنی سے باہر جانے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چونکہ سووہ رضی اللہ عنہا سجم کی بیماری جو کہ تمیں فوراً پہچانی گئیں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسے سووہ رضی اللہ عنہا تم فوراً پہچانی جاتی ہو۔ فوراً سمجھ کر گھر سے آیا کرو۔ پس جب وہ باہر سے گھر تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام قصہ عرض کیا۔ اسی وقت وحی نازل ہوئی۔ اہل یہ کہتے ہیں کہ:

”اسے پیغمبر کہہ دیجئے اپنی بیبیوں سے اور صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ تم لوگ پہچان لیں کہ شریف زادی ہے لڑکی باندی نہیں بلکہ پہچان لیں کہ نیک بخت ہے بدکار نہیں تو پھر نہ کوئی من سے الجھے گا۔ نہ ان کو کوئی پھیرے گا۔“

مطلب یہ کہ عزت کے باعث فقنائے حاجت کے لئے شہر سے باہر جانا تو جائز ہے لیکن گونگٹ نکال لیا کرو تاکہ لوگ پہچان لیں کہ شریف زادی ہے لڑکی باندی نہیں بلکہ پہچان لیں کہ نیک بخت ہے بدکار نہیں تو پھر نہ کوئی من سے الجھے گا۔ نہ ان کو کوئی پھیرے گا۔

اس آیت شریف میں تعلیم ہے گھر سے باہر نکلنے کے ضابطہ کی جو کسی ضرورت سے واقع ہو۔ کہ اس وقت بھی بے پردہ نہ ہو بلکہ اپنی چادر کا پلہ اپنے چہرے پر لٹکائیں تاکہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے۔ لہذا اب اس میں کلام نہیں ہے کہ چہرہ کا چھپانا ایک واجب شرعی ہے۔ نص قطعی ولالت قطعی۔

اہل المؤمنین کو گھر میں پردے سے رہنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اہل المؤمنین کو نص کر دی چنانچہ سورہ احزاب میں ارشاد فرماتا ہے:

وَقَسْرْنَ فِيْ بُسُوْمٍ مَّحْجُوْنَ وَلَا تَبْرُجْنَ
مَشْرِجُ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُولٰٓئِیْ

یعنی اور قرار رکھو اپنے گھروں میں اور اظہار نہ کرو
نہ پھر در پیلے زمانہ جہالت کی طرح۔

(سورہ احزاب رکوع ۵)

جیسے کفر کی حالت اور اگلے زمانہ کی جاہلیت میں دستور تھا کہ عورتیں بے پردہ بناؤ سنگار دکھاتی پھر کرتی تھیں۔ ایسا نہ کہ وہ بلکہ پردہ میں بیٹھ کر گھروں میں قرار پکڑو۔

اس آیت میں گو خطاب ازدواج مہلرات کو ہے لیکن سیاق و سباق میں اس کے متصل لگے اصرار پچھلے کئی حکم عام ہیں مثلاً اَفْلَا تَعْلَمُونَ بِالْقَوْلِ یعنی وہ کہ بات نہ کہا کرو وَقُلْنَ حَتَّى تَسْمَعُوْا یعنی اور کہا کرو معقول بات وَاَقِمْنَ الصَّلَاةَ یعنی اور قائم رکھو نماز وَاَتَيْنَ النُّكْحَ یعنی اور دیتی رہو نکاح وَاَطِيعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ طاعین اور فرمانبردار ہو اللہ اور اس کے رسول کی۔

پس اس صورت میں اس کو بہن بھائی کو جوہ خاص کہنا نہ صرف مستبعد بلکہ بعید از عقل ہے کیونکہ خود آیت ہی میں غور کرنے سے خصوصیت کا احتمال نہیں رہتا۔

جائے غور ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازدواج مہلرات کو جو مومن کی بائیں ہیں گھروں میں رہنے کا حکم ہوا ہے تو بھلا عام عورتوں کو تو درجہ اولیٰ حکم ہوگا۔ کیونکہ ان میں فتنہ عظیمہ کا احتمال ہے۔

عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے اور سڑکوں کے درمیان چلنے کی ممانعت

عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنا نہیں چاہیے اور نہ ہی سڑکوں کے بیچ میں چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

عَنْ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِلنِّسَاءِ نَعِيْبٌ فِي الْخُرُوجِ إِلَّا مَضْفَرَةٌ إِلَى قَوْلِهِمْ وَلَيْسَ لِهِنَّ نَعِيْبٌ فِي الطُّرُقِ إِلَّا الْحَوَائِثُ (رواه الطبرانی فی الکبیر)

یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں کچھ حصہ نہیں مگر یہ کہ مجبور و مضطر ہوں (اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ عورتوں کیلئے راستوں میں چلنے کا کوئی قی نہیں سوائے کناروں کے (اس کو طبرانی کے کبیر میں روایت کیا ہے)۔

بغیر اجازت خاوند کے کسی کو گھر میں آنے کی ممانعت
ہر ایک دین دار عورت کو
ضروری ہے کہ وہ کسی آدمی

کو اپنے گھر میں آنے نہ دے۔ ہاں اگر خداوند سے ابھرت لے لے تو پھر مضائقہ نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے :

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحُولُ الزَّوْجُ قَوْلُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا خَيْرَ أَنْ تَأْذِنَ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِمْ وَلَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِمْ وَلَا تَطْلُبُ مِنْهُ أَحَدًا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السَّنَنِ

یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اقرار قیامت کے دہی پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے کسی کو آنے دے نیز عورت کو شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے باہر نکلنا بھی جائز نہیں اور اس بارے میں کسی کی اطاعت بھی جائز نہیں۔

ایکلی عورت کے گھر میں جانے کی ممانعت اگر کوئی عورت اپنے گھر میں ایسی بنتی ہو یا اس کا خداوند کہیں گیا ہو اس کو اس کے گھر میں جانا منع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے :

عَنْ جَابِرِ بْنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجْرِي الْمَغِيلَةُ بَيْنَ الشَّيْطَانِ وَتَجْرِي مِنْ أَحَدٍ كَقَرْعِ تَجْرِي الدَّمَ قُلْنَا وَمِنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قَدْ جَرَّحَ ذَلِكَ اللَّهُ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَاكْسَمُ (رواه الترمذی)

یعنی ترمذی شریف میں جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر داخل نہ ہو جن کے خافغاب ہیں اس لئے کہ شیطان تمہاری رگ رگ میں پھرتا ہے۔ ہم نے کہا اور آپ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اور میں بھی لیکن اللہ نے میری مدد کی ہے شیطان پر بس میں سلامت رہتا ہوں۔

(لفظ أشلغ صیغہ ماضی کے ساتھ بھی بعض روایات میں آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ شیطان مسلمان ہو گیا ہے)

غیر محرم مرد و عورت کا تحلیہ میں بیٹھا منع ہے ایک ہی کمرے میں غیر محرم مرد اور عورت کا تنہا بیٹھا منع ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِيِّ مَسْنُونًا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوتُ
رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ لِبَيْنَهُمَا
الشَّيْطَانُ (رواه الترمذی)

یعنی ترمذی شریف میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہا جگہ میں بیٹھے گا تو شیطان ان کا شیطاں مزدور ہوگا۔

یعنی شیطان ان دونوں کے ساتھ مزدور ہوتا ہے۔ ان کی شہوت کو جوش میں لانا ہے یہاں تک کہ وہ دونوں کو زنا میں ڈالتا ہے۔

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نامحرم مرد و عورت کا تنہا جگہ بیٹھا حرام ہے اور اگر پردہ نہ ہو تو عادت اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ہرگز اس میں احتیاط نہ کی جاسکتی گی۔ بالخصوص آج کل کے بے باک اور آزاد طبائیس سے یہ امر یقینی ہے کہ اگر کوئی پردہ کی ذلیہ ہوگی اس تنہائی کی۔ اور یہ تنہائی حرام تو اس کا ذلیہ یعنی بے پردگی بھی حرام پس پردہ مرد و عورت واجب۔

کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے پاس تحلیہ میں بیٹھے اور وہاں تیسرا شخص نہ ہو تو اس عورت کا مہر اس مرد پر پڑ جاتا ہے خواہ انہوں نے آپس میں سوائے گفتگو کے اور کوئی ناجائز کام نہ کیا ہو۔ مگر ان کی یہ غلط مصیبت زنا کے حکم میں ہوگی۔ پس جو لوگ اپنی چچا زاد بہن یا بیوہ چچی یا مامی یا ماموں زاد بہن وغیرہ کے ساتھ غلطی میں بیٹھتے ہیں۔ وہ بھی اسی حکم میں ہیں۔ مگر اس زمانہ میں اس کا رد لاج عام ہے اس کو کوئی معیوب نہیں سمجھتا۔

سائل اور مسئول کو پردہ کرنے کا حکم اگر کسی مرد کو کسی غیر محرم سے یا کسی عورت کو کسی غیر محرم مرد سے کچھ مانگا ہو تو اس حالت میں بھی پردے کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ امات المؤمنین کے ذکر میں سورہ احزاب دیکھئے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدًا مِمَّا فُتِنَ بِهِ فَلْيُخْرِجْهُ مِنْهَا وَلَا يَلْبِسْ عَلَيْهِ غَمَامًا (یعنی اور جب تم پیغمبر کی بیویوں سے کوئی

فَسَلُّوْهُنَّ مِیْنَ ذَا اَیَّ جَبَابٍ چیز مانگنے کو تو اس پر دے اس کے پیچھے سے مانگو اس
 ذَا اَیَّ اَظْهَرَ مِیْلًا لِّکُمْ وَ اَظْهَرَ حِلًّا میں زیادہ پاکی پر تمہارے دلوں کی بھی اور ان کے دلوں
 کی بھی۔

.....

اس آیت سے مراد ثابت ہوتا ہے کہ حجاب جس کی حقیقت متعارف ہے بہت
 مزدی اور اہتمام کے قابل ہے۔ باوجودیکہ چیز مانگنا ایک گونہ ضرورت بھی ہے لیکن اس ضرورت
 کے ساتھ بھی بے پردگی کی اہلات نہیں ہوتی۔ بلکہ اس حالت میں بھی میسر امر کے ساتھ جو شرف و
 عقلاً وجوب کو مفید ہوتا ہے حفاظت حجاب کا خطاب کیا گیا۔ تو جہاں یہ ضرورت بھی نہ ہو یا
 اس سے خفیف ضرورت ہو۔ جیسے ہواخوری یا توسیع معلومات دنیا۔ تو وہاں بے حجابی کی اجازت
 کب ہوگی؟

اس کنفرس سے غیر محرم عورتوں کا پردہ کرنا غیر محرم عورتیں پردہ کیا کرتی تھیں چنانچہ
 حدیث شریف میں ہے :

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوْسَيْتُ لِمَنْ اَنَا؟ یعنی ابو داؤد اور نسائی میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 عَنْهَا مَسْتَحْضِرَةً لِّمَنْ اَنَا؟ نقلتے عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت
 اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ مَسْتَحْضِرَةً لِّمَنْ اَنَا؟ کے ہاتھ میں خط تھا اس نے پردے کے پیچھے کر
 وَ سَلَّمَ رَدَّاهُ الْبَوَادِدُ وَالنَّسَاءُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کو لینے
 کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

.....

اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو اپنے
 سامنے نہ آنے دیتے تھے پس جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے پردہ کر آئیں تو پھر
 ان سے بڑھ کر کون سا بزرگ یا پیر اور کون سا شہسوار نیک نظر ہو سکتا ہے۔ جس سے
 بے حجابی جائز ہو سکتی ہے۔

پردے کے سبب مطلقہ عورتوں کو گھر سے باہر جانے کی ممانعت ہے عورتوں کو

سے ان کو سخت پردہ کرنے کا حکم ہے چنانچہ سورہ طلاق میں ارشاد ہوتا ہے :

لَا تَخْرُجُنَّ مِنْ بَيْتِكُمْ
وَلَا تَخْرُجُنَّ إِلَّا أَنْ تَأْذِنَ بَعْضُهُنَّ
مِنْ بَيْتِكُمْ لَمْ يَكُنْ حَدٌّ ذَوَا حُلَّةٍ
وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ
ظَلَمَ نَفْسَهُ

یعنی ان طلاق دی ہوئی عورتوں کو ان کے
رہنے کے گھروں سے صحت نکالو اور نہ وہ
نکلیں مگر یہ کہ کھلی جائے اختیار کریں (تو
اود بات ہے) اور یہ خداوندی ضابطے ہیں اور
جو خدا تعالیٰ کے ضابطوں سے اوجھڑا دھڑکیا اس

نے اپنا ہی نقصان کیا۔

.....

اس آیت میں طلاق والی عورتوں کو گھر میں رہنے اور رکھنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔ اور اس جس کو سزلے طلاق تو کہہ نہیں سکتے۔ کیونکہ اگر کسی صورت میں طلاق نازیبا ہے تو وہ فعل مرد کا ہے۔ عورت کو سزلے جس کیوں دی جائے تو بالضرور کہنا پڑے گا کہ عورت کی وضع فطری کا مقتضا یہی ہے کہ گھر میں رہا کرے اور یہ وضع اور یہ مقتضا قبل طلاق بھی اسی حالت پر تھا۔ لیکن طلاق کا فاس میں دخل ہونا جیسا کہ آیت سے معلوم ہوا وہ نس و جب حجاب میں نہیں۔ بلکہ زیادت حجاب میں ہے اور وجہ اس زیادت کی یہ ہے کہ قبل طلاق چونکہ یہ عورت ایک مرد کے لئے نامزد تھی۔ اس لئے علمائین رسالت کی طبع رکھنے والے کی طبع کسی قدر منقطع تھی اور اب بوجہ آزاد ہو جانے کے علمائین کے قلوب میں زیادہ میلان ہو سکتا ہے اس لئے زیادہ حفاظت کی غرضت ہوئی۔ پس جو مزدور تیس جواز خرچ کرے۔ قبل طلاق کافی تھیں۔ اب ان کے مقابلہ میں موجبات حجاب میں زیادہ شدت ہو گئی اور وہ سابق مزدور تیس جواز کے لئے ناکافی سمجھی جاتی ہیں۔

اس تراویح : اگر کوئی یہ کہے کہ عدت کے گزر جانے کے بعد نکاح کی کیوں اجازت ہے حالانکہ اس وقت اس طبع میں اور قوت ہو جاتی ہے ؟

جواب : اس فرق کے دو سبب ہیں :

اول : یہ کہ اس وقت کی طبع کا تدارک نکاح سے ممکن ہے بخلاف حالت عدت کے کہ دوسرا

نکار ہم حرام ہے

دوم یہ کہ اس وقت کوئی اس کا فیصلہ فقہ نہیں۔ اس لئے ضرورت کے لحاظ میں دوست کی حتیٰ گرفتاری میں طلاق دہندہ کے ذمہ اس کا تقصیر ہے لہذا اس وسعت کی ضرورت عاں بھی گئی اور اس تاکید کی حکم کو اور زیادہ مؤکد دس سے کی گیا کہ اس کو مینہ حدود التہیر فرمایا اور تقدی حدود (حد کو کوڑے پر دھیر سنا)۔

عرض صرف شرعی ضرورت سے جو بہت ہی شدید ہو اجزاء ج کو گوار کیا اور ماسوا ضرورت شدید میں اصل حکم جس فی الہیوت ہی باقی رہا۔

عورت کا سر سے پاؤں تک پردہ کرنا حکم ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْءُ عَوْنَةُ نِفَاذٍ أَخْرَجَتْهَا شِقْرَتُهُمَا الشَّيْطَانُ (رواه العسدي)

یعنی صحیح ترمذی میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت قابلِ سر ہے یعنی سر سے پاؤں تک پوشیدہ رہنے کے قابل ہے جب وہ اپنے پردہ سے نکلتی ہے یعنی جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے مردوں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھانا ہے۔

عرض عورت کو ایسے پردے میں رہنا چاہیے۔ جیسے اصفیائے مخصوصہ کو پردہ میں رکھا جاتا ہے اور جیسے اصفیائے مخصوصہ کا لوگوں کے سامنے کھونا معیوب اور گناہ ہے ایسے ہی عورت کا غیر محرم لوگوں کے سامنے ہونا مذموم اور جرم ہے۔

پردے کے بارے میں صحابہ کا دستور العمل صحابہ کرام پردہ کرنے میں زیادہ الابرار میں مرقوم ہے۔

صَلَّى النَّبِيُّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
السلام يستدرون الثعبان و

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ دیواروں کے بھر دوں اور سوراخوں کو بند

الْكُفَىٰ فِي الْوَيْطَانِ لِشَلِّ تَطْلِيمِ
الْبَسَامَةِ عَلَى الْبَرِّ جَالِ -
کر دیا کرتے تھے۔ تاکہ عورتیں مردوں
کو نہ بھانگیں۔

بوڑھی عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي
لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ
جُنَاحٌ اَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ
غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ذَٰلِكَ
يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ مِّنْ تَعْفُفِ
يَسْمَعْنَ خَيْرٌ مِّنْ تَعْفُفِ
یعنی اہ جو عورتیں ایسی ہار گئی ہیں کہ ان کو نکاح
بلطف کا احتمال بھی نہیں رہا یعنی جو بوڑھی ہیں
اور نکاح کی توقع نہیں رکھتیں ایسوں کو اس
بات میں کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے خاص خاص
کپڑے اتار کر رکھیں بشرطیکہ زینت کے مواقع
ظاہر نہ کریں اور اس سے بھی بچیں تو اور بھی بہتر ہے

.....

الضخ خاص کپڑوں سے مراد زائد کپڑے ہیں۔ جن سے منہ اور ہاتھ وغیرہ چھپایا جاتا
ہے کیونکہ بجز وجه (چہرہ) اور کفین (ہتھیلیاں) کے باقی بدن کا چھپانا تو جو ان بوڑھی سب
ہی کو اسلئے فرض ہے۔ چنانچہ اسی آیت میں بھی یہ شرط لگا دی ہے غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ
بِزِينَةٍ ط اور زینت میں سارے بدن داخل ہے باستثنائے مزوری (الآلَمَ ظَهَرَ مَشْهُوًا
کے جس کی تفسیر وجه اور کفین ہے جیسا کہ سابقہ آیت میں مذکور ہے۔ پس وہ آیت اس
آیت کی تفسیر ہو جائے گی۔ زائد کپڑوں سے یقیناً وجه اور کفین کے چھپانے والے کپڑے
مراد ہوں گے۔

پھر اس میں تخصیص کی گئی بہت بوڑھی عورتوں کی جس سے صاف معلوم ہوا کہ جو
عورت ایسی نہ ہو۔ بلکہ نکاح کے قابل ہو یعنی جوان ہو یا میانہ عمر ہو تو کسی کے سامنے ان
زائد کپڑوں کے اتارنے کی اس کو بلا ضرورت اجازت نہیں تو وجہ اور کفین کا واجب الشر
ہونا بدالالت واضح اس سے مفہوم ہوا۔ البتہ چونکہ ان کا وجوب ستر لغیرم ہے۔ اور وہ
غیر فشاء قواعد میں مروج ہے۔ لہذا ان کو انکشاف کی اجازت ہو گئی۔ لیکن اجازت ہی
کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ اس سے بھی بچیں تو اور بہتر ہے۔ جن سے متیقن ہو گیا کہ یہ

پس جب پڑھیں تنگ کے لئے یہ حکم ہے تو جملہ نوجوان عورتوں کو کہاں اجازت ہوگی کہ وہ دور دور کے رشتہ داروں کے ساتھ بے دھرمکہ آیا جایا کریں۔

پرودہ کے متعلق فقہی مسائل

جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کے منہ کو دیکھنا جائز ہے۔ اگرچہ شہوت کا خوف ہو مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منوع ہے ایک روایت میں بشرط اذن جب تر لکھا ہے (تنبیہ)۔

طیب اور خاتمی کو جائز ہے کہ بیہ ہنوتہ و مرعیہ کی اذام تنہائی پر نظر کرے جب کہ کوئی ننگ طیبہ اور خاتمہ نہ ملے جو اور مرض کی زیادتی کا خوف ہو۔ اس صورت میں طیب کو لازم ہے کہ کسی تقدیر آنکھ بند کر کے علاج کرے اور مرعیہ کو بھی چاہیے کہ سولے مرض کے مقام کے تمام بدن کو چھپائے اس کے (لَا تَمَسَّیْنِیْ بِاَلْعَصْرِ وَذَوِّیْ سَفَدٌ بِعَدْرِ حَہ) یعنی جو چیر ضرورت کے واسطے جائز ہوئی وہ ضرورت کے موافق عورتی جاتی ہے (مراجم)

تفسیر کبیر میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی اجنبیہ عورت پانی میں ڈوبتی ہوئی یا آگ میں جلتی ہوئی نظر پڑے تو اس کے ٹکٹے کے واسطے اس کو دیکھنا اور چھوتا جائز ہے۔

غزیر کے وقت زن حُرّہ کبیر کا حکم رکھتی ہے جیسا کہ مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت نوہ کرنے والی کو حد سے مارا یہاں تک کہ اس کے سر سے برق گر پڑا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اسے امیر المؤمنین یہ عورت بے ستر ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ شریعت میں اس کی حرمت ساقط ہو گئی۔ اب یہ باندیوں کی مانند ہے (آداب القاضی وغیرہ)

غیر محرم عورتوں کے دیکھنے کی ممانعت

اجنبیہ مردوں کو لازم ہے کہ وہ غیر محرم عورتوں کے من و جمال کو نہ دیکھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ نور کو ۴ میں ارشاد فرماتا ہے:

نَسْلُ قُلُوبِ سَبِيْنٍ يَفْعَلُوْنَ
 اَبْعَادَهُمْ وَيَحْفَظُوْنَ اَوْدِيَّتَهُمْ
 ذٰلِكَ اَدْنٰى اَسْفَمٍ لِّاِنَّ الدَّيْمِيْنَ
 بِمَا يَعْنُوْنَ ۝

اسے میرے حبیب! کہہ دے مسلمان مردوں
 سے کوئی رکھا کریں اپنی نظریں اور حفاظت
 کریں اپنی مشرقی گاہوں کی۔ یہ ان کے لئے
 پاکیزہ تربیت ہے شک اللہ کو خبر ہے جو کہتے ہیں

عزیز غیر محرم عورتوں کی طرف شہوت سے دیکھنا ممنوع ہے چنانچہ حدیث شریف میں مروی
 ہے کہ جو شخص اجنبی عورت کی شکل و ستمانی پر شہوت سے نظر ڈالے گا۔ قیامت کے دن اس
 کی آنکھوں میں سیسہ چھلکا کر ڈالا جائے گا۔

ہاں اگر اتفاق سے بغیر شہوت کے زمینت ظاہر یعنی منہ اور ہاتھ پر نگاہ پڑ جائے تو
 مضائقہ نہیں لیکن دوبارہ نہیں دیکھنا چاہیے۔

غیر محرم عورتوں کے دیکھنے سے مساوی شیطانی کا پیدا ہونا

غیر محرم عورتوں کے دیکھنے سے مساوی شیطانی پیدا ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے :
 عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ
 لَيُفْقِئُ بَنِي مَسُورَةٍ شَيْطَانٍ وَ
 تَذْبِيرِي مَسُورَةٍ شَيْطَانٍ رَرَدَاهُ
 یعنی صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت
 شیطانی کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطانی
 کی صورت میں واپس جاتی ہے۔

عورتوں کو خوشبو مل کر گھر سے باہر جانے کی ممانعت

عورتوں کو خوشبو وغیرہ مل کر گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ بالخصوص غیر محرم مردوں
 کے پاس سے گزرنا اور بھی ممنوع ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے :

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ لَلْبَيْتِ مَسْئِي
 اِنَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْسَعَا
 یعنی نسائی شریف میں ابو موسیٰ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

اِسْرَافُ اِسْتَعْطَرْتُ فَخَسَرْتُ
عَلَيَّ قَسْرِي لِيَجِدَنَّ ذَاوِيهَا نَبِيَهُ
عَلِيهِ وَسَلَّمَ فَنَافَا بِمَعْرُوفٍ مَطْرَلٍ كَرَمٍ رَدَّوْنَ
پاس سے گزرے تاکہ اس کی خوشبو سن سکیں۔ وہ
عورت زنا کار ہے اور ہر آنکھ جو اس کو دیکھے
(رواہ النسائی و ترمذی و الترمذی) زنا کار ہے۔

غیر محرم عورت کی طرف اپنا مک نظر پڑنا

غیر محرم عورت کی طرف اگر کسی کی اپنا مک نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے :-

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ
مَنْ لِيَ عَلَى عَيْنَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
نَظَرِي فَجَاءَ قَدْ فَتَرَحَّى أَن
أَصْرَفَ بَعِيرِي (رواہ مسلم)
یسنی صحیح مسلم بن عیسیٰ جابر بن عبد اللہ
سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا مک نظر پڑ
جانے کے متعلق حکم دریافت کیا تو آپ نے مجھ
کو حکم کیا کہ فوراً نظر کو پھیر لو۔

مطلب یہ کہ جو تنہا گاہاں جا پڑے معذور ہے لیکن پھر نہ دیکھتا رہے بلکہ جلدی سے
نظر پھیر لے اور پھر دوبارہ نہ دیکھے اس لئے کہ پہلی نظر جبکہ قصد اُندہ ہو تو معاف ہے۔ پھر اگر
دیکھتا رہے تو گنہگار ہوتا ہے لہذا واجب ہے کہ فی الفور نظر پھیر لے (ملاحظہ ہو کتاب النکاح باب النظر)
گو یا ارادہ و ناگہان غیر عورت پر نظر پڑ جانا شرعاً معاف ہے مگر اس طرح بے احتیاطی
روا رکھنا کہ غیر عورت پر نظر پڑ جانے کا امکان رہے اگر اس میں قصد و ارادہ کا دخل نہ ہو کمال
تقویٰ کے خلاف ہے اور اعلیٰ و جہر کے متقین و صالحین کے لئے اتنا بھی سخت باعث
ننگ و عار ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ ایک مرتبہ
کسی اجنبی عورت پر بلا قصد نگاہ جا پڑی تو آپ اس سے اس قدر تنگ دل و
پریشان ہوئے کہ زار زار روئے۔

غیر محرم کی طرف دوسری دفعہ نظر ڈالنے کی ممانعت

کسی غیر محرم عورت کی طرف دوسری دفعہ نظر اٹھا کر دیکھنا نہیں چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے :-

عَنْ مَجْدِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُبْجِلِيَا عَمَلِيَّ وَلَا تُشْبِعِي النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ حَتَّى تَلْكَ الْأُولَى. لَيْسَتْ لَكَ إِلَّا خَصْرَةٌ (رواه أحمد والترمذي والبيهقي والدارقطني)

یعنی ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا ہے علی! نہ نظر ڈال پیچھے نظر کر کے (یعنی جب غیر محرم عورت پر ایک بار نظر ناگہاں جا پڑے۔ تو پھر دوبارہ اس کو نہ دیکھ) اس لئے کہ تیرے واسطے

پہلی نظر جائز ہے یعنی جبکہ بغیر قصد کے ہوا اور دوسری نظر مجرب کرنا نہیں ہے۔

غیر محرم عورت کو دیکھ کر نظر کو دوسری طرف کرنا ثواب

اگر کوئی غیر محرم عورت کو دیکھ کر فوراً دوسری طرف نظر کر لے تو اس کو ثواب عظیم ملے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے :-

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَلَغَ نَظْرَهُ إِلَى حَتَّى يَسِيءَ أَمْرًا أَوْ لَمْ يَسْرِقْ يَغْفَرْ بَصَرَهُ إِلَّا أَخَذَتْهُ اللَّهُ بِعِبَادَةٍ يَجِدُ حَذًّا وَنَهًّا. (رواه أحمد)

یعنی احمد نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی مسلمان کہ اس کی نظر ایک عورت کے حسن کی طرف جا پڑے پہلی بار یعنی اول نظر بغیر قصد کے پھر وہ اس سے اپنی نگاہ پھیرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک عبادت پیدا کرے گا کہ اس کا مزہ پائیگا یعنی اپنے دل میں پھر وہ گمراہی کے حکم ملتے کے سبب ہے۔

غیر محرم محبت کو دیکھنے کے شر کا ایک خاص علاج

اگر کسی غیر محرم کو دیکھ کر اس سے محبت آجائے تو اس سے اس عورت کے عشق کا متنہ پیدا ہو جانے کا خوف ہے۔ اس فقرہ کے روک تھام کی تدبیر شریعت نے یہ بتائی ہے کہ فوراً اپنی بیوی سے جا کر مجامعت کرنی چاہیے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى نَفْسِهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَقَبِيلٌ مَجْنُونٌ مُؤْذٍ شَيْطَانٍ وَتَذِيرٌ فِي مَسْؤَرَةِ شَيْطَانٍ إِذَا اخْتَلَسُوا أُعْجِبَتْهُ الشَّرَافَةُ فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِمْ فَلْيُعْمِدُوا إِلَى بَسْمَلَتِهِمْ فَلْيُؤْاِقِعْهَا حَيَاتٍ ذَالِكَ يَسْرُوتُ مَا فِي نَفْسِهِمْ (رواہ مسلم)

یعنی صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے۔ اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے جس وقت تم میں سے کسی کو خوش لگے ایک عورت اور اس کی محبت اس کے دل میں آئے تو چاہیے کہ وہ اپنی عورت کی طرف قصد کرے۔ اور اس سے صحبت کرے تحقیق یہ دھماک کرنا اس چیز کو دور کرے گا جو اس کے دل میں ہے یعنی اس کی خواہش کو

اس حدیث میں محدث کو شیطان کے دوسرے ڈالنے اور گمراہ کرنے کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح شیطان دل میں دوا ڈالتا اور گمراہ کرتا ہے۔ ویسے ہی عورت کا دیکھنا دوسرے اور فساد کا باعث ہے۔ اور اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا جاتا ہے کہ عورت کو یہ لائق ہے کہ گھر سے باہر بغیر ضرورت کے نہ نکلے اور نہ ہی بناؤ سنگار کر کے نکلے اور مرد کو یہ لائق ہے کہ غیر محرم عورت کی طرف نہ دیکھے اور نہ ہی اس کے کپڑوں کی طرف۔ ورنہ دونوں کے مبتلائے فتنہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

عورتوں کو غیر محرم مردوں کے دیکھنے کی ممانعت

عورتوں کو بھی غیر محرم مردوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ نور

کوع چار میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

ایسے۔ میرے حبیب! اسلام اور توں سے
فرادے جو کہ چاہیں لگا کر اور اپنی عورتوں

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

وَلَا يَسْبُدُونَ زِيْفًا فَاصْطَوْا مِنْهُ
أَبْنَاءَ بَنَاتِهِمْ لِيَنْجِبُوا مِنْهُ

سی معلوم ہوتی ہے لیکن سب گناہوں کی اصل اور جڑ یہی ہے۔ جیسے زکام کہ بغا ہر بہت، لہٰذا انگریز بیماری ہے لیکن اس کے بگڑنے سے کئی طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہی حال اس نظر کا ہے کہ اگر یہ بگڑ گئی۔ تو اس سے اور گناہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے اول اسی کو روکا گیا۔

مذکور آیات کا خلاصہ مطلب ان آیات کا شان نزول کتب تفاسیر میں اسی طرح مرقوم ہے کہ عورتیں دوپٹہ اوڑھتے وقت ان کا ایک پلہ دوسری طرف کو پس پشت لٹکا لیا کرتی تھیں جس کو بخل کہتے ہیں۔ اور گریبان بڑے بڑے ہونے کے باعث تمام سینہ کھلا رہتا تھا۔ اس کی مانعت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور حکم ہوا کہ لگے کو لٹکائیں۔ اور دوپٹہ کی بخل گریبانوں پر ماریں تاکہ سینہ بھی چھپ جائے۔ اور اپنے زینروں اور زینت کے مقام کو خراب نہ ہونے دیں۔ البتہ جو عادات چار و ناچار کھلا رہتا ہے جس کے چھپانے میں مہرج ہے۔ یعنی منہ اور ہتھیلیاں اور پانچوں کے پنجے جو عموماً کاروبار میں مجبور اٹھلے رہتے ہیں۔ اجنبی سے چھپانے فرض نہیں کیونکہ تعزیر و فرشتہ اور یمن وین وغیرہ معاملات کے وقت منہ اور کف دست چار و ناچار ظاہر ہو جاتے ہیں۔ البتہ جہاں منقہ نقہ اور ارتکاب حرام کا اندیشہ ہو۔ وہاں ان کا چھپنا بھی ضروری ہے خصوصاً اس نقہ و فساد کے زمانہ میں اجنبی سے ہر عضو کا اور خاص کر چہرہ کا جو تمام حسن و جمال کا مدار اور فریفتگی کا مبادا ہے چھپانا لازمی امر ہے۔ البتہ علاج وغیرہ کی ضرورت سے طبیب کو دکھانا جائز ہے۔

جائے عبرت ہے کہ باوجود پردے کے بعض عورتیں مردوں کو جھانکتی تاکتی ہیں۔ اور مردوں کو بھی ایسے موقعات دے دیتی ہیں کہ وہ ان کو دیکھ لیتے ہیں بغیال کیجئے کہ جو پردہ دار نہیں ہیں۔ ان کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

ناحرم مرد و زن کو ایک دوسرے سے چہنچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن علیؑ کان جنتہ النبی حسنی اللہ
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ حضرت نے سب سے دریافت فرمایا کہ
غلیہ وسلم فقال انی شی خیر للامم

فَتَسَكَّمُوا قَالَ فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ لِعَاقِلَةٍ
أَتَى شَيْءٌ مِنْ غَيْرِ النَّسَاءِ قَالَتْ لَا يَسُونُ
الرِّجَالُ وَلَا يَوَدُّهُمْ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَةٌ
بِغَضَّةٍ مِمَّنْ دَرَاهِلُ الْبَزَارِ وَدَانِقَطْنِي
فِي الْأَنْسَادِ وَجَالِسِ الْأَبْرَارِ

بتلاؤ عورت کے لئے کوئی بات سب سے
بہتر ہے۔ اسپر صحابہ کرام خاموش ہو گئے اور کسی نے
جواب نہ دیا حضرت علی کہتے ہیں کہ میں نے واپس
اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ عورتوں
کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ
کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں نہ مردان کو دیکھیں۔ میں نے یہ

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو
آپ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس لئے وہ خوب سمجھیں
عورتوں کی قسمیں عورتیں دو قسم کی ہیں۔ مسلمہ۔ دوسری کافرہ۔ پھر یہ دونوں دو قسم ہیں۔ حرة
اور امة (لذاتی) پھر حرة مسلمہ دو قسم ہے۔ ایک صالحہ۔ دوسری فاجرہ۔
زن حرة مسلمہ بالغہ کو لازم ہے کہ اپنے آپ کو ہر زن مسلمہ اور اپنی کینزک کے روبرو ذاف
سے نافرت تک پرشیدہ رکھے (ذخیرہ اور سراج الوداع)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فاطمہ (سلمان عورتوں) کو مناسب نہیں کہ اپنے آپ
کو زنانہ کافرہ کے روبرو ظاہر کریں۔ لیکن جس قدر غیر مردوں کے سامنے نکلتا درست ہے۔ اسی
قدر ان کے سامنے بھی ظاہر ہونا روا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو نامہ لکھا تھا کہ زنانہ اہل
کتاب کو منع کریں کہ مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہوں۔
زن صالحہ کو زن فاجرہ کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے اس
کے اوصاف بیان کرے گی۔ (سراج الوداع)

ایک عورت کا دوسری عورت کے مُنہ اور مُسار سے پر ملاقات یا رخصت کے وقت بوسہ دینا
مکروہ ہے۔

نامرد خضقی محبوب اور مُغْنَمَت نامرد خضقی۔ محبوب اور مُغْنَمَت سے پردہ کرنا چاہیے چنانچہ
سے پردہ کرنے کا حکم حدیث شریف میں ہے۔ مشکوٰۃ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ

عنها سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف رکھتے تھے۔ اُس وقت ایک مختش میرے گھر میں بیٹھا تھا۔ اُس نے میرے بجائی سے کہا۔ اے عبد اللہ! اگر اللہ فضل سے کل کے روز طائف فتح ہو گا۔ تو میں تم کو غیلان کی بیٹی کا نشان دوں گا۔ کہ جب وہ آگے آئی ہے۔ تو اُس کے شکم پر نہایت فرہی سے چار شکن ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جب وہ پشت پھراتی ہے۔ تو آٹھ شکن نظر آتے ہیں۔ یعنی ہر ہر پہلو پر چار شکن پیدا ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام سنتے ہی فرمایا کہ مختش میرا نعتی اور عین کو گھروں میں آج سے آنے نہ دو۔ اس لئے کہ یہ لوگ اگر ہر جاع کی طاقت نہیں رکھتے۔ مگر ان کو باقی لذتیں حاصل ہیں۔

یاد رہے کہ نعتی وہ ہے جس کے خبیثے نہ ہوں۔ محبوب وہ ہے جس کا ذکر نہ ہو۔ عین نامرد کو کہتے ہیں مختش وہ ہے جس میں مردانہ وزنا نہ دو تو علالتیں نامکمل ہوں اور وہ لواطت کرتا ہو۔

غیر محرم عورتوں سے اُنکے خاندانوں کی اجازت کے بغیر گفتگو کرنا منع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُكَلِّمَ النِّسَاءَ إِلَّا بِأَذْنِ أَنْ مَوَاجِهُنَّ - (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

یعنی طبرانی میں عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ عورتوں سے بغیر شوہروں کی اجازت کے بات چیت کی جائے۔

عَنْ الْعَسَنِ مَسْلًا قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْدُثَنَّ مِنْ الرِّجَالِ إِلَّا عَمْرًا (رواہ ابن سعد)

حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اپنے محرموں کے سوا اور مردوں سے بات نہ کریں (اسکو ابن سعد نے روایت کیا ہے)

نامحرم عورت کو ہاتھ لگانے کی ممانعت نامحرم عورت کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ أَلَيْدُ زَنَاكَ الْبَطْشُ - (رواه مسلم)

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَأْتِ بِطُغْرٍ فِي ذَاتِ ابْنِ أَحَدِكُمْ بِمَخِيطٍ قَبْلَ حَذِّ يَدِ خَيْرَلَهُ مِنْ أَنْ تَمْسُقَ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ (رواه الطبرانی والبيهقي)

اُن حکیم یا ڈاکٹر یا مباح وغیرہ کو ضرورتاً ہاتھ لگانا جائز ہے۔

مشتتبہ غیر محرم سے بھی پردہ ضروری ہے اگر کسی کے غیر محرم ہونے میں شک و شبہ ہو۔ تو بھی اس سے پردہ کرنا چاہیئے۔

صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک قصہ طویل میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدّمہ سعداء عبد بن زید میں فیصلہ کے لئے یہ فرمایا کہ یہ لوگ تم کو دیا گیا ہے اے عبد بن زید کہو کہ ادھر حق صاحب فراش ہے اور جگہ کار کے لئے پتھر پھر آپ نے سودہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَصَّهَ طَوِيلٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَيْدٍ أَوَّلُكَ بِلَعَا هِرَ الْخَجَرِ ثُمَّ قَالَ لِسُودَةَ بَنَتْ ذِمَّةَ أَهْلِي مِنْهُ لِمَا دَأَى مِنْ شَبَبِهِ

بِقِسْبَةٍ نَّمَادُهَا حَقٌّ لِّقَبْرِ . اس لڑکے سے چپا کر دیونکہ آپ نے اُس لڑکے کی صورتِ قعبہ سے ملتی دیکھی۔ پھر وہ لڑکا موتے دم تک اٹلا۔

رَمْتَفَقَ عَلَيْهِ ۱ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے نہیں پایا۔

یہ لڑکا نہ مدعی لڑائی کا تھا۔ جو قعبہ کے نطفہ ناجائز سے پیدا ہوا تھا۔ قعبہ کے مرنے کے بعد براہِ قعبہ نے اُس لڑکے کے جتیا ہونے کا دعویٰ کیا۔ نہ مدعا کا ایک بیٹا تھا عبد نے اُس لڑکے کے بھائی ہونے کا اس بنا پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کی ایسی لڑکی سے پیدا ہوا۔ جو میرے باپ کے استعمال میں رہتی تھی۔ حضرت نے منافق قانونِ شرعی کے کہ نطفہ محلال سے نسب ثابت ہو سکے۔ نطفہ محرام سے ثابت نہیں ہوتا۔ اُس لڑکے کو عبد بن زعد کا بھائی قرار دیا۔ اور آپ کی بیوی سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہی زعد کی بیٹی ہیں۔ تو اس قاعدہ کے موافق وہ لڑکا سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی ہوا۔ اور محرم ہونے کی وجہ سے پردہ کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن حضور نے احتیاطاً جوہر شاہیت شکلِ قعبہ کے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو پردہ کا حکم فرمایا جس پر بہت پابندی کے ساتھ عمل کیا گیا۔

اس قعبہ سے معلوم ہوا۔ کہ پردہ کا اس درجہ شدت سے اہتمام تھا کہ خفیف سے خفیف شبہ پر بھی احتیاط کی جاتی تھی۔

دیور اور جلیٹ وغیرہ سے پردہ گزرنیکا حکم ملک ہندوستان میں بالخصوص یہ مرض نام جلیٹ وغیرہ پردہ نہیں کرتیں۔ اور اُن کے سامنے کہنیوں تک ہاتھ اور گردن تک سر کھولے ہوئے بیدھڑک پھرا کرتی ہیں۔ حالانکہ باہر کے مردوں اور ان مردوں میں پردے کے معاملہ میں کچھ فرق نہیں ہے۔ بلکہ ان کا فتنہ خیر مردوں سے زیادہ خطرناک ہے چنانچہ حدیثِ شریف میں مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کا شوہر کے بھائی بھتیجوں کے سامنے جو تار دست ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے رشتہ دار عورت کے حق میں گویا موت ہیں۔ یعنی جیسا لوگ بہت سے ڈرتے اور پرہیز کرتے ہیں۔ ویسے ہی عورتوں کو خاندان کے بھائی و خیر سے بچنا اور پردہ کرنا چاہئے۔

عَنْ عَقَبَةَ بْنِ عَابِدٍ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 سَلَّمَ يَا كُمْرَةَ الدُّخُولِ عَلَى
 النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 أَذْأَنْتَ الْخَمُوقَالِ الْخَمُوقُ
 الْمَوْتُ -
 (متفق عليه)

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں عقبہ بن عابد رضی اللہ
 عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس آمد و رفت
 رکھنے سے بچا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلاد کیوں
 حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا دیو
 تو پوری موت ہے۔

اس حدیث میں بے ضرورت اور بے تکلف عورتوں کے پاس آمد و رفت رکھنے کو
 حرام فرمایا ہے اور فطرتِ صحیحہ اور ولایتِ صریحہ سے ثابت ہے کہ اس آمد و رفت کا عمرہ
 انداز یہ پردہ مروجہ ہے۔ رنہ اور کوئی امر اس وجہ کا مانع قوی نہیں چنانچہ مشاہدہ ہے
 کہ جب پردہ مروجہ نہ ہوگا۔ یہ بے محابا آمد و رفت بھی ضرور ہوگی۔ اور ایسی آمد و رفت حرام ہے
 کیسے پردہ جو اس کا ذریعہ ہے۔ نیز حرام ہے۔ پس پردہ مروجہ واجب ہے۔

انہ سے پردہ کرنی کا حکم عورتوں کو غیر محرم اندھے مرد سے بھی پردہ کرنا چاہیے۔
 چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا كَانَتْ
 عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَمْلُوءَةٌ إِذْ
 أَتَى ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ
 عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَبِئَا
 مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يَبْصُرُنَا
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ دُونَهُ يَلْبِثُونَ كَوَفَّيَاكَ اس سے

یعنی ترمذی اور ابوداؤد میں ام سلمہ رضی
 اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اور میموزہ رضی
 اللہ عنہما کو دو توڑاؤ اربع مطہرات سے ہیں۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 اقدس میں حاضر تھیں راستے میں عبد اللہ بن
 ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہونا بیجا صحابی تھے۔ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے۔
 اور اندر آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ان دونوں بیویوں کو فرمایا کہ اس سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْعَمِي كَوْنٍ
 اِنْشَاءً لِسَمَاءٍ
 تَبَيَّنَ اِنْهٖ . د ۱۱۱
 احمدا الترمذی
 و ابوداؤد
 پروردگارم صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کے بارے میں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کے بارے میں کہے گا وہ سب
 دوزخ میں جائے گا۔ لیکن اگر وہ اللہ کے راستے میں
 دوزخ میں جائے گا تو وہ اللہ کے راستے میں ہے۔

اس حدیث سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسے مرد کو عورت کا دیکھنا حرام
 ہے۔ ویسے ہی عورت کو مرد کا دیکھنا۔ لیکن محققین کے نزدیک یہ حدیث درج اولیٰ
 پر محمول ہے۔

دیکھئے۔ باوجودیکہ اس مقام پر کسی قسم کی خرابی اور وسوسہ کا احتمال بھی نہ تھا۔
 کیونکہ ایک طرف تو ازواج مطہرات تھیں جو کساہنوں کی مائیں ہیں۔ دوسری طرف ایک
 پاک سرشت و نیک بنیاد صحابی۔ پھر وہ بھی اندر سے۔ لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کے لئے
 یا تعلیم امت کے لئے آپ نے ان بیبیوں کو پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر بیلا عام عورتوں کو
 غیر مردوں کے سامنے آنا جائز کیسے جائز نہ ہوگا ہے ؟

رفع اشتباہ بعض لوگوں نے اس حدیث کی یہ غلط تاویل کی ہے کہ عبد اللہ بن
 مکتوم رضی اللہ عنہ کے کپڑوں میں پردہ کے لحاظ سے کوئی نقص ہوگا
 یا ازواج مطہرات ان کو غور سے دیکھتی تھیں۔ یا یہ کہ حضور نے نظر بند کرنے کا حکم دیا۔
 محض لغو اور پھر باتیں ہیں۔ کیونکہ ایک جلیل القدر صحابی کی شان سے قطعی بعید ہے
 کہ وہ بارگاہ رسالت میں خلاف لباس شرعی یا بے ستری کی حالت میں حاضر ہو۔ علاوہ
 اس کے اگر ان کے ستر میں کسی قسم کی کمی تھی۔ تو حضرت بھی اپنا نسخہ ان پر پھیر دیتے یا انھیں
 بند کر کے ان کو ہدایت فرماتے۔

غیر محرم برات اور دولہا دیکھنے کی ممانعت عدا دیکھا جاتا ہے۔ کہ بیاہ شادی
 میں بے پردگی کثرت سے ہوتی ہے
 پناہی عورتیں برات اور دولہا کی زیارت کو نہ کہیں کی زیارت سمجھتی ہیں۔ جہاں کہیں برات

کی آمد آمد ہوئی۔ دھڑا دھڑا عورتیں سج سجا کر گھر سے باہر نکل کر راستہ میں اکٹھری ہوئی
 ہیں جب برات جاتی ہے۔ تو پہلے یہ فرش کلامی اور گالی گلوچ سے ان کی مزاح پُرسی کر دیتی
 پھر ساتھ ہی ساتھ ایک دوسری سے یوں کہتی ہیں کہ اری دیکھو تو سہی کہ وہ لہا تو بھرت
 ہے۔ یا ڈھن۔ کوئی کہتی ہے کہ وہ لہا تو بھرت ہے۔ کوئی کہتی ہے کہ وہ لہا تو خوش شکل
 ہے۔ عزیزیکہ کوئی کچھ کہتی ہے۔ اور کوئی کچھ۔

خیال کیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو صحابی کے سامنے
 جو باوجود نیک ہونے کے اندھے بھی تھے۔ آنے کی اجازت نہ ملی۔ تو بھلا آج عام عورتوں
 کو وہ لہا کا دیکھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ درحقیقت مسلمان عورتوں اور مردوں میں
 حیا و شرم کا نام تک نہیں رہا۔ غیر اقوام کی دیکھا دیکھی یہ بھی بے غیرت ہو گئے ہیں۔

ناحرم مردہ سے پردہ کر نیکیا حکم شریعت میں قحورت کے لئے یہاں تک حکم ہے

کہ وہ ناعرم مردہ کو بھی نہ دیکھے۔ پچنانچہ حدیث
 میں مرقوم ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے خوند رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو میں روضہ مقدسہ پر گئے منہ آیا کرتی تھی جب میرے
 والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو پھر بھی میں روضہ مقدسہ پر گئے منہ آیا
 کرتی تھی۔ لیکن جب امیر المؤمنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ یہاں دفن کئے گئے۔ تو پھر میں
 یہاں پر اداڑ حکم اور منہ ڈھا تک کر آیا کرتی کیونکہ وہ غیر محرم تھے۔

دیکھتے پردہ کی کس قدر احتیاط کی جاتی تھی۔ بظاہر یہ خیال آتا ہو گا کہ مردہ کے دیکھنے
 نہ کیا حرج ہے۔ سو یہ نہ کہو کبھی ہمس سے بھی روگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر روگ لگ
 گیا۔ یعنی اس کا خیال بند ہو گیا۔ تو دل تو ناپاک ہو گیا۔

غیر محرم کو سلام کرنے کی ممانعت کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ غیر مرد کو عورت

کا سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ سلام
 میں یہ غایت ہے کہ اس سے فوراً محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی واسطے حدیث صحیح میں
 مروی ہے کہ جب دو امان آپس میں لڑیں۔ تو تین دن کے بعد انکو فوراً گفتگو کرنی

پا جائے۔ اور ان میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کی طرف سے سلام کی اجازت ہو۔ یعنی جو سب سے پہلے سلام کرے۔ اور ملاقات کے وقت بھی اسی واسطے سلام کرنے کا حکم ہے تاکہ آپس میں محبت بڑھے غرض فقہوں کا کلام تو دور کی چیز ہے۔ شریعت نے تو غیر محرم مرد کو سلام کرنے کی بھی اجازت نہیں دی۔

غیر محرم کا جھوٹا کھانا مکروہ ہے کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ اجنبی مرد کا جھوٹا عورت کو اور اجنبی عورت کا جھوٹا مرد کو کھانا مکروہ ہے اس لئے کہ منافیہ خیال پیدا ہوگا کہ بڑا ذکاوت مزاج ہے۔ اور غیر محرم جگہ و تہہ دیکھا ہے۔ وہاں سے کھانے میں التناؤ ہوگا۔ اس لئے شرع نے ممانعت کھدی۔

ایلاہ ازت گھر میں داخل ہونے کی ممانعت کسی شخص کو غیر محرم کے گھر میں جانا بلا میں ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا ۖ وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تُذَكَّرُونَ (سورہ نور رکوع ۲)

شان نزول ایک انصاریہ عورت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت انہی میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اکثر اوقات اپنے گھر میں ایسی حالت پر ہوتی ہوں کہ دوسرے کا مجھے ایسی حالت میں دیکھنا ناگوار گذرتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ در ترجمہ آیت مذکورہ (یعنی اسے اعلان دے دیا کہ وہ دوسرے گھر میں اپنے گھر والوں کے سوا تار تیکہ اجازت نہ لے لو۔ اور سلام علیک نہ کہہ لو ان گھر والوں پر۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے مجب نہیں کہ تم یاد رکھو۔

کس قسم کے گھروں میں اجازت فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا ترجمہ پھر اگر تم نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو۔ تو ان میں نہ جاؤ۔ جب تک کہ تم کہانہ لینے کی ضرورت نہیں فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا ترجمہ پھر اگر تم سے کہا جائے کہ ٹوٹ جاؤ۔ تو ٹوٹ جایا کرو۔ یہ تمہارے

قِيلَ لَكُمْ اِذْ جَعُوا۟ اٰمًا زُجُوعًا هَٰؤُلَاءِ لَا يَنْكُرُوۡهُ وَاللّٰهُ يَمَّا تَعْمَلُوۡنَ عَلٰیۤهٖمْ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوۡا اٰیُوۡمًا غٰیِرَ مَسْکُوۡتٍۢ بِهَٰذَا مَتَّاعٌ ۙ لَّکُمْ فِیۡهَا ۙ اِیَّٰهَا

لئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ اور اللہ جو کچھ کرتے ہو سب جانتا ہے اور اس میں تم پر گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے،

شان نزول جب پہلی آیت سے عام طور پر دوسرے گھروں میں بلا اجازت جانا منع ہو گیا۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تجارت کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان آتے جاتے ایسے حیر آبادی کلمات میں ٹھہرتا ہوتا ہے۔ جہاں نہ کوئی آدمی ہوتا ہے نہ آدم زاد۔ وہاں جہلا کس سے اجازت لیں۔ اور کس کو سلام کریں۔ اس وقت یہ دوسری آیت نازل ہوئی۔ یعنی تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بے اجازت چلے جایا کرو۔ حیر آباد گھروں میں جن میں تمہارا اسباب رکھا ہو۔

غیر محرم کیلئے کسی گھر میں داخل ہونے کی اجازت لینے کا طریقہ

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی ملاقات کو اس کے گھر پر جاتے تو چاہیے کہ دروازے پر کھڑا ہو کر سلام کہے۔ اور کہے اَسَلَامُ عَلَیْکُمْ اَوَّل میں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

وَرَوٰی اَنَّ دَجْلَانَ بْنَ عَامِرٍ اَسْتَاذَنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَهُوَ فِیۡ بَیْتٍ فَقَالَ اَلْحَکُّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِنِّیۡ اَدْخُلُ فِیۡہِ اَنْتُمْ اِلٰی ہٰذَا اَوْ عَلَیْہِ اِلَّا سُبَّیۡدَ اَنْ فَقَالَ لَہٗ قُلِ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اِذَا خَلَّ قُسْبَعُہُ الرَّجُلُ فَقَالَ اَسَلَامٌ عَلَیْکُمْ فَاِذَا

روایت ہے کہ بنی عامر سے ایک شخص حضور علیہ السلام کے دروازے پر حاضر ہوا اور آپ سے اجازت اندر آنے کی طلب کی اور آپ گھر میں موجود تھے آپ نے خادم سے فرمایا کہ اس شخص کے پاس جا کر اس سے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ۔ چنانچہ خادم نے اس سے کہا کہ اس طرح کہہ کر اَسَلَامُ عَلَیْکُمْ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں میں نے اس طرح کہا تب رسول اللہ صلی

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ وہاں سے پر پکارنے والا جواب کا انتظار کرے۔ اہم تین بار آواز سے اور بعد واپس نہ جائے، مبادا گھر کے اندر سے جواب دینے والا جواب دے۔ اور وہ بسبب عدم موجودگی کے نہ نئے بلکہ کسی کو یقین ہو کہ صاحب نماز گھر کے اندر ہے۔ اور اگر بیبے مشغولی کار یا بعد مسافت اس کے نہیں سنا تو تین مرتبہ سے زیادہ پکارے چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اندر آنے کی اجازت تین بار مانگوں چاہیے۔ اگر حکم دے۔ تو گھر میں جئے۔ ورنہ واپس جائے۔

اس میں اپنے اور نیکانے سب برابر ہیں۔ جیسے ماں یا نسل اس کے۔ چنانچہ حدیث شریفہ یہ مروی ہے۔

إِنَّ الشَّيْءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَأَلَهُ دَجَلٌ هَلْ عَلَيَّ أَنْ أَسْتَأْذِنَ عَنْ أَبِي قَالَ لَعَنَهُ قَالَ إِنْ مَعَهَا فِي الْبَيْتِ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا قَالَ إِنْ مَعَهَا مَالَ أَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا أَجَبَتْ أَنْ تَزَامَ مَرَاتَةً فَآمَدَتْ وَجَبَتْ ذَا مَسَّةٍ لَهَا بِمَرَّةٍ وَلَهَا ثَلَاثِينَ لَيْلٍ وَلَيْلٍ الْإِسْتِزْدَانُ فِي حَقِّهَا بَأْتِ أَكْثَرَ مَرَّاتٍ وَأَكْثَرُ أَنْ يُسَادَفَ مُنْكَبَةً مُنْكَبَةً وَقَدْ أَرِجَ لَهُ مَسْطَرٌ إِلَى أَبْدَانِهِمْ وَلَاحِظٌ يَنْتَظِبُ لَهُ أَنْ يُخْرِكَ نَعْلَهُ أَوْ لَا إِذَا دَخَلَ الْمَنْزِلَ لِيَعْلَمَهُ دُخُولُهُ.

یعنی ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا مجھ پر واجب ہے کہ اپنی ماں سے گھر کے اندر نیکی اجازت طلب کروں یا نہ فرمایا۔ ان اس شخص نے کہا کہ میں اپنی ماں کیساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ فرمایا کہ ماں سے اجازت مانگ پھر اس نے کہا کہ میں تو اس کا خادم ہوں۔ فرمایا کہ ماں سے اجازت مانگ کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھے اگر گھر میں اس کی بیوی یا ایسی لڑکی ہو جو اس پر مباح ہو تو نیز اجازت طلب کئے اس کو گھر میں جانا درست ہے۔ کیونکہ ان کو برہنہ یا بطرح سے ہو دیکھنا مباح ہے۔ لیکن ادب یہ ہے کہ ان کے گھر میں بھی جاتے وقت جوتا بھاڑے۔ تاکہ اس کے لئے کی خبر ان کو ہو جائے۔

کسی کے گھر میں جانے والے کی سزا اگر کوئی شخص کسی غیبی عزم کے گھر میں بلا اجازت

پیشانیچہ حدیث شریف میں ہے۔

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ أَحْسَنَ فِي بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَهُ ثَمَرٌ ذَنْبٌ لَهُ فَخَذَ ثَمَرَهُ بِحِصَاةٍ فَقَعَتْ عَلَيْهِ ثَمَرًا كَانَ عَلَيْهِ ثَمَرٌ مِنْ جَنَاحٍ - (متفق عليه)

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْلَحَ فِي بَيْتِهِ قَوْمٌ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَقْعُدَ عَلَيْهِ دَوَا مُبْلَغٌ

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تیرے گھر میں کوئی جھانکے، اس مال میں کہ تو نے اسکو گھر میں ہی اجازت نہیں دی ہے۔ پس ہمارے قواس کو کلکی کے ساتھ پس اگر چھوڑے اسکی انکو تو فتح پر غور نہیں یعنی صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی کے گھر میں بغیر اُن کی اجازت کے جھانکے تو بیشک انکو جائز ہے کہ اُس شخص کی آنکھیں چڑھالیں مسئلہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پُرسن ان ہے۔ اور حدیث متحمل ہے۔ جبالہ اور زبیر شد یہ پر۔

ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے جھانکنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ لیکن انفس سے کہنی زمانہ اس کا اُلٹ ہو رہا ہے۔ اب کل کو نظر بازی کا بازار ایسا گرم ہے کہ بڑے بڑے عالم اور صوفی بھی اس مرض میں مبتلا پائے گئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور اُن کی مثال اللہ تعالیٰ سورہ مجملہ میں فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ حَبَلُوا النُّوَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفًا ۚ

یعنی مثال ان لوگوں کی جن کے سر تو ریت تھوڑی دے گئی۔ پھر انہوں نے اسکو سرا اور انکھوں سے نہ لگایا۔ اس گدھے کی سی ہے جو کن بور کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جیسے لادو گدھوں کو کتاہوں کے بوجھ سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اسی

طرح ان عالموں اور مونیوں کو علم سے کچھ روشنی حاصل نہیں ہے۔ مگر وہ علم پر عمل کرتے۔ تو
اسی دن کی بحالت ناگفتہ بہ نہ ہوتی اور دوسروں کے لئے آفت فائدہ ہوتے۔

غیر محرم مردوں کو بھیانک کرنے والی عورت کو مارنے کا حکم جہانکے۔ تو اس کو مارنا چاہیے چنانچہ
حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ أَبِي السَّائِبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ فِي قِصَّةِ الْفَتَى حَدِيثُ
الْعَهْدِ بَعَثَ نَازِلًا امْرَأَتَهُ بَيْنَ
الْبَابَيْنِ قَائِمَةً فَاهْوَى إِلَيْهَا
بِالزُّجْجِ لِيُطْعِمَهَا بِهَا فَاصَابَتْ
غَيْرَةً (دواہ مسلم)

عالمس الابرار میں مرقوم ہے۔ نازی معاذ امراۃ تَطْلُعُ فِي كُوَّةٍ فَضَرَبَهَا۔
یعنی جب معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو روشندان میں سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو
انہوں نے اس کو خوب پٹایا۔

بُری فطرت سے دیکھنے والے اور
دیکھنے کا موقع دینے والے پر لعنت
اگر کوئی غیر محرم کو قصداً دیکھے۔ یا اپنے آپ
کو دکھلائے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت سے
پناہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِي
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ النَّاطِلَ وَ
الْمُتَلَوِّدَ إِلَيْهِ (دواہ البیہقی
فی شعب الایمان)

یعنی یہی سنی نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے
بطریق ارسال کے روایت کی ہے۔ کہ بھگور پریش
مصلحہ سے پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اُس پر جو بُری نظر
سے دیکھے۔ اور اُس پر جو بسک دیکھے یعنی دھارے آگلی
کھے۔

بے پردہ عورتوں کو سزا کے معقباتی ہو طورتیں پردہ نہیں کرتیں۔ اور اعلان پر دے کی مخالفت کرتی۔ سنی ہیں۔ اُن کچھ بارے میں حدیث

شریف میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ شکوہ کے کتاب القصاص میں آئی ہے کہ ابوالہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن من غلب من اهل النار۔ یعنی دو گروہ ہیں دو زنجیروں سے۔ ایک اُن میں سے یہ ہے۔ نسائہ کاسیات غایبات۔ یعنی عورتیں ہیں پہنے ہوئے کپڑے ظاہر میں۔ اور نگلی میں حقیقت میں۔ یعنی ہمیں کپڑے پہنتی ہیں۔ کہ ان میں سے ان کے بدن معلوم ہوتے ہیں پس اگر ظاہر میں پہنے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں نگلی ہیں۔ کچھ بدن ڈھانکتی ہیں۔ اور کچھ کھلا رکھتی ہیں جمیلات یعنی میل کرنے والیاں ہیں۔ یعنی آپ بھی مردوں کی طرف رغبت کرتی ہیں۔ یا معنی یہ ہیں کہ اور مہنیاں سر پر سے اُتار دالتی ہیں۔ تاکہ لوگ اُن کے منہ دیکھیں۔ مہنیاں میل کر سنے والیاں ہیں یعنی ملک چال ملتیں ہیں۔ تاکہ لوگوں کے دل فریبہ کر دیں۔ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ یعنی جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گی۔ وَلَا يَجِدْنَ دُجُحَهَا اور نہ جنت کی بڑھک پائیں گی۔ وَإِنَّ دُجُحَهَا لَتَوْجِدْنَ مِنْ مَسِيرَةٍ كَذَا وَكَذَا یعنی سالانہ جنت کی بڑھک پائی جاتی ہے۔ اتنی اور اتنی مسافت سے۔ یعنی بہت دور سے۔

زانیہ عورتوں کو موت تک زانیہ عورتوں کو پہلے موت تک قید رکھنے کا حکم تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِي يَأْتِيَنَّكَ الْفَاحِشَةُ مِنْ بَنَاتِ النَّاسِ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَإِنَّمَا فَكُوتُهُنَّ فِي الْأَبْيُوتِ سَحَى يَتَوَفَّهِنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا (سورہ نساء رکوع ۱۶)

یعنی اور جو عورتیں بی بیائی کا کام کریں۔ اُن پر چار آدمیوں کو اپنے میں سے گواہ بناؤ۔ اور جب وہ گواہ ہو جائیں۔ تو اُن عورتوں کو بدستور گھروں میں رکھے رہو۔ یہاں تک کہ یا تو موت آئے یا اللہ تعالیٰ اُن کے لیے کوئی راہ کرے یعنی حکم ثانی دے۔

فرمایا۔ اور اس وقت تک نہ حکم فرمایا کہ انکو گھروں میں بدستور رہنے دو یہ لفظ بتلا رہا ہے کہ پہلے سننے والے گھروں میں تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی وضع اور مقتضائے فطرت انوں کا یہی ہے۔ لا گھروں میں نہیں۔ صرف اس بیماری سے احتمال تھا کہ حقہ کے باعث گھر سے نکال باہر کر دیں۔ اس لئے اسکا حکم دیا کہ ابھی حالتِ سلاقہ پر گھروں میں رکھو۔ چنانچہ اس کے بعد جب مدد مقرر ہوئی۔ تو حکم ثانی معلوم ہو گیا کہ سزا کے لئے حاضر عدالت کی جائیں گی۔

غرض اس آیت میں نہ انکا حکم بیان فرمایا ہے کہ اگر کوئی نہ انکا مرکب ہو۔ تو اس کے ثبوت کے واسطے چار مردوں کی گواہی چاہیے۔ پھر اگر وہی جو جانے پر حور توں کو گھروں میں بند گھو یہاں تک کہ وہ مر جائیں۔ یا ان کی بابت اللہ تعالیٰ کوئی راستہ نکالے۔ جس راستے کا وعدہ اللہ پاک نے اس میں فرمایا ہے۔ وہ اشارہ صریح پارہ سورۃ نور میں ہے۔

الَّذَانِيَّةُ وَالَّتَانِي فَلْيُجْلِدُوا كُلَّ
وَأَجِدُ مِنْهُمَا مِائَةً جَلْدًا وَآسَ وَ
لَا تَأْخُذْ بَعْدَ ذَلِكَ بِلَهُمَا ذَاقَةُ
وَيُنِ اللّٰهُ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ اٰلَاخِرَةِ وَلَيْسَ لَهُ عَذَابُهُمَا
طَائِفَةٌ مِّنَ الْيَوْمِ ذِيْقِينَ (دینار)،
یعنی زانیہ عورت اور زانی مرد پس اور ہر ایک
کو ان دونوں میں سے سو درے۔ اور م کو
ان دونوں پر ترس نہ آنا چاہیئے۔ اللہ کے حکم
کی تعمیل میں۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اللہ اور روزِ
آخرت پر۔ اور چاہیئے کہ آمو جو د ہو۔ ان کی سزا
کے موقع پر مسلمانوں کی ایک جماعت۔

حدیث شریف میں ہے کہ کنوارے مرد یا کنواری عورت سے نہ انکی حرکت سرزد
تو سو درے ماریں اور اگر عیا ہے ایسا کام کریں۔ تو ننگسار کریں۔

باریک کپڑا پہننے کی ممانعت عورت کو باریک کپڑا پہنتا سخت ممنوع ہے۔
چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ
بَكْرَةَ غَلَّتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَعَلَيْهَا شَاتَا قَاتَا
یعنی ابو داؤد میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے مروی ہے۔ کہ ان کی بہن اسماء
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ علیہ وسلم کے پاس

النِّسَاءُ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَنْ
تُضِلَّ أَنْ يَرَى مِنْهَا الْإِلْهَاقَ هَذَا
وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ
(رواه أبو داود)

پہننے ہوئے تھیں۔ آپ نے ان سے منہ پھیر کر
فرمایا کہ اسے اسلحہ جب عورت بالغ ہو جائے تو
سولے چہرہ اور گتھیں کے اور کوئی چیز اس کی
نظر نہیں آنی چاہیے۔

اس حدیث سے صاف ظہر پر ظاہر ہوا کہ عورت کو ایسا باریک پیرا پہننا جس میں
بدن بھلے حرام ہے۔ اور بے پردگی میں بہتقتضائے تکلف و زینت طبعی خصوصاً طبیعت
زمانہ ہند ضرور نامحرم کے روبرو باریک کپڑے پہننے جائیں گے۔ اور یہ حرام ہے پس
بے پردگی بھی حرام ہے۔

وجہ اور گتھیں کے غیر مستور رہنے کی رخصت قبل نزول حکم حجاب ہے یا عادت
و زورت میں یہ رخصت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ علقم بن ابی
طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں سے سنا ہوا بیان کیا کہ حفصہ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہا
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک اور رخصنی اوڑھے ہوئے آئیں۔ تو عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا نے اس اوڑھنی کو بھاڑ ڈالا۔ اور اسے اور گاڑھی اور رخصنی پہنائی۔
اس روایت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو عورتوں کی مجلس میں بھی باریک پیرا پہن
کر جانا درست نہیں۔ ذیور یا جلیطہ وغیرہ مردوں کا کیا ذکر ہے۔

حالاتِ حاضرہ

آج کل ہندوستان میں نہایت باریک کپڑے مثلاً ٹھل سولہ
اور چھتیس وغیرہ پہننے کا رواج عورتوں میں عام ہو رہا ہے۔
جس میں کئی طرح کی قبائیں پیدا ہو گئی ہیں۔ لیکن نئی روشنی اور نئے فیشن کے دلدادہ کہتے
ہیں کہ عورتیں قومی اور جذبات کے لحاظ سے ہم سے کسی طرح کم نہیں جیسے دلی دماغ اور
انگلیں ہم رکھتے ہیں۔ ویسے ہی عورتیں بھی دکھتی ہیں۔ بلکہ ہم سے زیادہ نازک اندام ہیں۔
جب ہم باریک اور عمدہ لباس پہنتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ ہم سے زیادہ نفیس لباس
نہ پہنیں۔ کیوں وہ موٹے موٹے کپڑے اور بھاری بھاری چادریں اور بُرقعے اوڑھیں۔ او

کیوں وہ ہماری طرح کھلم کھلا باغ و بانار کی سیر کھیل تماشے عیش و عشرت کے سامان سے بہرہ ور نہ ہوں؟

جواب :- لباس کی غرض کیا ہے؟ لباس اس اور دھننے کی چیز کو کہتے ہیں جو بدن کے جسم کو سردی گرمی سے بچائے۔ اور حرارتِ غریزی قائم رکھے۔ اور جسم کے اس جھتہ کو جسے شائستگی کے لحاظ سے ڈھانپنا ضروری ہے۔ ڈھانچے۔

نہایت بدیکہ لباس جن کو نہ تو بخوبی چھپا سکتا ہے۔ نہ سردی سے بچا سکتا ہے۔ نہ گرمی کی ٹو سے۔ اور سردی گرمی کا اثر پورے طور پر نہ روکنے سے حرارتِ غریزی قائم رکھنے کے قابل بھی نہیں ہو سکتا۔

نفیس وہ چیز کہی جا سکتی ہے جس کے گن اپنے ہوں۔ یعنی اس پر مصالحہ اچھا لگا ہو۔ اور جس مطلب کے لئے بنائی گئی ہے اس کو پورا کرے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق لباس ایسا پہنو۔ جو سارے جسم کو اچھی طرح سے ڈھانچے۔ اور پردہ میں مغل نہ ہو۔

مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے برہنہ ہونا سخت ممنوع ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

یعنی صحیح مسلم میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ نہ دیکھے مرد طرف سرزد کے۔ اور نہ دیکھے عورت طرف سرزد کے۔ اور نہ جمع ہو مرد ساتھ مرد کے ننگے ہو کر ایک کپڑے میں۔ اور نہ جمع ہو عورت ساتھ عورت کے ننگے ہو کر۔ ایک کپڑے میں

عورت کے سامنے ننگا ہونے کی جانفت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْءَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْءَةِ وَلَا يُغْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي تَوْبٍ. وَاجِدٌ وَلَا يُغْضِي الْمَرْءُ إِلَى الْمَرْءَةِ فِي تَوْبٍ وَاجِدٍ (رواه مسلم)

میاں بیوی کو ایک دوسرے کا ستر دیکھنے کی ممانعت
میاں بیوی کو بلا ضرورت ایک دوسرے کا
ستر دیکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث
شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَظَرْتُ
أَوْ مَا نَأَيْتُ فَرَجَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطًّا
یعنی ابن ماجہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنها سے مروی ہے کہ کہا۔ میں نظر نہیں کیا
نہیں دیکھا کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا ستر۔

ایک روایت میں ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے نہ میرا ستر دیکھا اور نہ ہی میں نے اُن کا (مظاہر حق)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ادب یہ ہے کہ مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے
کا ستر نہ دیکھیں۔

مُرُءے کے ستر کی طرف دیکھنے کی ممانعت
مُرُءے کے ستر کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے
چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ لَا تَبْزُرْ
فَحْدَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَيْ فَحْدَ
خَبْرٍ وَلَا مَيْتٍ۔
یعنی ابو داؤد اور ابن ماجہ میں علی رضی اللہ
عنه سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے واسطے علی رضی اللہ عنہ
کے کہ اسے علی اپنی ران کو نہ کھول اور نہ

زندہ کی ران کی طرف دیکھے۔ اور نہ مَرُءے
کی ران کی طرف اس شے سے بڑھ کر نہ دیکھے اور نہ مَرُءے
رواہ ابو داؤد
وابن ماجہ

ناف سے لیکر گھٹنے تک ستر کا ہونا
بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف احفائے
مخصوصہ ہی ستر میں داخل ہے۔ حالانکہ مرد کے

لئے ناف سے لیکر گھٹنے تک ستر ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔
عَنْ جُرَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
یعنی ترمذی اور ابو داؤد میں جب ہر رضی اللہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسَاعِلُمْتُ
أَنَّ الْفَحْذَ عَوْرَةً
(رواه الترمذی و ابوداؤد)

عنبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے نہیں جانا کہ تحقیق ران ستر ہے۔

خلوت میں بھی ننگا ہونا ممنوع ہے

عَنْ بَقْرِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْفِظْ
عَوْرَتَكَ الْيَمِينِ وَوَجْهَكَ
أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ
إِذَا كَانَتِ الرَّجُلُ خَالِيًا قَالَ
فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ أَنْ يَسْتَحِيَ مِنْهُ
(رواه الترمذی ابوداؤد و ابن ماجہ)

مرد اور عورت کو تنہائی میں بھی برہنہ ہونا نہیں چاہیے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے یعنی ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہجری حکیم سے مروی ہے کہ اُس نے اپنے باپ سے نقل کی۔ اور اُس نے اپنے باپ معاویہ بن جحش سے کہ اُس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ تو اپنے ستر کو ڈھانکا مگر اپنی بیوی یا لونڈی سے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! تجھ کو خبر دو جو وقت کہ آدمی تنہا ہو کیا وہ بھی ڈھانکے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لائق ہے کہ اُس سے شرم کی جائے یعنی اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو دیکھتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلوت میں بھی ستر کا چھپانا واجب ہے مگر ضرورہ کھڑنا جائز ہے۔

فرشتوں سے ستر کو ڈھانکنے کا حکم

مرد اور عورت کو اپنے ستر کے مقامات کو بلا ضرورت برہنہ کرنے کی ممانعت اس لئے ہے۔ کہ کم از کم ان فرشتوں سے تو شرم کرنی چاہیے جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا كُنَّا

یعنی ترمذی شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَاللَّعْبَرُحَىٰ. فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا بِعِندِ الْغَائِطِ وَحِينَ يُفَضِّلُ الذَّهَبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَأَسْتَخِيئُوهُمْ وَأُكْرِئُوهُمْ (رواہ الترمذی)

علیہ وسلم نے جو قوم تھے ہونے سے یعنی اگرچہ تنہا ہو بیٹھے
 کہ تحقیق تمہارے ساتھ وہ جس کو تم سے نہیں جدا ہوتے
 یعنی خشتہ گہرائی کو نرالیے اور گناہ کا تین گنا بھی دیکھو
 اور اس وقت جب اپنی بوی سے محبت کہہ پس ان سے
 حیا کرو اور ان کی تسلیم کرو یعنی سزا دھو رکھو اور اچھے کام کرنا

اور بری اور لغو باتوں سے بچتے رہو۔ کہ یہ چیزیں باعث حیا اور تعلیم اور تکریم ان کی ہیں۔
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر ضرورت کے شرکاء کھانا کھانز نہیں۔ ہاں مجاہد اور
 رفع حاجت وغیرہ کے لئے جائز ہے۔

صحیح ترمذی میں معاذ بن جیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے
 چھپانے کا بدن کس موقع پر چھپائیں اور کس موقع پر نہ چھپائیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم اپنے شرکاء
 تمام لوگوں سے سولے اپنی بوی اور لونڈی کے محفوظ رکھو۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ
 سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک شخص دوسرے کے پاس رہتا ہے
 یعنی ہر وقت ایک جگہ رہنے سے حفاظت مشکل ہے۔ تو اس پر آپ نے فرمایا۔ جی القدر
 تم کو حفاظت کرنا لازم ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آدمی تنہائی
 میں ہوتا ہے۔ یعنی تنہائی میں تو کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے پردہ کیا جائے۔ اس پر آپ
 نے فرمایا کہ پھر سچے اللہ تبارک و تعالیٰ اور فرشتوں سے حیا کرنی چاہیے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی بلا ضرورت برہنہ ہونا خواہ کل یا بعض
 بدن سے جس کا چھپنا جمع میں واجب ہے۔ جائز نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں
 سے بظاہر حیا کرنا چاہیے۔

مردوں کو حمام میں پردہ کرنے کا حکم
 مردوں کو حمام میں پردہ کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

ترمذی میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ

اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو۔ وہ حمام میں بغیر کپڑا باندھے ہر نئے نہ جائے۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ حمام میں کچھ آدھی ایک حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے وہاں پر وہ
واجب و لازم ہے۔

عورتوں کو حمام میں نہ جانے کا حکم عورتوں کو حمام میں نہیں جانا چاہیئے۔ اگرچہ اُس کا
شوہر اسے اجازت مجاہدے دے پنا نچہ مجالس
الابرار میں مرقوم ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَمٍّ حَذَامٍ عَلَى نِسَاءِ أُمَّتِهِ.
یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حمام میری امت کی عورتوں پر حرام ہے۔

حمام میں جواز کی صورت اگر کسی کو حمام میں جانے کی کوئی سخت ضرورت آ پڑے۔
مثلاً نفاس یا کسی اور مرض کے غدر کی وجہ سے۔ تو یہ شرط
ہے کہ کتنی پہنکو جائے اور حمام میں کوئی عورت نہ ہو۔ اور نہ بناؤ سنگار سے جائے
پہن اگر ان شرائط میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے۔ تو اس کو حمام میں جانا جائز نہیں۔
منکرین پردہ کا بے غیرت ہونا جو شخص پردے کا حامی نہیں ہے۔ وہ بے
عزیت ہے۔ چنانچہ مجالس الابرا میں ہے۔

دَعَا أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُفَادُّ ذَاتَ الْمُؤْمِنِ يُفَادُّ وَغَيْرُهُ اللَّهُ
أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ رِيعِي مَرُوي ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک خدا غیرت مند ہے۔ اور مومن غیرت مند ہے۔ اور اللہ
کی غیرت اس پر آتی ہے کہ مومن ایسا کام کرے جو اللہ تعالیٰ نے اُس پر حرام کیا ہے۔
وَفِي حَدِيثٍ الْخَدَّائَةُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنِّي لَخَيُّوهُ وَمَا أَمْرُهُ لَا
يُفَادُّ إِلَّا مَنْكَوسُ الْقَلْبِ (مجالس الابرا) اور ایک دوسری حدیث میں ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بڑا غیرت مند ہوں۔ اور نہیں ہے
کوئی مرد جو غیرت نہ کرتا ہو۔ مگر اوندھے دل کا۔

وہ طریقہ جس سے کبھی غیرت کو صدمہ نہ پہنچے۔ یہ ہے کہ اُن کے پاس کوئی مرد نہ آئے پائے۔ اور نہ وہ رستہ گلیوں میں جائیں۔ کیونکہ اُن کا نیکنا بے غیرتی سمجھی جاتی ہے۔

عورت کن کن جگہوں میں اجازت
لیکر گھر سے باہر جاسکتی ہے

وہ خاص جگہیں یہ ہیں جو صاحبِ غلامہ نے مجموع النوازل کے حوالہ سے لکھی ہیں۔
 یَجُوزُ لِلزَّوْجِ أَنْ يَأْذَنَ لَهَا بِالتَّخَرُّجِ
 إِلَى سَبْعَةِ مَوَاضِعَ زِيَادَةً أَلَا بُؤْسَ
 دَعِيَا دَتْلُمَا وَتَعْرِ يَتْلُمَا أَوْ أَحَدَهُمَا
 وَزِيَادَةً الْحَادِثِ
 یعنی مرد کو اجازت ہے کہ سات جگہ عورت کو جانے کی اجازت دے۔ ماں باپ کی ملاقات اور اُن کو بیمار پرسی اور اُن دونوں کی ایک کی ماتم پرسی۔ اور محرموں کی ملاقات کیلئے۔

ملا وہ انہیں اگر وہ عمدت قابلہ (دائی) ہو۔ یا مرقہ کی مہلتانے والی ہو۔ یا کسی پر اُس کا حق آتا ہو۔ یا کوئی اس پر حق آتا ہو۔ تو اجازت سے بلا اجازت جاسکتی ہے۔

مرد کو لازم ہے کہ اپنی بیوی وغیرہ کو اجنبی لوگوں کی ملاقات اور اُن کی بیمار پرسی اور دیکھ میں شامل ہونے کی اجازت نہ دے۔ اگر اُس نے اجازت دیدی۔ اور وہ چلی گئی۔ تو ڈر گنگنا ہو گئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اجازت کبھی چھپ رہے سے بھی ہوتی ہے۔ اور چھپ رہنا بھی کہہ دینے کی مثل ہے۔ اس لئے کہ بُری بات سے منع کرنا فرض ہے۔ خاموشی نیم رضا مشہور مقولہ ہے۔ اگر مجلسِ علم میں بلا رضامندی شوہر کی جانا چاہے۔ تو وہ نہیں جاسکتی۔ مگر اُن اسوقت جبکہ اُسے کوئی ایسا ضروری مسئلہ دریافت کرنا ہے جس کی اس کو سخت ضرورت ہے۔ اور خاوند پر چھ کر نہ بتلائے۔ تو پھر اُس کو بلا مرضی خاوند کے باہر جانے میں بلا اجازت گنجائش ہے۔ اس لئے کہ حاجت کی باتوں میں علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے۔ پس خاوند کے حکم پر یہ حق مقدم ہے۔

اگر خاوند کسی عالم سے دریافت کر کے اُس کو بتلا دے۔ تو پھر اُسے جانے کی اجازت نہیں۔ مگر کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ لیکن چاہتی ہے کہ مجلسِ علم میں اس لئے جائے۔ کہ وضو

اللَّعْنِ - عورت جب بیکلنے کی نیت کرتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کی لعنت میں آجاتی ہے۔ اور جب نکل کھڑی ہوتی ہے۔ تو ہر طرف سے اُس کے ساتھ شیطان ہرلپٹتے ہیں۔ اور جب قبر کے پاس آتی ہے۔ تو مردہ کی روح اُس پر لعنت کرتی ہے اور جب لوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کی لعنت میں رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچ جائے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

بِئِذَا أَخْبَرْنَا آيَاتِنَا امْرَأَةً خَرَجَتْ إِلَىٰ مَقْبَرَةٍ لِّتَعْنَهُنَّ مَلَائِكَةُ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَالْأَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَلَشَيْءٍ فِي لَعْنَةِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَآيَةً امْرَأَةً دَعَتْ لِلنِّبْتِ غَيْرٍ وَلَمْ تَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهَا يُعْطِيَهَا اللَّهُ تَعَالَىٰ ثَوَابَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ.

(مجالس الابراہم)

یعنی سلمان اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے نکل کر اپنے گھر کے دروازے پر ٹھہر گئے کہ اتنے میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائیں آپ نے ان سے فرمایا کہ کہاں سے آئی؟ عرض کیا کہ فلاں عورت کے گھر سے جو مر گئی۔ فرمایا کیا تو اسکی قبر پر گئی تھی؟ عرض کیا کہ خدا کی پناہ۔ جو کچھ میں نے آپ سے سنا ہے۔ اُس کے سننے کے بعد ایسا کرتی۔ پس فرمایا کہ اگر تو اُس کی قبر پر جاتی۔ تو حجت کی خوشبو بھی نہ پاتی۔

(مجالس الابراہم)

(مجالس الابراہم)

عَنْ سَلْمَانَ وَابِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عَلِيَّ السَّلَامَ ذَاتَ يَوْمٍ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ عَلَىٰ بَابِ دَارِهِ فَأَمَّتْ فَاِئِمَّةٌ فَقَالَ لَهَا مِنْ أَيِّنَ جِئْتِ؟ قَالَتْ خَرَجْتُ إِلَى الْمَنْزِلَةِ فَلَا نَبِيَّ إِلَّا نَبِيٌّ قَالَتْ فَقَالَ هَلْ ذَهَبْتَ إِلَى قَبْرِهَا قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَفْعَلَ شَيْئًا بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْكَ مَا سَمِعْتُ فَقَالَ لَوْ قُذِرَتْ قَبْرُهَا لَمْ يُرَاجَعْ رَاحَةُ الْجَنَّةِ ه

(مجالس الابراہم)

عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا ممنوع ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

[illegible]

ابن ہمام دہشتا اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس جگہ اُس کو نکلنے کی اجازت ہے۔ تو بناؤ سنگار نہ ہونے اور اس طرح حالت بدل دینے کی شرط پر کہ مردوں کے دیکھنے اور اُن کی نگاہ کا سبب نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں فرمایا ہے۔

وَقَرْنٌ فِي مَبُوءِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (دیناغا)

یعنی اور قرار رکھو اپنے گھروں میں۔ اور اظہار
کرتی نہ پھرو یعنی دکھاتی نہ پھرو۔ پہلے زمانہ جاہلیت کفر
بتبرج حسب بیان صحاح کے عورت کا اپنے سنگار اور خوبوں کو مردوں کے سامنے ظاہر
کرنا ہے۔ اور یہ جاہلیت کی عورتوں کی عادت تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو اُن کے
ساتھ شائبہ سے منہ کر دیا۔ اور اُن کو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔ اس لئے
کہ عورت جب نکاح مردوں سے جوڑی رہے گی۔ اُس کا عین بچا رہے گا۔

عورتوں کو زرق و برق لباس پہن کر مسجدوں میں آنا
نہیں چاہیئے۔

پانچ حدیث شریف میں ہے۔

عورتوں کو زیب و زینت کا لباس

پہن کر مسجدوں میں آنی کی ممانعت

یعنی ابن ماجہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔
کہ ایک عورت قبیلہ مزینہ کی زیب و زینت
کے لباس میں نکلتی ہوئی مسجد میں آئی۔ تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو!
اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہن کر
مسجد وغیرہ میں ٹھکنے سے روکو۔ کیونکہ بنی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ
إِذْ دَخَلَتْ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَوَقَّلَ
فِي زِينَةٍ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا
النَّاسُ أَلْهُوَانِ سَاءَ كُرْهَنَ لِبْسِ
الزَّيْنَةِ وَتَخَشَّرُوا فِي الْمَسْجِدِ
فَأَنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يَلْبَسُوا أَحَدًا لِبْسَ نِسَاءِهِمْ

امرائیل پر اس وقت تک منت نہیں کی گئی۔ جب تک اُن کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس
پہن کر مسجدوں وغیرہ میں ٹھکنا اختیار نہیں کیا۔ اس حدیث سے عورتوں کو نمازوں کے لئے مسجد
میں جانے کا حکم پایا جاتا ہے۔ لیکن فساد زمانہ کے باعث آثار صحابہ اور اقوال متقین میں غمناک
قرار دیا گیا۔

پرے کے متعلق فقہائے کرام کے فتاویٰ کا خلاصہ (۱) عورت کا جہری نماز میں پکار
کر قرائت کرنا جائز نہیں۔

(۲) عورت کا حج میں لبیک پکار کر کہنا جائز نہیں۔ (۳) اگر عورت مقتدی ہو۔ مثلاً اپنے زوج
یا محرم کے پیچھے گھر میں نماز پڑھ رہی ہے۔ اور امام کو کچھ سہو ہو گیا۔ تو عورت کو زبان سے بتلانا
جائز نہیں۔ بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مارے۔ تاکہ امام سن کر سمجھ جائے۔ کہ میں کچھ بھولا ہوں۔ اور پھر سوج
کرایہ کر لے۔ (۴) جو ان عورت کا نا محرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں۔ (۵) جب قرائت بالجہر اور تلبیہ
بالجہر اور سوا امام کے وقت سُبْحَانَ اللَّهِ کہہ دینا جیسا مرد مقتدی کہہ دیتا ہے۔ اور سلام جائز
نہیں۔ ترطابہ و دست کلام کرنا یا اشعار شگاف یا غلوک است کرنا جو کلام سے زیادہ جذبات کو ایجاب

یہ کہ نیکو الہ ہے۔ یا اخباروں میں مضمون دینا جیسا کہ اس وقت متعارف ہے کہ اپنا پتہ اور نشان بھی لکھ دیا جائے کیسے جائز ہوگا۔ (۶۹) اجنبی سے بدن دہانا جائز نہیں ہے وہ غیر محرم کا ہاتھ دینا جائز نہیں ہے۔ (۸۰) اجنبی کے بدن سے متصل کپڑے پر میلان نفس کے ساتھ نظر کرنا جائز نہیں۔ (۸۱) آئینہ یا پانی پر حجابیہ کا عکس پڑنا جو اس کا دیکھنا جائز نہیں۔ اس بناء پر اس کا فوٹو دیکھنا جائز نہیں۔ (۸۲) اجنبی مرد کے سامنے کا بچا ہوا عمام عورت کو کھانا یا بائکس ملگرتنفس کو اس میں لذت ہو تو مکروہ ہے۔ (۸۳) رضاعی بھائی اور عمامہ اسی طرح شوہر کا بیٹا گو یہ سب ملکا ہیں مگر فقہ زہاوی پر نظر کر کے ان سے مثل نامحرم کے پردہ کرنا ضروری ہے۔ (۸۴) عورت کے بال اندر ناخن گردن سے جدا ہو گئے ہوں۔ ان کا دیکھنا جائز نہیں۔ (۸۵) اجنبی عورت کے ذکر کے سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں۔ (۸۶) اجنبی کے قصہ سے لذت لینا حرام ہے۔ (۸۷) اگر اپنی بیوی سے مشتت ہو۔ اور اجنبی کا تصور کر لے۔ وہ بھی حرام ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ ایک حدیث کی رو سے شیطان کا جال ہے۔ جال سے جس قدر احتیاط ضروری ہے۔ اسی قدر اس سے ۔

گفت ابلیس یس دادرار : دام زسفتے خواہم این اشکارا :

باب چھٹا

عورتوں کے سر کے بال کٹوانے کا فتویٰ بعض دنیا پرست مولوی اخبار دلی میں اور عام جلسوں میں علی الاعلان کہتے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کی طرح کانوں کی ٹونگ بال رکھنا ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے پہنانچہ وہ اپنے حوسے میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں ماوراس کا جو ترجمہ کرتے ہیں۔ چہ بھی ملاحظہ ہو۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ کا ایک رضاعی بھائی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میرے ہمراہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَأَخَوُهَا مِنْ الرِّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ الْبُحْلِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبُحْلِ

ہو۔ مردود ہوتی ہے۔ اس حدیث کو اس امر کے لئے بطور استدلال پیش کیا جاتا ہے جو بعض دنیا پرست مولویوں نے اخبارات میں نصب العین بنا لیا ہے کہ کانوں کی ٹونک مثل مردوں کی ازواج مطہرات اپنے بالوں کو رکھتی تھیں۔ تو یہ مخالف اُن راویوں کی ہے جو ان سے زیادہ ضابطہ اور عادل اور ثقہ ہیں جو یہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **لَعَنَ اللَّهُ الْمُكْتَبِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ** یعنی اللہ کی لعنت ہو۔ اُن مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں۔

چہارم۔ اس حدیث میں دو لفظ مشترک المعنی ہیں۔ اول لفظ **أَخَذَ**۔ دوم لفظ **وَفَرَّ**۔ چنانچہ صراح اور منتہی الارب میں ہے۔ **يُقَالُ أَخَذْتُ الشَّيْءَ** گرفتہ آنچیز را۔ **وَيُقَالُ فَلَانٌ أَخَذَ بِبَدَنِ غَيْرِنَا** است۔ **وَيُقَالُ أَخَذَ الْقَتْلَ** ببردہ ہوئے بدست را۔ غرض اخذ کے اور بھی معنی ہیں۔ مگر حدیث فریر بحث میں انہی تین معنوں میں سے ایک بن سکتے ہیں۔ ایک بالوں کا کاٹنا۔ دوسرا بالوں کو کسی چیز سے باندھ لینا۔ اور کسی تانگے سے قید کر لینا۔ دوسرا لفظ **وَفَرَّ** بھی مشترک ہے چنانچہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔ **وَفَرَّ** لہ سے بہت زیادہ اور بکسر ہونے سر کے بالوں کو کہتے ہیں۔ اور بقول اصمعی لہ اُن بالوں کو کہتے ہیں۔ جو دونوں کندھوں سے لگتے ہوئے ہوں۔ اسی صورت میں **وَفَرَّ** وہ بال ہوئے جو کندھے سے نیچے تک ہوں اور علاوہ اصمعی کے دوسروں نے کہا ہے کہ **وَفَرَّ** اُن بالوں کو کہتے ہیں۔ جو لہ سے کم ہوں۔ یعنی کندھوں سے اونچے رہیں۔ اور منتہی الارب میں ہے۔ **وَفَرَّ** بالفتح ہوئے جمع بر سر یا موئے تازہ گوش۔ لہذا اگر حدیث کے معنی یہ کئے جائیں کہ ازواج مطہرات اپنے سر کے بالوں کو آٹا کاٹتی تھیں۔ کہ مثل **وَفَرَّ** کی کانوں کی ٹونک رہ جاتے۔ تو پھر عورتوں کے لئے مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے سے اجتناب کہاں رہا۔ کیونکہ کانوں کی ٹونک بال مردوں سے مخصوص ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کانوں کی ٹونک بال رکھتے تھے۔ اور زیادہ سے زیادہ کندھوں تک لہذا مردوں کو کانوں کی ٹونک سر کے بالوں کا رکھنا سنت تھی۔ اور زیادہ سے زیادہ کندھوں تک۔ اور اس سے زیادہ لمبے بال رکھنے

سے مردوں کے لئے حضرت نے کہا بہت کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِعَمْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيِّ كُنْ لَا
كُلَّ حَبْتَةٍ إِذَا سَبَّكَ إِذَا دَرِهَ فَبَلَغَ
ذَلِكَ عَمْرِيَا فَأَخَذَ شَعْرَهُ فَقَطَعَ
بِمَا حَقَّتْهُ إِلَى أَذُنَيْهِ وَذَمَّ إِذَا دَرِهَ
إِلَى الْفُتَاتِ سَاقِيَهُ (رواہ ابو داؤد)

ابو داؤد میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن اسدی اچھے آدمی
میں مگر ان کے بال لیے نہ ہوتے اور تہینہ لٹکا
ہوا نہ ہوتا۔ (یعنی ٹخنے سے نیچا) یہ عمر بن عمرو
کو پہنچا۔ تو انہوں نے اپنے بالوں کو پھیری سے
کاٹ کر کانوں تک کر لیا اور تہینہ آدمی پٹلی تک پہنچا

جب یہاں تک مردوں کو عورتوں کی مشابہت سے اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت
سے منع فرمایا تو ازواج مطہرات کے ساتھ عالم تو کہیں کوئی جاہل بھی ایسا خیال نہیں کر سکتا کہ وہ
مردوں کی طرح کانوں کی ٹوکھ بال رکھا کرتی تھیں۔ اور مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا کر کے
دفعہ ذالہ مستحق لعنت بنتی تھیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

غِبْنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعْنُ اللَّهُ
الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَ
الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ
(رواہ البخاری)

یعنی صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عز سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے لعنت ہوا اللہ کی ان مردوں پر جو
عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں۔ اور اللہ
کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں۔

پہنچم۔ حدیث میں لفظ کالوفرہ ہے جس کے معنی ہیں کہ بال مثل وفرہ کے ہو جاتے ہیں۔
کافہ تشبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کے بال بالکل وفرہ نہیں بن جاتے تھے بلکہ
وفرہ کی طرح ہو جاتے تھے۔ اور وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ بالوں کو سر کے اوپر اکٹھا کر کے باہر
دیا جاتا تھا جو وفرہ کی مثل بن جاتے تھے۔

تاکس اور اقرب الزاد میں وفرہ کے معنی الشعر الملتصق علی الاوس بھی لکھے
ہیں وفرہ وہ بال ہیں جو سر کے اوپر اکٹھے کئے جائیں۔ یعنی ازواج مطہرات سر کے بالوں کو سر پر
اکٹھا کر دیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ وفرہ کی مثل ہو جاتے۔ ان معنوں کی تائید حدیث عائشہ

رضی اللہ عنہا اجرت داسی اجارا بشد ید اسے بھی ہوتی ہے جس کا ترجمہ صحیح البحار اور
مراح سے کیے کھل گیا۔

علاوہ اس کے اگر اخذ کے معنی کاٹنے ہی کے لئے جائیں۔ تو لفظ وفودہ کے معنی وہی
لئے جائیں گے۔ جوام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کئے ہیں کہ وفودہ سے یعنی کندھے تک
کے بالوں سے بہت زیادہ نیچے جوتے ہیں۔ تاکہ مردوں کے بالوں سے مشابہت نہ ہو۔ اور
نسبت از تکاب ایسے فعل کی جو خدا اور رسول کی لعنت کا موجب ہو۔ از واج مطہرات کی
طرف لازم نہ آئے۔ مگر اس صورت میں انگل دو انگل ہال کاٹنے کی نسبت از واج مطہرات کی
طرف کڑا بے سود معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ احرام سے حلال ہونے کے وقت بھی حررتوں
کو بالوں کا کٹنا ناگہر واجب ہے۔ اور متہ والے کی قطعاً مانعت۔ مگر وہ بھی دو انگل سے
زیادہ کٹنا منع ہے چنانچہ بحر الرائق۔ ہدایہ اور عنایہ وغیرہ میں ہے۔

وَالْتَقْصِيرُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ نَوَاطِلٍ
شَعْرَةٍ مُقَدَّادًا قَبْلَهُ . هَدَايَا
قَوْلُهُ مُقَدَّادًا قَبْلَهُ هَذَا
الْمَقْدُورُ مَرْوِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
وَلَمْ يَفْلَحْ فِيهِ غِلَافٌ .
یعنی شرمات تقصیر اس کو کہتے ہیں کہ بالوں کے
سرے سے ایک دو انگل ہال کاٹ دیئے
جائیں۔ یعنی تقصیر کے یہ معنی کہ ایک دو انگل
بال کاٹے جائیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے۔ اور اس میں آج تک کسی کا
اختلاف نہیں ہوا۔ (عنایہ)

مگر حج میں تو قصر کن حج قرار دیا گیا۔ علاوہ حج کے از واج مطہرات کو اتنا قصر
کرانے سے کیا فائدہ تھا کہ عیث فعل کا ارتکاب کرتیں۔

اس حدیث کی صحیح تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ اخذ کے معنی بندگرتن کے لئے جائیں
اور وفودہ کے معنی مونے مجتہد کے۔ پھر حدیث کے یہ معنی ہونگے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور کی جدائی کے عزم میں جو دلیل کمال ایمان کی ہے۔ از واج مطہرات نے کٹھی چٹی
میتھمی گوندھنے کے ساتھ زیب و زینت چھوڑ دی تھی اور بالوں کو لمبی مانہ بیا کرتی تھیں
جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سر پر بال مجتہد ہر سے ہیں۔ جن کے غسل میں نہ کھولنے کی ضرورت

ہے۔ اور نہ انگلیوں سے جڑوں تک پانی پہنچانے کی حاجت۔

نصہ کی کتابوں میں بال کاٹنے کی ممانعت صراحت سے پائی جاتی ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے۔

یعنی (اور اسی دقتی) میں ہے۔ کہ اگر کاٹے عورت
 وفيہ قطعت شعر رأسها اثم
 نے بالی سرائے کے۔ تو وہ گنہگار بھی ہوئی اور ملعون
 ولعن ذاد فی البراذیہ و انا
 بھی بزازیر میں آنا زیادہ ہے کہ اگر چہ غاونہ کی
 باذن الزوج لانه لا طاعة لمخلوق
 اجازت سے کاٹے تو بھی ملعون ہوگی۔ اس واسطے
 فی معصیۃ الخافق ولذا یحرم علی
 کہ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی تابعداری جائز
 الرجل قطع لحیۃ والمعنی الموشر
 نہیں۔ اور گناہ کی علت مردانہ وضع بنانا ہے۔ کہ
 عورت کو بال کاٹنے سے مرد کی سیاحت ثابت ہوگی
 التشبیہ بالرجال۔

ازواج مطہرات کا سر کے بالوں کو نہ کٹوانا
 ازواج مطہرات سروں کے بال نہیں
 کٹوانی عتیں چنانچہ ذیل کی متعدد احادیث
 شریف سے ثابت ہوتا ہے۔

۱) صحیح مسلم میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے
 عن کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِنِّیْ اَمْرَاةٌ اَشَدُّ مَنَفَرَةً اَسِیْ اِنَّا لَنَقْنَدُ
 لَعْنُ الْجَنَابَةِ یعنی میں سر کے بالوں کو سخت گوندھتی ہوں۔ تو کیا جنابت کے غسل کے
 لئے کھول لیا کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ نہیں تجھے کافی ہے۔ کہ دو ٹوک تھو کی پیس پانی سے
 پر کر کے تین بار سر پر ڈالے۔ پھر سارے بدن پر پانی بہائے۔ تو پاک ہو جائے گی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا اگر سر کے بال کٹوایا کرتیں۔ تو گوندھنے کی ضرورت ہوتی
 کھولنے کی۔ پھر تو مردوں کی طرح بال کھلے رہتے۔ تو آپ کو یہ مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت
 نہ ہوتی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے سر کے بال بے ہوتے تھے۔ جسے آپ سخت گوندھ دیتی تھیں
 تو آپ کو غسل کے لئے اس مسئلہ کے دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی۔ کہ بالوں کو کھولنا
 کروں یا نہ چونکہ حضرت کو معلوم تھا کہ بغیر کھولنے کے ان کے بالوں کی جڑوں تک پانی
 پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ کھولنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) سند احمد ضعیف جلد ۶ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ایھا الناس فرمایا میں اس وقت سر کے بالوں کو کٹگئی کر رہی تھی۔ میں نے یہ آواز سن کر بالوں کو لپیٹا۔ اور میں دروازے کے قریب ہو کر کھڑی ہو گئی۔
اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ بال نہیں کٹواتی تھیں ورنہ لَفَقْتُ شَعْرِي صحیح نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کا نوں تک بال کٹا یا کرتیں۔ تو پھر ان کا لیٹنا کس طرح مقصود ہو سکتا ہے۔

(۳) نسائی شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خجۃ اوداع میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ اِنْفَضِي زَاكَاكَ وَامْتَشِطِي رِيشَ سِرِّكَ كَهْوَلًا۔ اور کٹگئی کرو۔ (۴) ابن ماجہ میں یہ الفاظ ہیں۔ اِنْفَضِي شَعْرَكَ وَاعْتَسِلِي۔ یعنی بال کھول اور غسل کرو۔ معلوم ہوا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بال بھی گوندھے ہوئے تھے جن کے کھولنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ اگر بال کا نوں تک ہوتے۔ تو اِنْفَضِي شَعْرَكَ کا ارشاد کیسے صحیح ہو سکتا تھا۔

(۵) دارقطنی میں جمیع بن عیمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے ہمراہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے پہلے نماز کا سا وضو کرتے پھر تین بار بدن پر پانی بہاتے۔ وَمَنْ لَغِيضٌ عَلَى دُؤْبِنَا خُمْسًا حَنْ اَجَلِ الصَّغِيرَةِ یعنی اور ہم اپنے سروں پر مینہ جیوں کے سبب پانچ بار پانی ڈالتے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بال لمبے تھے۔ جو گوندھے ہوئے تھے۔ اگر کا نوں تک ہوتے۔ تو پانچ بار پانی ڈالنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

(۶) سند احمد میں مروی ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اَجَزْتُ زَاكَاكِ اَجْمًا دَامًا شَدِيدًا یعنی میں سر کے بالوں کو خوب مضبوط باندھا کرتی تھی۔ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَلَى كُلِّ شَعْرٍ حَبَابَةٌ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ اے عائشہ کیا تو نہیں جانتی کہ ہر بال پر

جنابت ہے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بال کٹائے ہوئے نہ تھے۔ ورنہ اجار شدہ مٹھوا نہیں ہو سکتا۔

صحابیات کا سر کے بالوں کو نہ کٹوانا تمام صحابیات کے بال بھی کٹے ہوئے نہ تھے۔

پانچویں صحیح مسلم میں عبید بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عورتوں کے غسل کے وقت بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ پر تعجب ہے کہ وہ بالوں کے کھولنے کا حکم دیتا ہے۔ الحدیث۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام صحابیات کے سروں کے بال بھی گوندے ہوئے نہ تھے۔ ورنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بالوں کے کھولنے کا حکم نہ دیتے۔

صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دختر کو غسل دے رہی تھیں۔ پھر فرماتی ہیں۔ مَسَّطُنَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ۔ ایک روایت میں ہے۔ فَصَفَرْنَا ثَلَاثَ عَشْرًا ثَلَاثَةَ اَثَلَاتٍ قُرُونًا دَنَا مَيْتَهَا۔ صحیح بخاری اور منہ احمد کی روایت میں بعد ثلاث قرون کے وَالْقَيْنَا خَلْقَهَا بھی آیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ثَلَاثَةُ قُرُونٍ اَيُّ ثَلَاثَ خُفَرَاتٍ۔ یعنی ہم نے حضرت کی صاحبزادی کے بالوں کو تین گیسو کیا۔ اور ان کی پشت کے پیچھے ڈال دیا۔ ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں۔ خَلَقَهَا اَيُّ دُمَاءٍ خَفَرَهَا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ بال بے تھے۔ ورنہ تو صفائے بن سکتے نہ پشت کے پیچھے ڈالے جاسکتے معلوم ہوا کہ بال کٹائے ہوئے نہ تھے۔

ابو حاتم میں مروی ہے کہ ایک عورت نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اگر ایک مثلہ دریافت کیا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ وَاعْبِزِي قُرُونَكَ عِنْدَ كُلِّ جَفْنَةٍ یعنی ہر بار دونوں ہاتھوں سے پانی ڈالنے کے وقت اپنے گیسوؤں کو خوب دبا کر ملو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے گیسو و صفائے ہوتے تھے کٹوایا نہیں کرتی تھیں

کافی حیا میں رہتا تھا علیہ فرماتے ہیں۔ المعروف ان فناء العرب انما کن یخذلن الفلوق
والذواشب۔ (دوڑی) یعنی مشہور یہی ہے کہ عرب کی عورتیں قرون و ذواشب (بے لجامے گیسو)
رکھا کرتی تھیں۔

الحاصل مذکورہ بالا روایت مجھ سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا۔ کہ ان ذواجب مطہرات
اور محاسبات سر کے بالوں کو ہرگز کثرتاً نہیں تھیں۔ اور جس روایت سے مخالفین استدلال کرتے ہیں۔
وہ سراسر غلط اور محض دھوکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان غلط کاروں کو گون گون کر شد و ہدایت بخشنے۔ تاکہ
وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

ایکسٹاس مؤلف اہل علم کی خدمت اقدس میں نہایت ادب کے ساتھ میری یہ تاپز و خدمات
ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں کہیں غلطی یا سہو یا نہیں۔ تو راقم الحروف یا
مشترکہ مطلع فرمائیں۔ بلکہ طبع ثانی میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔ کہ سہو و خطا لازم بشریت ہے۔
دُعَا بَدْر گاہ رَبُّ الْعَالَمِينَ یا اے العالمین اپنے حبیب پاک کی طفیل اس کتاب کے پڑھنے
والے سینے والے بستر کرنے والے تبصیح کرنے والے۔ ترمیم
کرنے والے اور لکھنے والے کو اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ ان کے عمل کے صدقے راقم فرما
اور اس کے والدین کی مغفرت فرما۔ اور خاتمہ بالخیر کر۔ نیز میرے محنت بھرے فرزند ابجد سعادت
محمد بشیر ایم۔ اے کہ جمیع حوادث روزگار سے محفوظ و معصوم رکھ۔ دین و دنیا میں اس کو سرسبز و نور
شادان کر۔ اور سلف صالحین کا شیعہ اور شریعت شریفہ کا پابند کر۔ گمراہ فرقوں۔ اور بد مصلحتوں
سے بچائے۔ رکھ۔ اور اس کو اپنا مقبل بندہ بنالے۔ آمین۔

واللہ اعلم و عوینا ان الحمد لله رب العالمین وحسبنا الله تعالى
على خير خلقهم سيدنا محمد وعلى آله واصحابہ اجمعین۔

أَبُو الْبَشِيرِ مُحَمَّدٌ صَالِحٌ مَوْلَى بَنِ مَسْتِ عَلِيٍّ مَرْحُومِ مِيرَانَوَالِي

ضلع ساککوٹ